شاہنامہ اردو
مطبع منشی نولکشور مین مقبول اہل جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدای کریم
کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

کبھی ہی فریدون کو وہ دستگاہ
کریگا وہ جمشید کو وہ تباہ

جن و دیو و انسان و حور و پری
مہ و مہر اور زہرہ و مشتری

کیا اوسنی پیدا یہ بالا و پست
زبردست دنیا میں اور زیردست

عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے
عیاں اوسپہ سب راز پنہان ہے

بہری یم حباب اوسکا در یمان
رکھی موج ذکر اوسکا ورد زبان

چمن میں کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزان سے کیا بی نیاز

خداوند کون و مکان ہی وہی
نگہدار خلق و جہان ہی وہی

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو ہمت کسی کو کیا کر سکے

توانا ہی وہ آپ اور زور مند
قوی ہی خداوند پست و بلند

گدا او شہ اوسکی ہیں فرمان پذیر
وہ سبکا ہی یاری وہ دستگیر

بلندی دہ خسروان ہی وہی
شہی بخش شاہنشہان وہی

کبھی ناتوانوں کو بخشی وہ زور
سلیمان کو گاہی کری مثل مور

کئی اوسنی قدرت سی پیدا تمام
نہان تہی ہوے سو ہویدا تمام

بلند اوسنی چرخ برین کو کیا
فراخ اوسنی یکسر زمین کو کیا

پرستار اوسکا ہی ہر اک مدام
کریں گر او سکا سبھی خاص و عام

کیا اوسنے آراستہ باغ دہر
عنایت سی اوسکی ہی گل شاد بہر

جہاندار ہی پاک پروردگار
پرستار اوسکی ہیں سب تاجدار

دلیروں کو اوسنے کیا ہی دلیر
کیا نرہ شیر کو اوسنی ہی شیر

گدا کو وہ چاہی تو دی خسروی
ضعیفوں کو دم میں وہ کردے قوی

وہ بخشی سب جسے عزت و افتخار
تو ہی تاب کسکی کرے پھر جو خوار

تو ای منشی اوسکی ہی کر التجا
کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

تو درگاہ میں اوسکی ہو سرنگون
تضرع کنان او مناجات خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ و تعالے

میں افتادہ یارب سر خاک ہوں
ستمدیدہ دور افلاک ہوں

یہ پھرتا نہیں بخت برگشتہ آہ
گئی ہی یہ برگشتہ شام و پگاہ

نگاہ کرم مجہپہ کر یا خدا
مجھی بند رنج و الم سے چھڑا

ستاتی ہی بی گردش روزگار
مجھے خوار رکھی ہی لیل و نہار

نہیں ہے کوئی اور فریاد رس
تو ہی داد خواہوں کا بس داد رس

ہرا کر تو تازہ باغ مراد
الکر تو روشن چراغ مراد

دکھا اب بہارِ گلِ آرزو
پلا مجکو جامِ مُلِ آرزو

گنہگار ہون اور عصیان شعار
ولی تو ہی غفار و آمرزگار

گنہ بخش میری کہ شرمندہ ہون
پرستندہ ہون اور فگندہ ہون

مجہی اپنی در کی سوا اور در
دکھا مت تو ای داورِ دادگر

نہین اور کچہہ خواہشِ دل بیان
ولیکن تمنا ہی یہ بر زبان

کہ منت کش غیر ہرگز نہون
ترا ایک ممنونِ احسان ہون

نہ درگاہ سی اپنی رکہہ نامراد
تو بر لا مراد اور کر مجکو شاد

جہان مین نہ رکہہ دل پریشان مجہی
نکر فکرِ روزی ہی حیران مجہی

شبستانِ دل کو مری بے سحر
چراغِ خرد سی منور تو کر

مجہے اپنی گنجینۂ فیض سے
دُرِ دانش و گوہرِ عقل دے

مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ
معانی شناسی کی ہو دستگاہ

مجہے بخش اب دستگاہِ سخن
شناسائی دکھا مجکو راہِ سخن

مری خامہ کو کر تو گوہر فشان
زبان کو مری کر فصیح اللسان

الٰہی مری اب دعا ہو قبول
بحقِ محمد طفیلِ رسول

نعت سرورِ کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلواۃ والسلام

پر از مشک و عنبر نگیون ہو دہان
ثنای محمد سے ہو تر زبان

وہ ختمِ رسل سرورِ نامور
فلک جسکی آگی جھکاتا ہی سر

سرِ سروران ہی وہ عالیجناب
سپہرِ نبوت کا ہی آفتاب

جہان جسکی دین سی ہوی وقف تمام
مہِ نو اوسکا ہی ادنیٰ غلام

سرِ سروران احمدِ مجتبیٰ
رسولِ خدا سیدِ انبیا

خردمند و دانشور و بی نظیر
یسان مہ و مہر روشن ضمیر

سحابِ سخا و محیطِ کرم
یمِ جود و خوش خلق و عالی ہمم

وہ مہرِ جہانتاب اوجِ جلال
وہ سروِ سرافرازِ باغِ کمال

فروغِ جہان نورِ ایمان و دین
و شمعِ شبستانِ عین الیقین

شفیعِ گناہان بروزِ جزا
کشایندۂ عقدۂ مدعا

فرازندۂ رایتِ سروری
درخشندہ خورشیدِ پیغمبری

وہی خاص خاصانِ پروردگار
کہ جسنی کیا دین کو استوار

قدم اوسنی معراج پر جب رکھا
تو پایہ ثریا او معراج کا

سپہرِ برین کی ہی خوش نصیب
ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب

میسر ہوا جبکہ قربِ حضور
نظر اوسکو آیا وہ تابندہ نور

تجلی کہین جسکو اہل الیقین
منور ہے جس سے زمان و زمین

یہ بخشا اوسی پایگاہِ رفیع
ہوئی جسکی شاہانِ عالم مطیع

گرامی اشرف ہی انسان مین
غرض اوسکی لولاک ہی شان مین

کرون اوسکی اصحاب کا اب بیان
کہ ہین صاحبِ عزت و فخر و شان

ابوبکر و عثمان والا گہر
عمر اور علی وہ شہِ نامور

کری اب جو انصاف کا کچھ بیان
نہ طاقت قلم مین نہ تابِ زبان

کرون مین سخن کو بس اب مختصر
یہی عرض ہے میری کہ شام و سحر

معین اور یاور ہو یا مصطفیٰ
مری دل کی بر لاو تم مدعا

گنہگار ہون مین بروزِ حساب
مری کیجیو تم شفاعت جناب

یہ نسبت تمہارا ہی کمتر غلام
کرم اوسپہ بیکار کہو صبح و شام

لکہی ای خامہ اب مدحِ شاہِ جہان
شہنشاہِ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو نصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہِ بی نظیر
خداوندِ تاج و کلاہ و سریر

فروزندہ خورشیدِ برجِ شہی
گرامی دُرِ درجِ شاہنشہی

ہمایون خصائل شہِ نامور
خجستہ شمائل و فرخندہ سیر

جہانبانِ دین پرور و حق پژوہ
حقایق شنو شاہِ والا شکوہ

محبت رکہی ہی جو درویش سے
مودت ہے اوسکو وفا کیش سے

شناور ہی دریای عرفان کا
دل اوسکا ہی مثلِ گہر صفا

حقیقت کرون علم کی کیا بیان
نہین اوسکی ہمسنگ گوہر گران

فزون شفقت و خلق ہمت بلند
مروت مین یکتا شہ ارجمند

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ دادگر خسرو نامدار

جہان پرور و کامبخش جہان
سر سرفرازان کمین یکسان

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہے امیدگاہ

بنی کامران سب کسیکا شتاب
یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہے کہ امیدوار
نہ محروم یان سے گیا زینہار

سخاوت مین یکتا تو بحر سحاب
عفو اوسکی جبلت سے ہے عز و آب

کف جود سلطان الاکبر
گہربار رہتا ہے شام و سحر

اگر کچھ ہو فرمانبرون سے خطا
کرے عفو اور لطف و عطا

جہان گستران مین وہ ہے جبکہ تان
وہ ہے آستان خدیو زمان

جھکا یا یہان جو سر انکسار
تو چرخ برین سے یہ پایا وقار

شہ یہ رتبہ شمس ہوتا کبھی
او شہانہ گر اوسکو سورج کہی

کواکب ہین سب اس سے بخرد گرہ
کہ مشعلچی اوسکا ہے رخشندہ ماہ

عطارد ہے منشی جہاندار کا
سپاہی ہے مریخ سرکار کا

جو یان مشتری گرم طاعت ہوئے
تو اوسکو میسر سعادت ہوئے

نہ کیونکر ہو زہرہ کو یان فخر و شان
کہ ہو نغمہ سنجان مین جاکر بیان

زحل نے اطاعت جو کی اختیار
تو پایا فلک پر بڑا اعتبار

بلطف شہنشاہ عالی جناب
فقط دوستان ہو نہین کامیاب

جو دشمن بھی ہون انکے بدخواہ غدر
کرے اونپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار
نہین تاب کلک زبان زینہار

کرے جو بیان وصف شاہ زمن
دعا پر ہے ناچار ختم سخن

نہ منشی کی ہے آرزو ہر زمان
یہی ہے دعا اوسکی ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شادان رہے
ترا لطف دایم نگہبان رہے

رہے اوسکی شمشیر کشورستان
تہ خاک خون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر ہو یزدی بخت
ہمیشہ جہانمین ہو با تاج و تخت

سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایکدن
کہ تھا شغل نوروز بہجت فزون

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
مہیا تھے سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا ہی جو مذکور تھا
تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا

کہ ہے شاہنامہ تماشا کتاب
عجب نظم دلکش ہے با آب و تاب

ولی ہر کسی کو میسر نہین
یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین

توکل کہ مرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اوسنے شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخہ مختصر
کہ احوال معلوم ہو سربسر

بشمشیر خانی وہ موسوم ہے
تمام اوسمین احوال مرقوم ہے

یہ سنکر برادر مری مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان

کہ زور آوران کا جہانمین ہے نام
بخلق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولی کہ اے منشی اسنامی کو
تم اب ریختی کی زبان مین لکہو

کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان

چراغ شبستان سلطان سریر
جہاندار بخشندہ لعل و زر

خدا نے سبے شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
وہین کرکے شمشیر خانی طلب

ہوا مین دل و جان سے مصروف کار
لکہی نظم یہ دلکش و آبدار

بجز فکر اشعار شام و سحر
نہ تھی مجکو زنہار فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان با دین و داد

ہوئی سنکے اس نظم کو شادکام
رہ منصفی سے یہ بولی تمام

کرو اسمہ نامہ دلپذیر
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر

بجا ہی جو ہون اسپہ گوہر نثار
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

وتب یہ شہنامہ جب ہو چکا — کیا فکر تب سال تاریخ کا
تو یہ ہاتف غیب نے صبحدم — کہا قصۂ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخنگوئی و شنڈلی ہوشمند — یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند
ہوا پہلی جو کوئی کشور کشا — شہ دادگستر کیومرث تھا

سدا کوہ میں تہا وہ مسکن گزین — بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین
سیامک تہا اوس شاہ کا اک پسر — خرد مند شبل پدر نامور

کیومرث کا دشمن اک دیو تہا — ارادہ اوسکی وس سے تہا جنگ کا
غرض بچہ اوس دیو کا ایکبار — پدر سی لگا کہنے اپنی بزار

یہ ہی عرض میری کہ جو حکم ہو — تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو
سنا اوسنی جب یہ بیان پسر — تو دیوون کی فوج اوسکی ہمراہ کر

کیا اوسکو وہین سے ان ہی شتاب — کہ تا ہو کیومرث سی کینہ خواہ
سیامک نے جس دم سنی یہ خبر — کیا عرض جا کر حضور پدر

کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار — جو ہو حکم جاؤن سپے کارزار
کیومرث نی اوسکو رخصت کیا — بہت اوسکی ہمراہ لشکر کیا

جو وہ پادشہ زادہ جنگ جو — ہوا بچہ دیو کے روبرو
تو پہر ہاتہ سے بچہ دیو کے — نہ ہرگز ہوئی پہر رہائی اوسے

سیامک ہوا زرکہ مین ہلاک — ملا جسم اوسکا تہ خون خاک
یکایک جو لشکر نی کہائی شکست — سپہر برین نے کیا سکو پست

حضور کیومرث آئی دون — ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
سیامک کا یکسال ماتم رہا — دل و جان کو اپنی پرغم رکہا

سنی بعد اوسکی اک آواز غیب — ہوا شاہ کو یون عیان از غیب
کہ بس اب صبوری کو کر اختیار — زیادہ نہ نوحہ کر زینہار

ذرا رکہ تو دل کو قرین خوشی — کہ اب جا کی دیو ونپہ لشکر کشی
مظفر تو ہوگا بفضل الٰہ — دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ

زمین یونہ پاک سی پاک کر — رخ دیو کش تہ خاک کر
کیومرث نے جب سنی یہ ندا — تو ہو شاہ ماتم کدہ سی جدا

کیا اپنی آراستہ فوج کو — ہوا ساتہ دیونکی پہر جنگجو
سیامک کا اک پور ہوشنگ تہا — کہ سرتاپا ہوش و فرہنگ تہا

دلیر و ہنرمند و اہل تمیز — کیومرث کا جان و دل سی عزیز
کیا شاہ نے اوسکو سردار فوج — روانہ ہوا پہر وہ مانند موج

درندا اور چرندا اور سب جانور — سدا تہی مطیع شہ نامور
کیومرث کی ساتہ سب وہ گروہ — روانہ ہوئی ہان سی ہر سو

جو پہونچا یہ لشکر تو وہ دیو بہی — ہوا آکی شہ کی مقابل تبہی
پی رزم شاہنشہ نامدار — وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا گرم بازار رزم و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
زبس گرم کین ہر دلاور ہوا — تو مغلوب دیونکا لشکر رہا

ہوئی دیو عاجز دو دوام سے — خفا زندگی کی ہوئی نام سے
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ سر — رہی جنگ کی پہر جبین ہو سر

کیومرث کی ہاتہ سی دیو سار — ہوا کشتہ خنجر آبدار
غرض دیو اور بچہ دیو بہی — ہوئی قتل اور اوسکا لشکر بہی

کیومرث کی فتح شامل ہوئی — تمنای دل اوسکی حاصل ہوئی
کیومرث شاہ خجستہ خصال — جہانمین ہا حکمران تیس سال

احوال سلطنت ہوشنگ

بفرخندہ خالی ہوا بعد ازان — وہ ہوشنگ فرمانروائی جہان

ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت — بصد فخر مالک تاج و تخت
جہان پروری اوسنی کی اختیار — کیا عدل انصاف لیل و نہار

جہان ادسی اوسکی آباد تہا — نہ تہا نام غم کا سر اک شاد تہا
کیا اور یہ کام فرہنگ سے — کہ آتش نمودار کی سنگ سے

جب آیا یہی نوبت بس نظر
گزارش سے ہے نور الہی تمام
سو شہر لایا وسے ہے اوجو
نشان او دی سم نان طعام
جہانمین یہ آہنگری کا ہنر
جو عمر اوسکی آخر ہوئی بعد ازان
وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند
تمنای خاطر تھی بہبود خلق
کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب
سیہ گوش اور یوز و شاہین دبان
شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر
وہین یو غیرت مین آئی تمام
جو سرکردہ دیوونکی تھا فوج کا
ہم جنگجو ہر دو لشکر ہوئے
بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ
پھر از رگہ سی جو ہو فتحیاب
اگر ہووے جان بخشی اتی باجو
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہین
پسر تہا جو جمشید طہمورث کا
جہاندار جمشید عالی تبار
دلیر و قوی زور آفاق گیر
بیان سے فزون وسکا جاہ و حشم
فن پارچہ بافی و کشتکار
ہوا عہد مین وسکی پیدا یہ سب
کیا شہ نی مردم کو سکن گزیر

تو شاہ جہاندار فرخ سیر
کری خلق آتش پرستی تمام
باتین بجسب طرز نکو ش
دل مردمان کو کیا شاد کام
کیا اوسنی ظاہر نہ تہا پیشتر

سپاس خداوند لایا بجا
جہاندار نے پھر باتین نیک
بجز میوہ و غیر برگ شجر
سمور اور سنجاب و ریو ستین
چہل سال با داد و دانش ہا

در بیان احوال سلطنت طہمورث

جسی خلق و عالم کی پیوند
مراد دل بادشہ سود خلق
کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب
بعہد شہنشاہ گردون فراز
خردمند دانا و روشن ضمیر
کیا عزم رزم شہ نیک نام
سو اوس یو کشش کا غونام تہا
ہزارون جدا تن سے ہوا ان سر
دکہائی عدم کی وہین وسکو راہ
کیا حکم تب شاہ نی یون شتاب
تو سکہلاوین ہم ایک طرفہ ہنر
وہ حرفون کا پڑہنا بتایا وہین

رعیت نواز اور تہا دادگر
جو تہی عہد مین اوسکے دانشوران
پھر خانہ وان پشم بافی ہوتے
ہوی سب گرفتار دام اوسکے
وہ قید ایکدن کی ایک یوکو
فراہم ہوی وہ پی جنگ شاہ
صف آرا او دو تہے وہ خونخوار دیو
وہ غو شاہ کی جب مقابل ہوا
رہی زندہ سید انمین جو اور دیو
کرو قتل دیوون کو یکدست اب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
شہنشہ نی سی سال کی داور

بیان احوال سلطنت جمشید

خردمند و دانشور و ہوشیار
بزرگ شاہ تہا اوسکا فرمان پذیر
سدا خلق پر اوسکا لطف و کرم
کیا شاہ جمشید نے آشکار
ہوتی اس جہان مین جو پیدا یہ سب
ہوا ہر کوئی ہر سکا مین مکین

خداوند اور نگ شاہنشہی
شجاعت بہت خوب ہمت بلند
ہنرمند و آگہ دل و ذوفنون
قزو خز و دیبا و ریشم کتان
زراعت کے قابل زمین اتہی جہان
سزاوار ہر شخص کی ہر مکان

یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
نہ پوشاک تہی نہ خورش خشیر
کیی اوسنی پیدا ابر و زمین
جہاندار ہوشنگ فرمانروا
ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان
نہ تہا کام جز داد شام و سحر
یہ اونسی لگا کہنے شاہ جہان
کہ پوشاک مردم کو کافی ہونے
وہ سگ سی شکار انگلنی لسر
لے آیا حضور شہ نامجو
ادہر سی ہوا شاہ بہی کینہ خواہ
ادہر تہی دلیران گیہان خدیو
تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا
اونہین قید کر لیگیا وہ خدیو
لگی کہنی دیوان خونخوار تب
وہ لائی دوات و قلم شہ کی پاس
رہی اوسکی محکوم دیو و پری
ہوا بعد اوسکے وہ فرمانروا
سپہدار اقلیم فرماندہی
او اقبال و دولت سی تہا ارجمند
فراست سے ہر چیز کا رہنمون
زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
سوا اوسکے جس جا تہا آب وان
دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان

کہ اب سے کان مین زراعت کرو
سکہا دیا ان مردمان کو تمام
وہ حمام اور قصر و ایوان کاخ
بہت دلکشا اور بہت استوار
اور اس تخت پر بیٹھتا تہا مدام
غرض دیونکی دوش پر رکہکی تخت
شہنشہ نے کشتی بہی تیار کی
جب آتا یہ نوروز عشرت فروز
جن و انس و دیو و پری کو تمام
رہی خلق آسودہ و بی خطر

نہ بی شغل و بیکار ہرگز ہو
کہ کرنے لگین سب عمارت تمام
بنائی گزین بلند و فراخ
سراپا لطافت سے ایا ہا
رہی تہا سدا خرم و شادکام
جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت
محیط جہانمین پیدل نہ تہے
تب اک جشن ترتیب کرتا وہین
گہر بخشتا خسرو نیک نام
بہت خرم و شاد شام و سحر

پہ دیونکو ارشاد شہ نے کیا
ہوا جب کہ حکم شہ نامدار
بناتی کے خشت اور سنگ سے
پہر اک تخت شہ نے مرتب کیا
کبہی حکم کرتا وہ یون دیو کو
پہونچتا وہان ایکدم مین بشوق
ہر سال کا ہی جو نوروز نام
مہیا مئی و نغمہ ہوتا وہان
بعیش و طرب ہفتصد سال تک
نہ بی شغل کوئی نہ بیکار تہا

کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا
ہوئی دیو تب وہین مشغول کا
طرحدار و دلچسپ رنگ سے
بیاقوت و گوہر مزین کیا
بروی ہوا تخت کو لے چلو
نہ تہا دلین اندیشۂ تحت و فوق
سلو وسکا ہی موجد شہ ذوالکرام
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان
رہا حکمران شاہ زیر فلک
کوئی دردمند اور نہ بیمار تہا

نہ تھا کوئی رنجور اوس دور مین
رہی مرگ بھی دور اوس دور مین

جو گذری برس سات سو اسطرح
کیا ہی بیان مین نے یان جس طرح

تو شہ سے ہوئے دور دانش و قور
ہوا شاہ کی دل مین پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہے مرا اسقدر

تو آیا وہین دل مین جمشید کے
کہ ہمسر ہو نہین ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

اکابر جو تھے اونکو کی طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہووے جاہ

خداوند اورنگ افسر ہون مین
جہاندار بخشندہ زر ہون مین

جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان ہے ہوا رنج برخاستہ

خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط و خوشی نغمہ و جام و مے
مری ہی سبب سے ہی ہر ایک شے

جہان مین ہے اب مجھسے پیدا ہنر
نہین کوئی ہمسا شہ نامور

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگی کہنے دانشوران زمن

کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر
نہین اور تجسا کوئی تاجور

ولی دل مین سمجھی یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

ہوا رخصت اب اس سے اقبال و بخت
نصیبون سے اوسکی گیا تاج و تخت

کوئی دن کو دیکھی ہی یہ ورد
ہوئی فر فرماندہی اوسکی زرد

وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارا لگی کرنے بی اختیار

خفا ہوگئی شہ سے وہ یکبارہ سب
غرض اوٹھ گئی ہانسی و ساز سب

شہنشہ کے دل مین آیا ہراس
وہین اوڑ گئی اوسکی ہوش و حواس

یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک

لگی دولت اوس شہ سے منہ پھیرنے
لگی اوسکو بد دولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا تنگ اور پریشان و خوار

گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک مین بخت جم
ہوا جاے ضحاک پر تخت جم

لکھون اب مین ضحاک کی داستان
کرون اوسکے اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز و اشتر و گاو میش
رکھی تھا سپہدار فرخندہ کیش

شب و روز اون چارپایونکا شیر
غریبون کو دیتا شہ بے نظیر

پسر ایک تھا اوسکا ضحاک نام
جوان دلیر و بلند احتشام

رکھی اسپ تازی تھا وہ دس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اوسکی ابلیس نا راست گو
ہوا حاضر اکدن بہ شکل نکو

گزارش کئی نقلین کین آن کر
کہ دلچسپ و نغز تھین سربسر

ولی تھا فریب اوسمین یکسر بھرا
خدع سے سخن کوئی خالی نہ تھا

مگر اتنا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اوس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد
سخن خوب ایسی ہین مجکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اسطرح سے
کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کہی تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کہا کی ضحاک نے بس شتاب
دیا اوسکو گفتار کا یہ جواب

یہ مذکور کیا جو تری راز کو
کرون ظاہر اے مرد فرخندہ خو

ہوا جبکہ ایسی مین عہد استوار
یہ ابلیس بولا کہ ای نامدار

جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر
تو اوسکو شتابی تین قتل کر

کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر
یہ تجکو ہی زیبندہ تاج و سریر

یہ سنکر ہوا دلکو اک اوسکی درد
لگا کہنے اوس سے کہ ای نیکمرد

بگفتار تو ناپسندیدہ ہے
نہ غیر از دانش مین سنجیدہ ہے

رہ دین و دانش سے ہے دور یہ
وہ بیداد کب مجکو منظور ہے

کہی شاہزادی نی یہ بات جب
رہی تیری گردن پہ سوگند بند
یہ پوچھا کہ کسطرح کیجی ہلاک
کنوان اک دشمن شاہ کی راہ مین
وہ شہ اوس مکان مین زروی ظفر
گیا اوسکو جستجو تس بہر سر
گئی ٹوٹ اوسکی سر و دست و پا
پہر ابلیس بد ذات نی یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجہی خوبیان
نوازش بہت اوسپہ صدر و کی
خورش خانہ خسرو نامور
وہ تیار کر پیش فرمان روا
ہوا کہا کی اوسکو بہت شادکام
کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کبک و تدرو سفید
زروی عنایت کہا یون کہ اب
مری آرزو ہی یہ شام و پگاہ
بر آوی مرا مدعا کیا عجب
نوازش سی مجکو کرون ارجمند
جو کتف اپنی شہ نی برہنہ کیے
یہ کردار بد کی وہان آشکار
کیا چارہ دانشورون سی طلب
پہر اتنی مین ابلیس پیدا ہوا
ہوا وہ لکہا جو نصیبونمین تہا

یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خوار اور تجکو پہونچی گزند
بتا کوئی تدبیر بی خوف و باک
کرون کندہ تا وہ گری چاہ مین
عبادت کو جاتا تہا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تہی کچہ خبر
ہوا قید ہستی سی وہ مین ہا
کہ صد شکر ای شاہ کشور کشا
عمل تو کری ہر شب و روز گر
میسر ہوا ای بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پہر اوسکو دی
ملا جبکہ اوسکو تو شام و سحر
کبہی مرغ لاتا کبہی چارپا
کہ تہا خوشتر و نغز سبکو طعام
خورش لا ونگا اس سی کل نغز تر
پکائی گیا بادل پر امید
جو کچہ چاہیی مجہی کہدی تو طلب
کہ دون اک بوسہ سر کتف شاہ
مجہی کامیابی ہو با صد طرب
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شیطان نی اوسپہ بوسی دیی
نظر سی وہ غائب ہوا نابکار
لگی کرنی تدبیر و تجویز سب
بشکل طبیبان ہویدا ہوا
نہین دفع ہوتی یہ ہرگز بلا

اگر اس کام سی تو کرے درگذر
نہ خون پدر اوسکو منظور تہا
لگا کہنی پہر وہ کہ ای نامدار
مکان اک بیرون دولتسرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب اودہر کو تو بس راہ مین
وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو پادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
خوراک اور جز میوہ و نان اون
پکانی لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایکدن بیضۂ مرغ وان
زروی طرب شہ نی کی آفرین
غرض دوسرے روز پہر شاد شاد
وہ ضحاک نی جبکہ کہایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پہر شتاب
یہ رتبہ نہین گرچہ میرا ولے
یہ ضحاک بولا کہ ای نیک خو
یہ کہکر دیی کہول کتف اپنی ہر
دیی جبکہ بوسی سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس رد کا کچہ نپایا علاج
وہ آگر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب ہو دشوار ہے

پہری عہد سے اپنی ای نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تہا
یہ کچہ کام مشکل نہین زینہار
شہ نامور نی کیا تہا بنا
کیا کندہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اوس چاہ مین
سر تخت بیٹہا بجای پدر
مبارک تجہی تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنی شام و پگاہ
نہ تہی ون نون اہل جہان
مزہ دار و خوش ذائقہ پر طعام
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اسنی وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہ ای شاہ ضحاک عالیجناب
مگر شہ کی لطف و عنایات سی
تری دل کی بر لاون یہ آرزو
یہی لین ابلیس کی تہی ہوس
ہوئی وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنی دلمین پشیمان ہوا
کسیکو بہی سکا نہ آیا علاج
لگا کہنی شہ سی کہ ای شہریار
خرد چارہ سازی سی عاجز ہے

اوسی سال میں منوچہر شاہ
دلیر و ہنرمند و صاحب کمال
ولی باپ کو اوسکی انکار تھا
رکھی وصل کی اوسکی جہین ہوس
سنو دوستو ایکدن دخت کے
کہ ہووے تو بچہ ایہ شاہ جم
کہا تہا یہ دایہ سے جا کر شتاب
یہ مژدہ جو تونی سنایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہان جو گیا
یہ تھی آرزوی دل شاہ جم
ولی جا جہون نے بچھانے دیا
تلی اک شجر کی گیا بیٹہ جم
پڑی اوسکی جمشید پر جو نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے ایجوان
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
مجھی چرخ آہستہ یا دہ تاب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
کہا یہ کہ ای بانوی مہربان
اوسے اور ہرگز نہین کچہ ہنر
کہ اوسنی تو بس فن چاہی شراب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
یہ سمجھی ہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہی کیون اب نزیر شجر
بس اب دیکھ اس پرستار کو

ہو زابلستان لا با نیلہ
جہانمین تھی وہ دلربا بیشمار
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا
خوشی سی وہ ہم بستر اوسکا ہوا
کہا تہا کہ ای دخت فرخندہ خو
اور اوس سے ہوا اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالی جناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تہا شاہ کا
کہ اس باغمین چلکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور سا رہ گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوتے بس وہ ہین یکسر
عیان کر یہ مجہسے تو راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا ہووی کلفت مری دل سے دور
در باغ پر ہی اک آیا جوان
طلب وہ رسائی کی رکہتا ہی بس
ولی اوسکو پہنچا دو تم بھی شتاب
پرستار کی ساتھ آئی وہان
کہ ایرانیون مین سے ہی یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہی کیون سائی مین آنکر
تجہی بلا نی آئی اسے نیکخو

تو مربی اوسکے بدخواہ تہی
بہت اوسکی شاہان طلبگار تہی
پر ایسے واثق تھا باہم گرہ
زن حاملہ اک ایہ تہی خستہ تن
تری ہین بیٹے نے پائی طالع تو ہان
یہ سنکر نوید مسرت فزا
یہ سن شاہ سے نے مژدہ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
اور اوس باغمین تھے وہ دلدار سے
ذرا جی کو وان اپنی بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
اکسی کام کی اسطلے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی نیکو
دیا اوسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گمرہ و بخت برگشتہ ہون
خداوند سی باغ کی لا شتاب
پرستار نی جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہی پر
پرستار سے سنکی وصف جوان
مئی اوس اور شاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد جمسی رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنی یون کہ ای خستہ حال
کمر اس کنیزک پہ مایل ہوا
اگر تجکو ہے آرزوی شراب

شہ زابلستان کی باپی ظفر
بنقد دل و جان خریدار تہے
کہ وہ ماہ پیکر سب دیکھکر
کہ انجم شناس و خردمند تہے
ہوا یون عیان بہید راز نہان
بہت شاد تہمین تہی وہ دلربا
کہا حاملہ سی کہ ای نیک روز
نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن
جو دن رات جم کی طلبگار تہی
صبا کی طرح سیر کرتے تہے
وہ ٹہہرا ذرا باد ل باغ دار
کنیز اوسکی پیروی کی آئی وہان
درخشندہ تہی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و گشتہ ہون
ابھی جا کی دو تین جام شراب
گئی باغ مین پس شتابان تیز
رخ خوب اوسکا ہی رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرود و دف و چنگ عشرت کا سامان
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طرح غنچہ کی تہی جیسی یہ تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغمین آمی جوان شتاب

گیا جب طلب اوسی جمشید کو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو

جو جاؤن مین پیش شہ دوستان
مبادا بلا کوئی آوی یہان

گیا جم نی جانی مین آخر حذر
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نکر

پدر ہی مرا شاہ زابلستان
مین اوسکی ہون اک دختر داستان

رکھی چاہ ان سی ہی گرامی بہی
بہت پاس خاطر ہی پہر اوسکی

مجھی ہی یہ پروانگی روز و شب
جسی چاہون اوسکو کرون مین طلب

غرض شوق سی یہ بیان آ شتاب
کہ شاہد ہی اور ہی وہ دختر آب

سنا تھا یہ جمشید نے بیشتر
کہ اک دخت ہی شاہ شمس و قمر

اور اب اوسکو دیکہا تو شیدا ہوا
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا

گیا باغ مین شاہ جم پہر وہین
ہوئی شاد و خرم بت نازنین

شہ جم کی رکہہ ہاتہ مین اپنا ہاتہ
خرامان چمن مین ہوئے اوسکی سات

گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر

کنیزان گلچہر آئین وہان
ہوئین جم کی آگی وہ سجدہ کنان

بحکم پری رو بمشک و گلاب
شہ جم کی پہر پاؤن دہوئی شتاب

کیا شیشہ و جام پہر ان طلب
ہوا دور عیش و نشاط و طرب

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
پلاؤ اسی بادہ لالہ رنگ

جو حکم اوس مہ کی چہرہ نی کیا
تو پہر جام ساقی نی جم کو دیا

کئی نوش جم نی پیاپی جو جام
ہوا دور اندیشہ دل سی تمام

برسم شہان جو ہوا بادہ کش
یہ کہنی لگی جمین وہ حور وش

کہ ہی یہ جوان بیگمان بادشاہ
کیا جرعہ نی لیکن اسکو تباہ

کیا پہر یہ جمشید سی ای جوان
رہ دور سی اتبو آیا یہان

تری واسطی ہو وی حاضر طعام
وہ بولا کہ تم اور دو مجکو جام

لگی کہنی پہر یون وہ رشک قمر
تجھی خواہش بادہ ہی اسقدر

کہ جز بادہ تو کچہ نہین چاہتی اور
نظر آئی مجکو عبث تیری طور

دیا شاہ جمشید نی یہ جواب
کہ ہی بیشتر مجکو میل شراب

کبھی گر پیاؤن تو بیتاب ہون
مین نے صبر بے بادہ ناب ہون

عجب چیز ہی بادہ ای نازنین
کہ دلسی کری دور کلفت وہین

دل تیرہ کو روشنائی ہی می
جسی کوفت ہو ہو سیاہی ہی می

کری مہ مین یہ بزدلونکو دلیر
ہی می جو کوئی کری کار شیر

جو ہو پیر فرتوت پہلی دہ گیر
تو ہووی جوان پیتی ای حور وش

خورش کی فزی کو زبادہ کری
غم دل کو بس دور بادہ کری

کری دفع سب ماندگیہا ای تمیز
لگی می سی خوشتر بہار چمن

زبس مجکو تہی راہ کی ماندگی
تمنا ہوئی بادہ ناب کی

گیا جب فضا سی جم نی گریز
گمان لیگئی تب وہ رشک جمن

کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
جہاندار شاہ شہان ہی یہی

لگی کہنی پہر جمین یون دلستان
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان

یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ آب
شبیہ شہ جم کرون مین طلب

کسی سی کہا یون کہ لا و شبیہ
مری باپ سی جم کی لاؤ شبیہ

تو اپنی مین گلشن کی دیوار پر
پڑی اوس مہ کی چہرہ کی جو نظر

تو دیکہا کہ سب نقشہ کہہ رہین
ملا کر بہم اپنی منقار کو

کوئی شوق سی جسی پر درد و غم
ملا دی لب یار سی لب بہم

وہ دونون تہی سرگرم رو بناز
ادہر سی بنایا اور ادہر سی تہا ناز

جو یون ہی دیکہی کبوتر بہم
تو کچہہ شرم سی آگئی نہین جسم

طلب کی پہر وہ مین تیر کماں
لگی کہنی جمشید سی یون گمان

تو فرماتی انہین سی اسقدر جسی
کرون پیدا اسکو مین کس تیر سی

شہ جم یہ بولا کہ ای نازنین
جہان مرد ہو وان یہ لازم نہین

کہ زن جمشید سی کری قت کار
نکہ جمشید سی تو اب زینہار

اگر لا کہ زن ہی شجاع و دلیر
تو ہی اپنی نزدیک ہو مثل شیر

دلی ہمسری مرد سے کیا کری
کری ہمسری گر تو بیجا کرے

کہ زن ان ہی آخر کو اور مرد مرد
شعور زنان پیش مردان ہے گرد

دلیری و تدبیر و زور ہنر
رکھی مرد بہی ان سبہی ہان مشتہر

ہوائی مری گر یہ تیر و کمان
ہنر دیکہیے میرا او ای گلستان

یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
عرق آگیا چہرے پر سو بہن

ولی لیکن افزون محبت ہوئی
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی

کمان ہاتہ سے آگے جم کی تہی
کیا عذر بہی اور بہت عاجزی

کہا پہر یہ جم نے کہ ای نیک خو
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو

تو پہرلی بہی چاہا اوسنے کرن کو
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون

مراد اس سخن سے تہی وہ شک
کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ

پریرو بہی سن مژکو پاگئی
یہ بات اوسکی سنکر بہی ٹہر گئے

پیا جام پہر جم نے اور پہر رنگ
کمان کہینچکر ایک مارا خدنگ

کمان سے ہوا تیر جسدم رہا
گری مادہ بسمل ہو نر اوڑ گیا

پہر اک دم مین بیٹہا وہ نزدیک آن کر
کہ بیٹہا ہوا تہا جہان بیشتر

وہ پر زور تہی نازنین کی کمان
کہ زابل مین تہے جسقدر پہلوان

کوئی کہینچ سکتا تہا اوسکو نہین
ولی جم نے کہینچا تو وہ نازنین

لگی مین کہنے کہ کیا احتیاج
شبیہ شہ جم کی دیکہو نہین آج

ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہے
تہا ابر پوشیدہ خورشید سے

غرض قوت و زور جم دیکہکر
ہوئی آفرین خوان و ششدر تمام

طلبگار جم کی ہوئی دلمین بس
ہوئی وصل کی اوسکی جی مین ہوس

لبو مین جم کی پیا پہر شتاب
پریچہرہ نے ایک جام شراب

شہ جم نے پہر آپ لیکر کمان
یہ کہنے لگی وہ بت گلستان

لبو پر جو بیٹہا تہا پہر ان کے
نشانہ کرون تیر کا گر ابہی

تو تحسین و فرخ یہ مایل ہو دل
ملاقات کا اوسکی سایل ہو دل

مرادہ ہم آغوش ہونے شوق سے
کرون اسکو سنجاب مین ڈوبتے

یہ اوس گفتگو سے تہی اوسکی مراد
کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد

سمجہہ گیا شاہ جم سبہی ہین
کہ میری طلبگار ہے نازنین

سبہم گفتگو ان خوشی سے یہ تہی
کہ دایہ بہی آ پہونچی اوس وقت تہی

کہا اوسنے یہ ماجرا ایک قلم
نگہ کی وہین اپنی سوی جم

لیا جم کو پہچان اور یون کہا
کہ ای دختر مہوش و دلربا

جو دیکہا تہا طالع مین تیرے سنوا
ہوا آشکارا بالطاف رب

طلبگار تہی جسکی سو ہے یہی
شہ جم شہ نامجو ہے یہی

مگر دیر ہو وصل سے تو کامیاب
خوشی سے ہو ہم بستر اوسکی شتاب

وہ دختر کہ تہی عاشق روی یار
رکہی تہی تمنای بوس و کنار

سنا اوسنے دایہ سے جب یہ سخن
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن

اور اپنی ہوئی دلمین خوش بیشتر
کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر

یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
زروی کرم راست لاوے خدا

پہر اتنے مین دایان جم کی آئی شبیہ
وہ دایہ کو اوسنے دکہائی شبیہ

جو صورت سے جم کی مقابل ہوئے
تو بن باعث فرحت دل ہوئے

شہ جم کو دایہ نے پہر دی شبیہ
اور اوس سے وہ اپنی جو دیکہی شبیہ

تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
دل پر الم سے کیا نالہ سر

لگا کہینچنے نالہ پہر شہریار
ہوئی زار پہر نرگس اشکبار

پریرو نے دیکہا جو یہ حال جم
تو پوچہا کہ کیون تو نے کی چشم نم

نگہ کر کے اب تو سوی پریان
ہوا کس لیے یان تو نالہ کنان

یہ صحبت ہے دلچسپ بزم طرب
یہ اسوقت گریہ کا کیا ہی سبب

گیا کس طرف ہای میرا خیال
نگہ میں کچہ تو نے پایا ملال

یہ کہنے لگا جم کہ ای گلعذار
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار

ستمدیدگان کی وہ احوال ہی
غم و درد سے نالہ کرتی ہین سر

سو پریان کی جو مین نے نگاہ
تو دیکہی شبیہ جم ای رشک ماہ

مجہی یاد آیا وہ جاہ و حشم
بزرگی و اورنگ و تاج و علم

نکاروں جو مین پری اختیار
رہا کچہ نہ دلمین شکیب و قرار

کیا چور چرخ ستمگر نے ہای
کیا ظلم اس فلک پر وردنے ہای

کیا شاہ جمشید کو یون تباہ | لیا چھین یکدست تاج وکلاہ
دو مار سیہ جسکے ہین کتف پر | وہ صورت ہمین ہین پوسی ہی تر
کہ اب ہی وہ گم‌گشتہ اختر کہان | بجز نام اوسکا نہین کچہ نشان
کہین ہے اسیر بلای بزرگ | ہوا یا کہین لقمہ شیر و گرگ
کہی آپ جب شہ نامجو | ولیکن چھپاتا ہے یہ آپ کو
کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہی جم | نہ پوشیدہ رکہہ ہمسی جانین ہین ہم
شہ جم یہ بولا کہ ای دلستان | سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
تعلق بہت نازنین نے کیا | ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کریگا تو انکار گر لاکہ پر | کرونگی نہ تجہسی مین اب درگذر
بہانہ تو کرتا ہی اب بار بار | نہین جائیگا پیش کچہ زینہار
تری وصل کا مجکو مژدہ دیا | اور اوسنے ازبسکہ مجکو فریفتہ کیا
تری ہی تمنا مین بیدار تہے | دل و جان تیری طلبگار تہی
نہ آرام جان ہی نہ کچہ مجکو تاب | نہ دلمین شکیب اور نہ آنکہون مین خواب
غرض آخر کار لایا اوسے | مرا جذبہ دل تجہے کہینچ کر
بہت شاہ تیرے ہوتی خواستگار | نہ اقبال میننے کیا زینہار
تو ہے مجہسے دلارام و دلدار ہے | پری چہرہ و ماہ رخسار ہے
جدائی کی ہون درد سے بیقرار | خدا کی لیے مجسے ہو ہمکنار
یہ کہکر لگی دینی سب اختیار | زبان پر یہ لائی کہ ای نامدار
یہ دل تجپہ صدقے کرون بلکہ جان | تو کر مجسے راز نہفتہ عیان
کیا دخت نے جب بہت التماس | یہ کہنی لگا تب شہ نامدار
مخالف مرا ایک تو بخت ہے | مرا دشمن جان و کم بخت ہے
مجھے دوسرے تجسے اندیشہ ہے | کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے
یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار | کہ ہر زن نہین بیوفا زینہار
کہ بدخواہ تیری نہون زینہار | دل و جان سے ہون مین تری دوستدار
یہ جب درمیان آئی قول و قسم | تو امین ہوا بس مین شاہ جم

جہان کا کیا شاہ ضحاک کو | دیا تاج و تخت ایک ناپاک کو
نہین ہی خبر شاہ جمشید کی | نہین حال سے اوسکی کچہ آگہی
خدا جانی جیتا ہی یا مر گیا | ہوا اوسکا احوال کیا جانی کیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا | تب اوسدم وہ دایہ نے چہرہ کیا
کنیزون کو یکسر کیا اوسنے دور | رہی دایہ اور وہ بت تنگ چور
کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان | یہ کہتی ہی کیا پیکر پرنیان
نہی جم جو تجہی تو ای مہ جبین | مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین
بہت کرکی یہ عجز اور انکسار | وہ بولی کہ ای خسرو نامدار
کہ تجکو لیا مینے پہچان اب | تو مت جان تک مجکو نادان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوتی ہی یہان | خبردار ہے راز اختر سے مان
کہ تجہسی خدا دی مجہی اک پسر | یہ سنکر شب و روز شام و سحر
تری شیفتہ ایک مدت سی ہون | گرفتار غم ایک مدت سی ہون
خدا سے یہ خواہش تہی ای نامجو | کسی طرح تیری ملاقات ہو
غنیمت سمجہہ تو مری وصل کو | کہ تجہسی ہوتی آپ مین کام جو
کہ تجہپر دل زار دیوانہ تہا | تری عشق مین سب سے بیگانہ تہا
نہ ہو شوق سی گر ہم آغوش اب | تو صدحیف ہے اور بڑا ہی غضب
نہین تو کرون آہ سینہ کو چاک | کرون اپنکو ایکدم مین ہلاک
سفر ہی تو جم مجہی ہی یقین | تو اقرار کرتا بہلا کیون نہین
جو کچہ راستی ہی تو وہ بات تو | رکہی کیون ہے پوشیدہ ای نامجو
نہی راستی سی نکیون ہو حذر | کہ رکہتا ہون دو چیز سی مین خطر
خبر اوسکو پونہچی مبادا کہین | اور آجاوین لوگ اوسکی ازبہر کین
نہین ہے پسندیدہ عاقلان | کہ راز عیان کیجی ازنہان
قسم ہی مجہی اب تری جان کی | قسم ہے مجہے اپنے ایمان کی
مگر خوف و اندیشہ اتنا نہو | سمجہہ اس مکان کو نہ جای خطر
کہا قصہ پہر جم نے اپنا تمام | کیا ظاہر اوسپر جو تہی اسکے نام

پری چہرہ کے ہاتھ میں جم کا ہاتھ
بندھا عقد جسطرح آئین تھا
ہوئی عقد پر بخت و دولت گواہ
ہوئی یکجا بانو وہ ہمکنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اوسکی وہ جستجو
یہ سنتی ہی بس ہوا خشمگیں
ہوئی اسقدر ہای بیباک تو
کیا راز کو تونے ہمسے نہان
کیا ضایع وسنی کہ اس بے پدر
ولی شیشہ ننگ توڑا نہیں
جہاں میں کوئی جسکا ہمسر نہیں
بفیض خدا اوسنے پایا ظہور
سنی دایہ سی اوسنی یہ بات جب
یہ ہی یاوری بخت کی سربسر
کہ ہو مجھسی خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونی لگی
روا رکہ نہ خونریزی شاہ جم
اوٹھا اپنی دلسی فرزانہ خیال
نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو
گزند غریبان نہ کر تو پسند
یہ کہکر وہ رونی لگی زار زار
یہ بولا کہ ای خست والا تمیز
اذیت نہ جم پر رکہونگا روا
یہ کہہ جا کی سیر طرف سی شتاب

طرف قصر کی لیگئی اپنی ساتھ
ادا کی جو رسم درہ دین تھے
ہوئی شہ کی منکوحہ نیک ماہ
عجب رنگ کی دسگہری تہا پر
نہ عیش کے وہ لگی پینی جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
اور آئی وہ جب خبر نازنین
اوڑانی لگی بر سر خاک تو
ولی ننگ رسوی سی تہی پنہان
دیا حکم تہا تو نے یہ بیشتر
رہ نیک سی سنہ تو موڑا نہیں
کوئی جاہ میں اوس سے برتر نہیں
ہوا جلوہ گر مہر مقصود کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد جب
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادہر
فزون ہو مراغ و جاہ و وقار
وہ مہ صبر و بیتاب ہونی لگی
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
نہ لی اپنی گردن پہ ناحق وبال
سمجھہ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بدنام ہو ای شہ ارجمند
فغان بس لگی کرنی بے اختیار
مجھی تیرے خاطر بہت ہی عزیز
نہ ہرگز گزند اوسکو پہنچاونگا
کہ ای بادشاہ ثریا جناب

کیا جاسکے آراستہ تخت زر
ہوئی عہد و پیمان محکم بہم
سر مسند زر ہوئی جای خواب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
کئی روز گذری کہ وہ سیمبر
ہوئی اکجان سی گرفتار آب
تو چین جبین ہوگی از روی خشم
کیا چاک اب شرم کا پیرہن
وہ تہی حاملہ اون نون کا بدن
کہ چاہے جسے اوس سے ہو جو اب تر
رکہا میں نے ناموس کیسر نگاہ
یہ دایہ نے بہی عرض شہ سی کیا
شہ جم یہان آگیا ناگمان
یہ بولا کہ خوش تونی مژدہ دیا
مقرر اوسی بادہ کر صبحگاہ
مجھے لطف سی اور تسلیم دے
یہ بولی کہ ای خسرو نامجو
جو سلے اسے کشور میں آشنا
سدا تخت و دیہیم رہتا نہیں
نہ بیچارہ پر جور بیداد کر
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو خاطر کو رکہیں جمع شام و سحر
اوسی ملکہ دون ملک و مال و سپاہ
سحر میں ہی آؤنگا تیری حضور

ہوئی ساتھ جمشید کی جلوہ گر
ہوا ساتھ گلرو کی پیوند جسم
ہوا اتصال مہ و آفتاب
نشانی یہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم لگی آنی جیش پدر
رہی ہی ہم آغوش و روز و شب
لگا کہنی اوس سے کہ ای شوخ چشم
لیا جاتا ہے چھپائی کہاں
ہوا زرد تہا روی شہ جم
سو آیا عمل میں بطرز نکو
کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ
تمہاری میں نے جو تجھکو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اوس سے یہ دلستان
مری دل کو مسرور و شادان کیا
روانہ کرون سوی ضحاک شاہ
در و لعل بخشی زر و سیم دے
تو جور و تعدی سے کے وسی نہو
دعا ساتھ اوسکے ہی بیداد آہ
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہیں
خداوند جان آفرین سی ہی ڈر
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
تو رحم آگیا باپ کو بس وہین
کہ اس کام سے بچنے کی ہو رہگذر
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ
غم و فکر کو اتہو کرکے دلسے دور

اوسی کام تھا اشکباری کے سات
سدا شغل تھا آہ و زاری کی سات
نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے
وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے
اوٹھایا بہت اوسنے بیداد دہر
پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کی زہر
دو ہمشیر تھین شاہ جم کے کہین
اونہیں لوگ لائی پکڑ کر وہین
کہی جاتی تھی ایک کو شہرناز
او اوس دوسری کا تھا نام ارنواز
اونہیں شاہ ضحاک نے کر طلب
رکھا اپنی گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن از آن خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
جہان مین لگا کرنے جور و ستم
کبھی قتل اور گاہ غارتگری
ہوئی تازہ رسم ستم پروری
دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک
طلب کی ہر روز کرتا ہلاک
وہ ہوتی نجیب و ریا ارجمند
روا جان پر اونکی رکھتا گزند
غرض مغز کو اونکی لیکر تمام
کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب
پھر اوسنی کہیں رات کو ایک خواب
یہ دیکھا کہ پیدا ہوئی تین گرد
اور اونمین سے وہ ہین کلان ایک خرد
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
ہوا جس سے عاجز وہ بیدادگر
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان
سو اوسنی وہین ایک گرز گران
جو مارا سر شاہ ضحاک پر
تو یکسر پریشان ہوا مغز سر
ستمگر کی ہاتھونکو باندھا شتاب
رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب
اوسی سے لیگئے کھینچ بالای کوہ
کیا سخت اوسکو زبون و ستوہ
ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
ہوا دلکو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اسقدر اک فغان
کہ لرزان ہوا اوسسے وہ مکان
ہوی وہ وہین بیدار اہل حرم
دل اونکا ہوا ہول سے پر الم
لگی پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ فریاد کیا فتنہ برپا ہوا
فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
لگی کانپنی جسسے دیوار و در
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان
سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان
مری زندگانی سے ہو نا امید
نشاط جوانی سے ہو نا امید
کہا اوسنی پھر قصۂ خواب سب
یہ ٹھہرا کہ ہو جاوے گر صبح جب
تو اختر شناس آکے حاضر ہون یان
کرین اسکی تعبیر یکسر بیان
جو نمایان ہوا چرخ پر آفتاب
تو حاضر ہوئے موبدان شتاب
سنی داستان خواب کی یکقلم
گئے ہوش اوڑ ہو گیا بند دم
یہ دریافت دانشورون نے کیا
ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
زوال اوسکی دولتکا پہونچا قریب
ہوئی اوسکے بدلتی اب نصیب
ولی خوف جان سے وہ خاموش تھے
نہ زنہار اونکی بجا ہوش تھے
یہ اندیشہ تھا گر کہین راست اب
تو ہووے وشہ مامور بے غضب
ابھی جان پر آ پہونچے گزند
نہ کہتی تھی کچھ اسلیے ہوشمند
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
جو روز چہارم ہوا شہ خفا
تو ناچار یون موبدانی کہا
کہ اے شاہ اقبال راہی ہوا
تہی تجھسی اب تخت شاہی ہوا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال
ہوا تو گرفتار رنج و ملال
فریدون کوئی شخص ہوویگا شاہ
اوسے شوکت و حشمت عز و جاہ
وہ ممتاز نسل کیان ہوویگا
وہ فرمانروای جہان ہوویگا
کہین ہوویگی گاو پرمایہ ایک
سو پالیگی اوسکو تا بہ نیک
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین
کچھ آثار اوسکا ہویدا نہین
کہا شہ نے پھر خواب مین کسنے ہان
مری سر پہ مارا ہے گرز گران
لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
فریدون ہی ہوگا وہ اے شہریار
کہ مار یگا اک گرزہ گاو سر
کریگا تجھے آکے پان سے بدر
یہ پوچھا پھر اوسنے کہ ظاہر کرو
فریدون مرا کیون بد اندیش ہو
وہ بولے کہ اے شاہ بیخوف و باک
کریگا پدر کو تو اوسکے ہلاک
غرض تجھسی چاہیگا خون پدر
کریگا تجھی قتل وہ آن کر

سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
ہوا اور رد غم سے وہ بے صبر و تاب

نہ تک ہوش قائم رہی شاہ کے
زمین پہ گرا بس وہ بن تن سے

جو ہوش و حواس اوسکے آئے بجا
تو پھر تخت پر پانوں دہر کر گیا

ولی بیخور و خواب رہنے لگا
شب و روز بیتاب ہونے لگا

نشان فریدون کی تھی جستجو
لگی ہاتھ دشمن یہ تھی آرزو

لگی لوگ چارون طرف کو روان
کرین جستجو تا کہ پکڑیں جوان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سبکو فرمان یہ ناپاک نے

اگر نسل کیان سے بھی پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرو میں یہ قصہ بیان

داستان تولد فریدون

ملکزادہ اک آبتین نام تھا
خردمند اور نیک فرجام تھا

وہ تھا نسل میں شاہ طہمورث کی
خطا اس میں اوسکی ہرگز نہ تھی

گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد

ہمیشہ تھا ایران میں مسکن گزین
ولی گھر سی نکلی تھا باہر نہیں

کہ ضحاک ناپاک کے ڈر سے ہان
کیانی کو بس دیکہ پاتی جہان

تو لیجاتے اوسکو گرفتار کر
یہی خوف تھا ہمیں شام و سحر

رہی تھا وہ پوشیدہ گھر میں مدام
کہیں آنے جانے سے تھا کچھ نہ کام

اوسی جا وہان بہر ضحاک تھا
دل اوسکا شب و روز غمناک تھا

اور اوسکے تھی اک زوجہ سیم فام
کہ فرانگ اوس نازنین کا تھا نام

ہوئی وہ زن مہر وش باردار
ہوا اوس سے پیدا پسر اک مہ عذار

جبین سے عیان اوسکے شان تہی
نمودار تھا فر شاہنشہی

فریدون کہا باپ نے اوسکا نام
اوسی دیکہکر دل ہوا شاد کام

پھر اوس آبتین نے یہ جی میں کہا
کہ جی بیٹھے بیٹھے یہ تنگ آگیا

نکل گھر سے چلا پس سوی دشت
وہان جلکے کیجے ذرا سیر و گشت

یہ کہکر وہین سوی صحرا گیا
لگا پہرنے اور سیر کرنے لگا

اودھر ناگہان لوگ ضحاک کے
جو پونہچے تو پہچان کر بس اوسے

گرفتار کرکے بحال تباہ
وہین لیگئی پیش ضحاک شاہ

کیا قتل آخر اوسی شاہ نے
کیا یہ ستم ہای بدخواہ نے

فریدون کی مان کو یہ پونہچی خبر
تو اندیشہ دلمین ہوا بیشتر

نہ اوس سر زمین میں رہے زینہار
کہ رہتی جہان تہی وہ لیل و نہار

وہانسی شتابی سی چلدی وہ گھر
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی

کہیں ایک دلچسپ تھا مرغزار
وہ پونہچی وہان بادل سوگوار

وہانکا نگہبان تھا حق شناس
اور اک گاؤ پر شیر تہی اوسکی پاس

کہ برمایہ تھا نام اوس گاؤ کا
غرض یون کہ شیر اوسکا بس خوب تھا

غرض پالنے لگا وہ نی زود تر
پلایا فریدون کو شیر اسقدر

کہ بس ہوگیا سیر وہ شیر خوار
نہ خواہش ہی شیر کی زینہار

وہان ایک شب وہ زن نیک ذات
رہی ور آخر ہوئی جبکہ رات

فقط دوسرا سے آگیا ناگہان
کہ چلیے کہیں اور رہیے یہان

مبادا کوئی یان پہچان لے
مری اور اس طفل کی جان لے

ولیکن جو غمگین رہے تہی مدام
ہوا شیر تھا خشک اوسکا تمام

یہ سوچی کہ یہ کودک شیر خوار
نہ زندہ رہی شیر بن زینہار

وہ طفل اون دنون دو مہینے کا تھا
شب و روز فکر اوسکی جینے کا تھا

وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس
گئی دوڑ کر اوس نگہبان کی پاس

لگی رونے وہان جا کی بے اختیار
کیا اوسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنی لگی اک میں خستہ ہون
بصد رنج و اندوہ دلبستہ ہون

یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
تو کر پرورش اسکی شام و سحر

ٹھکانا نہیں اور پاتی ہوں میں
تری پاس اب چھوڑ جاتی ہوں میں

اسی گاؤ برمایہ کا دیجو شیر
کہ پرورده ہو کودک دلپذیر

قبول اوس جوانمرد نے سب کیا
فریدون کو لی پاس اسنے کہا

ہوئی وان سے رخصت اودہر سب کے
نہ دیکھا ذرا اسنے کر [illegible]

یہ گفتار ستانہ بہتر نہیں
کہ سر ہو نہ برباد اسمین کہیں

نصیحت مری اسپر کرنا تو یاد
رکہی حق سدا اسکو آباد شاد

سنو اگلی احوال اب کاوہ کا
کہ کیا اوسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بدروزگار
فریدون کی جانب سے لیا اختیار

بہت مردم آزار اوسنے جو تھے
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھے

کری اکی ضحاک کا سر جدا
خداوند ہو تاج و اورنگ کا

کہیں اکدن ظالم کینہ جو
طلب کی بزرگان اقلیم کو

دل اوسکی طرف سے جو ہو دردمند
شتاب وزیر سے تہا بیم و گزند

خبر مجکو پہونچی ہے اکر بیان
کہ اب وہ گیا سوی ہندوستان

خردمند مثل بزرگان ہیں جو
دلاور بسان دلیران ہیں جو

فراہم کرون اور جاؤن ادہر
شتاب اوسکو لاؤن گرفتار کر

کہ اب ایک طیار محضر کرین
کہ تہی ہم مہرانے اوسپر کرین

نہیں کار اوسکو بجز عدل و داد
جہان اوسنے لطف و کرم سے کیا شاد

خطر اسکو تہا اوس ستمگار کا
سبہوں نے یہ ناچار محضر لکھا

ولیکن جو کاوہ تہا آہنگر ایک
دلیر و خردمند تہا مرد نیک

کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کھلاوے بھی سانپونکو مغز سر

کہ ای شاہ سن میری فریاد کو
دیا نام فرمانہ بیداد کو

ولی کس لیے یہ سختی و جور
ذرا کبھی اپنے دلمین تو غور

کری میرے فرزند کو یون ہلاک
نہ اوئی تیرے دلمین کچہ ترس باک

یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
بہرسان ہوا دلمین ترسان ہوا

لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
کہ اب جلد لیجے محضر پہ کر

بزرگان اقلیم سے یون کہا
کہ ای مردمان تمنے یہ کیا کیا

کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
غرض سبہون نے فی الفور لکہا سب نے زر

کئی ادبی کچہ سختہای سخت
نصور خداوند دیہیم و تخت

ہوئی فرض خواہی وہ سب شاہ کو
یہ کہنی لگی ای شہ نامجو

لگی کہنے تہا تم کو خوف سے
بجا ہے [illegible]

یہ دونوں کی شب و روز تھی آرزو
کہ یارب فریدون [illegible]

ملاقات فریدون سے تہا اونکا کام
غنیمت ہے اوقات کی [illegible]

یہ بولا ادہر سن جان و مال
جہانمین ہے اک [illegible]

مجھے یاد ہے قول مردان پیر
سمجھیں نہ دشمن کو [illegible]

اگرچہ ابہی سال مین خرد ہے
ولیکن [illegible]

یہی بات ہے اکہ ای مردمان
بری دلیہ مردم [illegible]

سفر مجکو در پیش ہے دور کا
یہ خرد و کلان [illegible]

یہ مضمون ہو مرقوم اوسمین تمام
کہ ضحاک ہی [illegible]

شہ خلق [illegible] گفتار سے
جہان پرور و نیک [illegible]

ہر اک شخص نے پہر گواہی ہوئے
نشانی بفرمان شاہی ہوئے

کہین نوبت اوسکی تھی فرزند کے
یہ اوسکی [illegible] شادی کی جہین

وہ کاوہ ہوا آنکر دادخواہ
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ

تو ہی اژدہا پیکر و پیلتن
جہاندار سالار شاہ زمین

کہ یہی ہی انصاف کوئی بھلا
کہ نام تو داد بیداد کا

پہر اپنی بہلائی کا محضر لکھے
نکوئی کا مضمون سر سر لکھے

نہ کہا روا خون بیچارے کا
اوسی وقت اوسکا بنیا حوالے کیا

پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر وہان
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان

خطر سے شہ دیو چہرہ کی آب
گرفتار عصیان ہوئے ہیں سب

یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک
کیا اوسنے یکدست محضر کو چاک

پہر اوس انجمن سے وہین اوٹھ گیا
اور اوسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا

ہوا کاوہ گستاخ او بے ادب
حق نعمت شہ گیا بہول سب

فریدون

فریدون کو الہام وسدم ہوا — فریدونکا دل جس سے خرم ہوا

یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ — یہ افسون بتائین سو یاد رکھ

پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان — کہ رکھتا تھا وہ صورت انسان

فریدون کو سکھلائی افسونگری — یہ بولا کہ اے لایق سروری

کوئی آئی در پیش مشکل جہان — یہ افسون تو ٹھہرا وہان بیگمان

کہ ہو جاوی آسان وہ مشکل تمام — بن آوین ستانے سے یکدست کام

یہ سنکر فریدون فرخ نہاد — ہوا دلمین ایسے وہین شاد تھا

خوشی سے اوسی اور قوت ہوئے — زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی

ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا — طہور اوسکی تھا دولت و جاہ کا

بڑی بھائی دونو جو تھے کینہ ور — حسد سے لگے دیکھنے بہ چشم دگر

لگی کہنے باہم کہ ہی یہ غضب — جو ہون اوسکی محکوم ہم روز و شب

فریدون کو لیکن فسل ابتجر — نہ تاخیر کو راہ یان دیجئے

کیا ایک نے ہی یہ مشکل کہ تا — ہلاک فریدون کے یعنی محال

دیا دوسرے نے یہ اوسکو جواب — نہین لازم اس کام مین اضطراب

کہ ہین کے ہلاک اوسکو بدتر سے — بھائی سی حیلے سی تزویر سے

کہین ایکدن با دل پر صفا — تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا

کہی لیکن وہ دونو شقاوت نشان — اوکھاڑا وہین یک سنگ گران

سر کوہ سے اوسکو غلطان کیا — کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شان کا

یکایک سنی دشمنی آواز سنگ — ہوا شاہ بیدار سن بدرنگ

فسون کو کیا شعلہ ور در زبان — ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان

نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر — بداندیش حیران ہے دونون مگر

رہ مکر سے ہر خروشان ہوئے — وہ سر گرم فریاد و افغان ہوئے

کہ بدخواہ تیرا سیہ خوار ہو
تو دائم جہان مین جہاندار ہو
رہی تیری اقبال و دولت قرین
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک او تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ
ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت
ہوئی کامران وہ سپہ بیکران
ہوا رونق افزای تخت کیان
گیا پاس ضحاک کی بہاگ کر
کسی طرف سے لاکی فوج گران
نمایان ہی چہرہ سی فر کیان
رکہی ہی وہ پاس اپنی گرز گران
تری ہو گردان جنگ آزما
ہوا تیری داخل شبستان میز
ولی اوسنی پنہان کیا راز کو
نہین جای اندیشہ کچہ زینہار
گر اب سچ کچہ تو سنا چاہیے
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
ادہر ہمکنار اوس سے ہو شہر ناز
یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تری بات کا کچہ نہین اعتبار
نہ اب ناظم شہر تجکو کرون
تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے
ذرا کام کا اپنی ہو چارہ گر
کیا حکم ضحاک نے بہر وہین
فریدون شہ نامور شاہ جہان
کہ اوسکی ستم سے وہ پر خون تہی

نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
کہ بیٹہا جہاندار فیروز بخت
بہم بزمی خسرو کامران
فروزندہ خورشید بخت کیان
وہان جاکی اوسنی کہی یہ خبر
سو شہر بغداد آئی دوان
خداوند دولت ہے وہ نوجوان
جوانمرد ہے جنگجو پہلوان
جو وان تہی او نہین قبض سبکو کیا
تصرف کیا تیری ایوان مین
کہ تا کوئی لشکر مین بیدل نہو
رہا چاہیے شاد لیل و نہار
اوسی کیونکہ مہمان کہا جائیے
برا یہ غضب ہے برا قہر ہے
اودہر اوسکے پہلو مین ہو ارنواز
توکی خواہش مرگ ناپاک نے
ذرا بہی نہین راستی زینہار
نہ خدمت تجہی کوئی زنہار و تن
نہو کامران افسر و تخت سے
نہ نکلی ترا کام وہ کام کر
کہ گردان کہین اسب سے سب مین
وہان شاہ ضحاک آیا دوان
طلبگار جنگ فریدون تہی

بہر باغ گلستان ہوا وہ مکان
شبستان ہوا غیرت صد چمن
کیا شاہ نی ملک تسخیر جب
جو تہا کندرو نام اک پہلوان
کہ تہا شہ گرد گردن بلند
بزرگ و امین وہ ہی اور اک خرد کا
وہ سرکردہ ہی لشکر و فوج کا
بجاہ و حشم اوسنی وان آنکر
کیا زیر پا اپنی تہا اوہ تخت
ستمگار ہمسایہ سنکر خبر
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوئیگا
یہ گفتار سن اور کہا پیچ و تاب
رکہی جو کوئی گرزہ گاو سر
کہ یون خواہران جہاندار جم
بہ اس شہر مین اوسکا لشکر تمام
ہوا کندرو پر بہت خشمگین
ترا خوف سے دل پریشان ہوا
اوسی کندرو نی یہ پاسخ دیا
بہلا شہر یار نہو جب تجہی
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش
غرض کرکی طیار لشکر تمام
ولی فوج بیدل ہی ضحاک کی
سنا فوج نی جب فریدون کا نام

ہوا تازہ پہر دستہ باغ بہار
ہوئی رشک باغ ارم انجمن
ہوا کامیاب نشاط و طرب
طلسم زر و مال کا پاسبان
جوان و دلیر و قوی ارجمند
دلاور ہی پر زور ہی گرد ہی
سپہدار و ممتاز و فرمانروا
وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
ہوا ہمگنان پر برگشتہ بخت
کہ پونہچا فریدون یہان آنکر
جو رخ اوسنی سوی شبستان کیا
دیا کندرو نی یہ اوسکو جواب
شبستان مین سیر کی آنکر
رہین بیحجابانہ اوس سے بہم
ہوی آدمی اوسکی جاگیر تمام
لگا کہنی یون اوس سے از روی تغیر
تو ہاری خطر کی گریزان ہوا
کہ مجکو ہی اب گمان خسروا
کری ناظم شہر کیونکر مجہے
تو آیا ستمگار کو دل مین جوش
روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام
نہ راہنی تہا کوئی بی باک سے
دل و دنگا ہوا نرم و شاد کام

دلیران مردان و برنا و پیر ‫ کہ تہی پہلوانی مین وہ بی نظیر
دو لشکر جو یون ہو گیا بر خلاف ‫ تو بیداد گر دلمین سمجہا یہ صاف
کیا مشورہ دلمین پہر یہ وہین ‫ کہ تنہا سلیح ہون اب بہر کین
ہوئی رات جب سدم تو وہ جا ‫ ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
کمند ایک لیکر گیا پہر وہین ‫ چڑہا پہر سر بام کاخ برین
ہوئی شعلہ خیز آتش تند تب ‫ والی وہ کہا ہوا گرم کین و غضب
بلندی سی بد خواہ آیا فرود ‫ فریدون نے اوسکو جو دیکہا تو زود
وہ گرز اوسکی سر پر جو مارا شتاب ‫ تو ضحاک کو پہر رہی کچہ نہ تاب
نہ دی اوسکو تہ خون و خاک ‫ زمین تا کہ ناپاک سے ہووے پاک
اسی قید کر کوہ کی درمیان ‫ رہی یہ گرفتار بند گران
کہ جس کوہ تہا اک دماوند نام ‫ وہان غار تہا اژدہا تہی تمام
بشاہی وہ سی سال گذری ہزار ‫ ہوا بعد اوسکے گرفتار و خوار
کہ نام نکوئی رہے یادگار ‫ ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب ‫ سعادت ہوئی شاہ کی ہمرکاب
شاہی پہ جانے ہوئی انکے در ‫ حضور شہ عادل و دادگر
کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم ‫ فزونتر کیا اونکا جاہ و حشم
نوازشگری شہ نے کی اختیار ‫ کیا عدل اور داد لیل و نہار
نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک ‫ تو نام نکوئی ہی ہے اب تلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک ‫ تو بیشک ہے آغاز و انجام نیک

فریدون کے آگے ہوئے سب شفیق ‫ کہ تہا حق شناس و کریم و خلیق
اگر تہا نہین خیر خواہی کوئی ‫ نہین جانتا میری شاہی کوئی
سو خوابگاہ فریدون چلون ‫ وہان جاکی تب قتل اوسکو کرون
یہ اوسدم کہی صوت نابکار ‫ اگر کوئی نہ پہچانے پہر زینہار
جو دیکہا تو ایوان مین زنواز ‫ فریدون بہی سوتے نہین مرد ناز
شتابی سے ایوانمین آئی کمند ‫ کہ وان جاکی پونہچا تہی تیز و تند
اوٹہا لیکے وہ گرزہ گاوسر ‫ مقابل ہوا اوسکی وہ آن کر
فریدون نے پہر ارادہ کیا ‫ کہ اک ضرب وا اوسکی سر پر لگا
صدا غیب سے لیکن آئی تہی ‫ کہ باقی ہے اسکی ابہی زندگی
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا ‫ تو ضحاک کو قید وہین کیا
کیا بند لیجاکے ضحاک کو ‫ رکہا سرنگون وہین پاک کو
یہ دنیا کہ ہر چند ہی بے ثبات ‫ ولیکن بہا نہین ہے مہر و بات
فریدون مین تہے یہ صفت سربسر ‫ کیا جز نکوئی نہ کار دگر
تو سب مداران و گردان شہر ‫ کہ تہی دولت و مال سے شادبہر
کیا عرض یون ہم مین فرمان پذیر ‫ پرستندہ شاہ آفاق گیر
سر تخت ایران توران و چین ‫ ہوا خواہ شاہنشہ دور بین
کشادہ کیا وان در گنج و زر ‫ رعیت نوازی پہ باندہی کمر
جو کار فریدون کی ہی بیگمان ‫ فریدون بہی ہی تہ آسمان
سنو تم کہ آگی کرون میں بیان ‫ فریدون کے بیٹون کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست انہا

شہ ہفت اقلیم کی تہی سہ پور ‫ کہ تہا اونکا نام ایرج و سلم و تور
ہوئی جب جوان بادشہزادگان ‫ ہوئی یون تمنا شاہ جہان
تو انکو وہان کدخدا کیجیے ‫ نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے
یہ دولا کہ گرد جہان پہرکے تو ‫ جو ہی مدعا اوسکی کر جستجو
بہت ملک مین گشت کر ‫ ولی جبکہ شہر یمن مین گیا

ملکزادہ ایرج ولی خورد تہا ‫ خردمند و دانشور و خوش لقا
شہ خطہ جہان کی بادے رہی جون ‫ فریدون جسمین وہ انور ہے جون
کوئی مرد دانا تہا صندل نام ‫ طلب کر اوسکو شہ ذو الکرام
ادہی جبکہ فرمان شاہی ہوا ‫ تو رخصت ہو وہ فریدون سے ہوا
تو لوگون سے وان ہوئے عیان ‫ کہ سب تہی تمنائی شاہ جہان

پہ لکھکر فریدون نے نامہ لکھا
رقم اوسمین یہ مضمون کیا
کہ تم ہو بزرگ اب جوانان گرد
یہ ایرج تمہارا برادر ہے خرد

سر تخت شاہی سے آیا فرود
کلاہ شہی سر سے لایا فرود
کمر اپنی باندھی پئے بندگی
یہ آیا برای پرستندگی

تمہین بھی یہ لازم کہ شفقت کرو
سر کین سے گذرو محبت کرو
کئی روز وان جبکہ جا مین گذر
تو پھر اسکو رخصت کرو تم ادہر

سر نامہ جب شاہ نے مہر کی
تو ایرج نے تورانکی پھر راہ لی
لیے سعد ر ساتھ برنا و پیر
کہ تھی واسطے رام کی ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج برای عذر و انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روی کین و فرستادن سرش را نزد فریدون و ماتم نمودن فریدون

شتہ روم و توران و چین سلم و تور
کہ تھا جنکو جاہ و حشم پر غرور
وہ کہتی تھی ایران کیطرف عزم
وہ طیار کرتی تھی سباب رزم

وہ توران مین آکر فراہم ہوئے
پی خون ایرج وہ باہم ہوئے
خبر اونکو پہنچی یہ تھے مین ہان
کہ بے فوج آتا ہے ایرج یہان

فریدون نے نامہ بھی ہے اک لکھا
یہ سنکر وہ دونو گئے پیشوا
خوشی سے جہان ونکی تھی بارگاہ
ادھی لیگئی وان وہ باغ و جاہ

ملکزادہ ایرج تھا فرخندہ خو
خردمند خوش منظر و خوبرو
مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
تو آئی پھر اس بات پہ بد نہاد

کہ ہو بچلا گشتہ وہ نامدار
سو خانہ جا ہنوز نہار
سنی فوج پھر سلم نے کی نگاہ
نیا یا طرف اپنی مثل سپاہ

کہا تور سے کام ابتر ہوا
کہ ایرج سے دل بستہ لشکر ہوا
ہمین قصد تھا ملک ایران کا
وہی تب ہے اندیشہ توران کا

ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
وگرنہ نہ ہم ہین نہ تاج و سریر
بھری آہ اس بات سے تور نے
کہا خون والا دسکا سر دور نے

گیا دوسرے دن جو اونکی حضور
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور
کہ ای ذی ادب میرے کہتر ہے تو
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو

ہمارا ادب کچھ نہ کیا نگاہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
شب و روز یان ہم کو کھینچتے رنج
رہی تو وہان شاد با تاج و گنج

یہ باتین جو تندی سے اوسنے کہین
تو ایرج نے پاسخ دیا یہ نہین
کہ ای بادشاہ جہانگیر گرد
بزرگ آپ ہین کس طرح مین خرد

مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ
نہین مجھپہ لازم ہے اتنا عتاب
کہ ہون بندہ شاہ عالیجناب

یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
ولی تسپہ ہوتا تھا وہ تند و گرم
یہ گفتار ایرج کی بھائی اوسے
نہ الفت برادر پہ آئی اوسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
وہانسے وہ یکبارگی لس اوٹھا
وہ کرسی زر از سر خشم و کین
اوٹھا سر پہ ایرج کی ماری وہین

پہر اوسکی کیا دست و بازو پہ بند
گزند برادر لس آیا پسند
بہت کرکے جب زاری و انکسار
لگا کہنے ایرج کہ ای نامدار

نکر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
ندی ہاتھ سے پاس شرم پدر
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
تجھے رنج پہنچائیگا کردگار

نہ کہہ ہای خون برادر روا
مری جان پر رحم کر خیرہ را
نہین کچھ مجھے خواہش سروری
کرون اتنی محبت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہر چند کم
نہ آیا سر رحم بیداد گر
وہین کھینچکر خنجر آب گون
لیا اوسنے ایرج کو غلطان خون

سر اوسکا تن سے کرکے جدا — حضور فریدون روانہ کیا
لکہا یون کہ تونے جسی کی ہے بدی — دیا تاج و زر تہا یہ اوسکا ہی سر

تو رکہا اسکا اب سر تاج سی — بٹہا اسکو بالای تخت سہی
فریدون یہ کہینچے تہا اون انتظار — کہ آوی کہین ایرج نامدار

گرانی مین نالہ کنان مرد وہان — لیے اوسکا تابوت پونہچے وہان
وہ تابوت کہولا تو آیا نظر — وہ پیچیدہ تہا پرنیان مین جو سر

فریدون اوسے دیکہہ گریبان پہا — وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب — وہ بولا کہ ہو دین سیہ پوش سب

دہین توڑ ڈالی وہ کوس و علم — فغان اور نالہ تہا اون سے دم
بنایا تہا ایرج نے اک گلستان — سر اوسکا کیا دفن لیکر وہان

اوکہاڑی نہالان گلشن تمام — جلای گل و سرو و سوسن تمام
یہ کہتا تہا گریہ کنان شہریار — کہ افسوس اے گردش روزگار

ہوا کشتہ یون ایرج نازنین — کہ سر ہی کہین اور تن ہی کہین
ہوا سو ہوا لیکن ای کردگار — تری فضل سے ہون امیدوار

کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور — پی رزم و کین جیست باندہی کمر
کہان تک ودو دہم کا بیان — سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کدخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر از او کنیزہ خوبی

شبستان مین ایرج کی شاہ جہان — گیا ایکدن تو یہ پوچہا وہان
کہ ہے کوئی یان مادر باردار — شتابی سے مخبر کرو آشکار

کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید — کہ ہی حاملہ ایک ماہ آفرید
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار — کہا یون کہ اب ہون مین امیدوار

خداوی اوسی ایک فرخ پسر — کہ لی بدسگالان سے خون پدر
گذر جب گئے نو مہینے وہان — تو پیدا ہوئی دختر دلستان

وہ تہی حسن مین ایک ماہ تمام — فریدون نے رکہا پریچہرہ نام
کیا پرورش ناز و نعمت کے سات — سکہا ہنر اوسکو دولت کے سات

جوان لالہ اور پشنگ ایک تہا — اوسی ساتہ اوسکے کیا کتخدا
فریدون کی تہا نسل سے جو وہ — ہنرمند دانشور و پہلوان

ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر — تو اوس سے تولد ہوا اک پسر
ملکزادہ ایرج کی ہم شکل تہا — منوچہر نام اوسکا شہ نے رکہا

بہت شاہ کو شادمانی ہوئی — سر نو اوسے زندگانی ہوئی
وہ لایا بجا شکر پروردگار — دعا مانگتا تہا یہ لیل و نہار

کہ جب سنگ خاک ہو مہر جو — آئی جہان مین منوچہر جو
رہی اسکا اقبال دائم بلند — نہ پونہچے ذرا چشم بد سے گزند

ہوا جب جوان وہ منوچہر تب — ہنر پہلوانی کی سکہلائی سب
سکہای سب آئین رزم اوسے — پہر اوسکی کہا سر پہ تاج مہی

کہا یون نظر کرکی سوی سپاہ — تمہارا منوچہر ہی بادشاہ
منوچہر کی تم اطاعت کرو — دل و جان سے تم اسکی خدمت کرو

در گنج شاہی کشادہ کیا — سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
فراہم ہوا لشکر بے شمار — دلیران جنگی و مردان کار

منوچہر سے مردمان سپاہ — گذارش یہ کرتی تہی شام و پگاہ
کہ عزم عدو سوز اب کیجیے — شتابی سے ایرج کا خون لیجیے

یہ پونہچی خبر سلم اور تور کو — منوچہر ہے مرد پیکار جو
قوی بازو و پہلوان دلیر — حذر اوسکی روباہ سی کرتی شیر

فریدون یہ کہتا ہی اب جم حشم — کہ بہیجی اوسی سطرف بہر رزم
یہ سنکر بہت دل مین ہی ہراس — پریشان سے ہوا اونکی جو ہر رو

کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر — روان کیجیے اب بسوی پدر
منوچہر کو بہی طلب کیجے باز — یہ لکہی کہ ای بادشاہ جہان

موص جون پیچ دیے ہین ہم
حضور فریدون وہ جیلسر
رہی جاودان عالم افروز تو
زر و لعل اور گوہر شاہوار
وہ پیلان معمولہ سیم و زر
کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا
تمنا یہ ہی اپنی شام و پگہ
رکہین اوسکے تارک پہ ہم سیم زر
بلایا منوچہر کو تب ہین
نظر کرتے گنج بیہلیگون
دیا اوسکو پیغام کا یہ جواب
مگر تمنی اب بیگناہ و خطا
وہ سام نریمان و قارن دلیر
یہ مردان جنگ آور پہلوان
یہان خواہش زر نہین تمہار
کیا عذر جو نابکار وضیع اب
کیا اس جہان سے وہ ایرج امیر
دلیر و قوی جون نبرد وہ مان
یہ پیغام سنے جواب پیام
غرض ہمسر و مثل باد صبا
کیا پہر کے بیتے منوچہر کو
اور اوسکی جو لشکر مین ہین پہلوان
وہ دو نو جفا کار بیداد گر
یہ بولی کہ چرخ فیروز رنگ

اوسی گوہر و گنج و تاج سلم
جو پونہچا تو رکہکر وہ خاک پر
ہمیشہ کرے جشن نوروز
سر پہ زر و تاج گوہر نگار
حضور جہاندار گذران کر
جو ہر زر و جواہر سے ایسا گنا
ولی تو خطا بخش ہے خسروا
سو خاور آوے منوچہر گر
کرین پیشکش اوسکی گنج و گہر
بٹہایا سر کرسی گوہرین
ہوتی تیرے بدخواہ [illegible]
کہ جاہر دو ناپاک سے کینہ تاب
کیا قصد خون منوچہر کا
وہ گاوے کہ جنکو مثل شیر
منوچہر کے ساتہ بہیجیگو وان
نہین چاہیے گوہر شاہوار
نہین ہے بجا یعنی بیجا ہے سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو ہوش اوڑ گئی لبس تمام
جہان سلم اور تور تہے وان گیا
جو دیکہا تو سب ہین بیچارہ
وہی زرد ہین مثل بید وان
ہوی سنکی پاسخ بہت پرخطر
کہ ہم گر نہ پہلی کرین قصد جنگ

غرض باز رو گنج بیحد رسول
دعا و ثنا کے شہنشاہ کی
وہ تحفے جو لایا تہا پیش اوسی سب
وہ دیبای رومی و خز و حریر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہو وے معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکہا جو تحفہ تمام
کہا یون کہ ای پور فرخ خصال
پہر آیا وہ شہ سوی پیغامبر
ہوئی گر منوچہر پر مہربان
منوچہر کہ ہے سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور شیر و پیل
مجہی رہ دیتی ہو تم [illegible]
تو سب ہی لیجا یہ گنج ای سول
تم ساتہ ایرج کے جو کچہ کیا
گر ایرج نہین تو منوچہر ہے
کمر چست باندہی پی کارزار
ذرا ایکدم پہر نہ ٹہرا وہان
[illegible]
جوانمرد [illegible]
نبرد آزما ہی جوانمرد سب
پہر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر [illegible] دلیر

کہ شاید فریدون کرے قبول
کہ ای مہر رخشندہ خسروی
رکہی [illegible] زر و ہی طرب
وہ زرین طبقہای مشک و عنبر
کہ بندی ہین ہم ای شہ نیک نام
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے
کرو کمتنی سے اپنے سینہ کو صاف
ہم اوسکی کرین چاکری جاودان
سنا اور یون سرکشونکا پیام
تجہی ہے سعید اور مبارک مال
ہو اخندہ زن وسکی گفتار پر
تن ایرج نامور ہی کہان
سو خاور آویگا لیکر سپاہ
کہ ہین پہلوانی مین سب بیبدل
یہ بکاری ہے سب تمہارا ادب
کہ ہرگز ہمین کچہ نہین فکر
سواسکا مکافات دیگا خدا
فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
بجہو ری وہ ایرج کا خون زنہار
ہوا [illegible] مین سو خاور روان
کیا سلم اور تور سے [illegible]
[illegible] نوجوان [illegible]
طفیل [illegible]
[illegible] کینہ خواہی ہو جو بہی زن
[illegible]

یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ | چلیں ہم سب سوے منوچہر شاہ | اگر ینکہ چلکی ایر انمین ادہر جنگ | نہیں خوب اب اس بات مین کچہ درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم و تور نے جب عزم | کہ چلکر منوچہر سے کھینچی رزم | فراہم کیا لشکر بے شمار | یلان نومند سب جنگی سوار

سواران رومی و ترکان چین | نبرد آزمایان توران زمین | روان سوے اقلیم ایران ہوے | پی کینہ خواہی شاہان ہوے

فریدون کو پہونچی یہ جسدم خبر | کہ خاور سے اب لشکر آیا ادہر | بلایا مدار کو تب یوں کہا | کہ اے شیر مردان جنگ آزما

صبوری کرو تم نہ باندھو کمر | کہ تا آوین اب وہ بہی پیشتر | خبر ہے یہ پہونچی کہ اب سلم و تور | قریب آگئی اب نہیں کچہ ہے دور

منوچہر نے یون گزارش کیا | کہ اے شاہ جہاندار کشور کشا | نہیں مجکو زنہار تاب درنگ | اجازت مجھے بھی یہ ہو جنگ

کیا اوس طرف شاہ نے پیر ان | منوچہر کو با سپاہ گران | زرہ پوش مردان شمشیر زن | جوانان جنگ آور و صف شکن

الٹی بسر گرز و تیغ و سنان | نبرد آزمای دلاور جوان | بہادر فوج کا میمنے کیا شمار | سواران جنگی تھے سی صد ہزار

صف جنگ آراستہ جب ہوئے
سوے راست گرد دلاور قباد
بجائے تعین تھی قائم سپاہ
گیا برہ کے آگے دلاور قباد
کہ اے بے پدر خرد کہہ تو مجھے
دیا تور کو اوسنے پھر یہ جواب
تمھاری وہ محفل میں لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اوسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کروں قتل میں سلم اور تور کو
کہیں جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن شست میں وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
ولیکن بتائید لطف اله
لگے کہنے باہم وہ دونو لئیم
منوچہر پر آج شبخون کریں
شب خون کا رکھتے ہیں وہ عزم جزم
غرض صبح تک اوسکو گھیرے سپاہ
گئی نصف سے رات جسدم گذر
بعزم شبخون وہ آیا جدھر
ولیکن نہ زنہار پایا گذار
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہان تور بدکیش تھا رزم ساز

رہ صلح مسدود پھر سب ہوئی
سوے چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد
منوچہر تھا رونق قلبگاہ
وہین دونو آئی وہ ان شکل باد
بہلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچاؤں پیغام تیر انتساب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہوکے میدان سے پھر گیا
منوچہر سنکے یہ باتیں ہنسا
کروں غرق خون دونو مغرور کو
کریں حشر برپا یہاں صبحدم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
ہوئی گو صف زن یمین و یسار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سبکو تھا با گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب ہی آج فوج غنیم
تبہ اوسکو ہم زیر گردون کریں
کیا چاہتے ہیں وہ غفلت میں رزم
کمین گاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ جس دم گیا سر بسر
خبردار پائی سپہ سر بسر
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
کمینگاہ سے تب شہ نامجو
دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز

وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام نریمان و قارن دلیر
اودھر سے تھی وہ دونو گردنکشان
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی دخت ایرج سے تیرہ نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تو میدان سے
پھر از رزمگہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونو ستمگار بھی لے سپاہ
جوانون کا سر اور گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
ہوئے تور اور سلم بس دردمند
مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین کر دی قارن کو شہ نے طلب
سواران جنگ آزمائی تبار
روانہ ہوا تور نخوت شعار
بناچار چاہا کہ پھر جاسکے
ہوئی وقت شب تیغ رانی عیان
شتابی سے پہونچا سر رزمگاہ
جو اک تیر مارا پے نشست تور

کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و بنفش
کہ تھی کینہ خواہی میں مانند شیر
پی رزم لائی سپاہ گران
منوچہر سے جاکے تو کہہ ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونو کو نفرین کریں خاص و عام
رہی تم پہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہو نژاد و گہر پدر
امان اوسنے پائی ذرا جاکے تب
گیا بس وہیں سوے آرامگاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
ہوئی آکے میدان میں کینہ خواہ
دلیرونکا پہلو و نوک سنان
زمین خون سے اونکی ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند
سوا اسکے مصلحت ہی یہی
کہ وہ بدنہادان میدان دگر
کہا ہو خبردار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے سپہ کارزار
سواران جنگی سے لیے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے اب آتے تھے
ہوئی غرق خون پھر اونکے جوان
کیے قتل آکر بہت کینہ خواہ
تو قالب سے اوسکی ہوئی جان جدا

دو تہایا وہین وسکو لب تن
ہوا شاد جب تور پر سر شتاب
گیا بہاگ کر درمیان حصار
نگہبان در کا کواک گرد تہا
پہر اک تیر مارا بہت زور سے
ولیکن نہ زنہار کاری پڑے
تن اوسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
منوچہر نے اوسکو بہیجا پیام
اگر شیر دل ہے تو آ پہلوان
یہ سنکر اوسے غیرت آئی وہین
منوچہر شاہ ولایت ستان
لڑے دم وجا دو رہوے کہ جب
کیا عرض مت کہینچے تیغ تیز
وزیر خردمند رخصت ہوا
شہنشہ نے سب بلطف وخوشی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
پیادہ ہوا وان منوچہر بہی
بٹھایا منوچہر کو تخت پر
جہان سے ہو نمین فتنے آج کل
پہر آخر فریدون جہان سے گیا
ہوا پہر بفضل خدائے کریم
گیا سام کو اپنا مختار کار
یہ کہتی تہی پہر سلم وہر بار او
جہانمین تو فرمانروا ہو سدا

لٹایا زمین پر سر کین سے
سوسلم آیا اودہر سے شتاب
ہوا جاکی محصور وہ نابکار
دلیر وجوانمرد وجنگ آزما
گذر پر منوچہر کے آ نکلے
ہوا شہ غضبناک پہر اوسکے آگے
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
تنہا قلعہ مین پہر صبا کا گذار
کہ بس سے تری ہوئی انجام
تو مت جان دا اپنی شل سگار
وہ غیرت سر رزم لائی وہین
مقابل ہوا اسکے تیغ دنمان
ہوا لشکر اونکا پراگندہ سب
غریبون پہ آشاہ روی میں
کہ مشمول لطف وعنایت ہوا
عنایات شاہانہ مصروف کی
ہوا تب عنان تاب شاہ جہان
کیا پہر قدمبوس باصد خوشی
رکہا اوسکی تارک پہ دیہیم زر
کہ آتا ہے ہر دم پیام اجل
وہ سرو سہی گلستان سے گیا
منوچہر بہی بادشاہ عظیم
کہ تہا کاروان وہ بلغ مدار
کہ ہم ای جہاندار فرخ نہاد
یہی آرزو ہے یہی ہے دعا

جدا تیغ سے کرکی سر تور کا
نپائی ولی سلم نے تاب جنگ
منوچہر بہی سوئے قلعہ ہین
سو رزم وپرخاش مائل ہوا
منوچہر نے کہینچکر وہین تیغ
کمر بند اوسکا بکر کین سے
لگا کہنے پہر شاہ فیروز جنگ
رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ملادونگا تجکو تہ خون خاک
مقابل مرے آگے اب ہو شتاب
نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
کیا زخم شمشیر اوسپر ہا
سپہدار خاور کا تہا اک وزیر
سر رحم آیا وہین شہریار
غرض سلم اور تور کی فوج کو
جو تہا منصب اوسکا قائم کیا
جو نزدیک پہنچا وہ کشور کشا
جب آیا وہ ایوان شاہی مین
کیا پہر یہ سام ونریمان سے
بہت پند کی پہر منوچہر کو
فریدون جاندار اب کہا
بسان فریدون کیا عدل وداد
سپاہ وامیران دفرزانگان
تری جان ودل سے ہین بند سنگ ازان
نکلون ال رستم کی اب داستان

حضور فریدون روانہ کیا
گریزان وہان سے ہوا بیدرنگ
گیا سب لیکے فوج اور گہیرا وہین
منوچہر کے وہ مقابل ہوا
لگائی سر خصم پر بیدریغ
سر خاک نیکا اوسے زین سے
کرو قلعہ کو گہیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ زیر سپہر بلند
بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
دلیرانہ آیا سوئے کارزار
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا اوسنے پیمان وعہد استوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا بلکہ جیسے تہا تب
فریدون پیادہ گیا پیشوا
فریدون نے باصد نشاط وطرب
کہ اپنی نبیری کو سونپا نگین
دعادی کہ قائم جہانمین تو ہو
ولی نام نیکی رہی جاودان
رکہا لطف واحسان سے اوسکو شاد
ہوئی ختم تب خوان شاہ جہان
کرین جا کری پیر لیسل نہاد و
کہ سنکر جسے پیر بہی ہو جوان

داستان تولد شدن فرزند بخانہ سام و پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان میں سام کی اک پسر — تولد ہوا گلرخ و سیمبر
سفید اوسکی اندام پر مو تمام — گئی دایہ یہ دیکھکر پیش سام
یہ کہنے لگی تجکو اے نامور — خدائی دیا بچہ اک طرفہ تر
کہ ہی مہ جبین سرو قد لالہ رو — ولی شل خارا اوسکا ہی مو
وہیں سام نے آکے دیکھا اوسے — ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے
لکھا اوسکا ماں باپ نے نام زال — تعجب ہوا صورت کا اوسکی کمال
یہ کہتی تھی واں وہاں خاص و عام — کہ یہ طفل ہرگز نہیں پور سام
پری زاد یا دیو ہے یا پلنگ — نہ خلقت ہی انسانکی زیب و رنگ
یہ سنکر ہوا سام یل سخت غمگین — اوٹھا لیگیا زال کو دشت میں
سو کوہ البرز ڈالا اوسے — شبستان سے اپنی نکالا اوسے
مکان ان جو تھا ایک سیمرغ کا — یکایک وہ سیمرغ اودھر گیا
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار — پڑا ہی سر خاک روتا ہے زار
ہوا مہرباں جسم آیا اوسے — اوٹھا آشیانہ میں لایا اوسے
طرح اپنے بچونکی با صد خوشی — لگا پرورش کرنے وہ زال کی
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئے — کہ بچونکو بھی اک محبت ہوئے
وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد — ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
کوئی کاروان اتفاقاً اودھر — جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا — محبت سے ساتھ اپنے اوسکو رکھا
یہاں سام کو خواب آیا نظر — یہ کہتا ہی کوئی کہ اے نامور
ترا پور زندہ ہی اور شاد ہی — جہانمیں تجھی سے وہ آباد ہے
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان — تو پھر دل میں اپنے ہوا شادمان
ہوئی تازہ تر الفت و مہر کو — کہ ہی پور دلبند آنکھونکا نور
خوشی سے پھر اوسکی خبر کو لیے — رواں سوئے البرز مردم کیے
پھر اک خواب دیکھا بروز دگر — نظر آئی وہ مرد فرخ سیر
کہا ایک نے یہ کہ ای ذو فنون — کیا تو نے خوف خدا سے نہ دو
رکھا دور آنکھوں سے فرزند کو — کیا خوار یوں پور دلبند کو

سپید دیکھ وہین اگر پسر
نظر مین پڑے گو ہی فرزند خوار
ہوا ہمدم سام گہری روان
الٰہی مرے حال پر رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان
یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کہا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجے یہ اپنا پسر
دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہنچون مین ان اگر
مجھے یاد رکھنا تو لیں تمہار
غم ہون کا بس ہی درندہ ہی تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیرے ظلم صبح و مسا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منوچہر پھر زال کو
بلانے کو انجم شناسون کو وان
سوے گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اوسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل مین پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرو تربیت زال کو روز و شب
ہنر [illegible] مین ہم اسکو کامل [illegible]

تو کیا عیب ہے اک نظر دیکھ کر
معزز ہی وہ پیش پروردگار
سوے کوہ البرز آیا دوان
کہ پھر پاؤ تمہین جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہے سام گریہ کنان
کہ وایہ ہون مین تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اوسنے باصد طرب
یہ ہی لائق تاج و اورنگ ہے
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون سربسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین اے پسر
تلافی مری تا کہ ہو جرم کا
کہ لی آؤ نہین جا کے تو پیشوا
گیا لیکے سام یل نامجو
کیا حکم پھر یون کہ اے بخردان
نظر کر کے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہانمین تفاخر دیا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر بہر تعلیم فرخ سیر
ہوے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کو سکھلاؤ سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرو

کہ تیرا ابھی بعض پر فرش ہے
خروشان ہو دیکھکر اس خواب
خدا سے اوہان اوسنے کی التجا
پذیرا ہوئی اوسکی یکسر دعا
وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام
بہت عاجزی سام نے اوس سے کی
پھر اوس نے سیمرغ نے زال کو
ہوا خوش یل سام خرم دہن
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
بہری ہے مرد لین لفت رستے
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
روانہ ہوے وان سے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
گئی جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لیگیا ان کو
کیا حاصل اوسنے زمین بوس شاہ
ذرا طالع زال دیکھو شتاب
کہ ہین طالع زال شاہا بلند
شہنشہ نے اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر بے شمار
حضور جہاندار سے سام زر
ہنرپروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
بتاؤ اسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہی جہان پہر ام

تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے
نہ دلمین رہے کچھ صبوری نہ تاب
بہت زاری گریہ کرکے کہا
ہوا حال پر اوسکے لطف خدا
سنا قصہ خواب اوسنے تمام
گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
لے آیا حضور یل نامجو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر کو جلا یاد کیجو مجھے
زیادہ ہی مجکو محبت سے کر
ترا بندہ ہون اے شہ طائران
بہت دلمین اوسنے تھی موے شاد کام
کہ تجکو رکھون جاودان بادکام
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر مین وے بصد کر و فر
شہنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
حقیقت گزارش کرو ملکی سب
جہانمین یہ ہوگا بڑا ارجمند
سلاح و در و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
مرخص ہوے ہو کے شادان کمال
و دانست شناسان سنجیدہ کو
کہا اے وستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گرگسار ان اب ہے عزم

روان ہو گئے کابل سے محراب جب
قریب آ کے پہنچا وہاں سام جب
اور اک سمت رستم کی تھا تاج زر
فرود آ کے گھوڑے سے محراب اور زال
کہ اے تو تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جا گزین
بصد لطف سام یل پیلتن
کہ اے پہلوان جہان شاد ہو
نہیں جا بجا خواب آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر ہوں
کیا ایک شب جشن طرب
نہیں زال و سام کو کچھ خطر

سوئے زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و محراب
ہوا سام خوش دور سے دیکھ کر
یہ چاہا تھا پر رستم خرد سال
تفاخر ترا ہے مرے آرزو
سوئے رستم آ بیٹھا وہ زال آنکر
ہوا ساتھ رستم کی گرم سخن
جہان جب تلک ہے تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے کبھو کام کچھ
تن بدسگالان گردن فراز
ہوئی بادہ کشی بزم عشرت
نہ شاہ جہانگیر کا

وہ پہنچا ولی سام آگے
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
گئی جبکہ وہ سامنے سام کو
اوتر پیل سے ہو پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف جب کے محراب فرخندہ خو
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گذارش کیا
مجھے چاہیے اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ مے کا بصد
جہانمین ہیچ ار رستم پہلوان

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
سوار اوسپہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہین تعظیم کے واسطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجکو دائم بجاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان
تہمتن نے دی اوسکو پھر یہ دعا
کہ ہون بندہ کمترین سام کا
نہیں ہین طلبگار ساز و سرود
رخ اوسکا برنگ گلستان ہوا
تو بولا وہ محراب
بشمشیر خونریز و گرز گران

گر آتا ہی اب کاروان تک / وہ بولا کہ لاؤ اوسے یان تلک
وہیں آ نکے لشکر مرزبان / گیا قلعہ میں جبکہ وہ کاروان
تو پھر گوشے سی آئے برنا و پیر / ہوا گرد انبوہ اونکے کثیر
ہوئی رات جسدم کنارگیر / تو پھر جنگ اوسنے باندھی کمر
عقب اوسکی سب پہلوان دلیر / خروشندہ مانند غرندہ شیر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ / ہوئی آگے رزم آور و کینہ خواہ
مقابل ہوا کوتوال حصار / ہوئی گرم وان اونسے پیکار
بشمشیر و گرز و سنان خدنگ / رہا صبح تک گرم بازار جنگ
ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ / گریزان ہوئے سب نکلکے از دژ
دلیروں نے تاراج دژ کو کیا / بہت مال و اسباب ان سے لیا
عجب طرفہ تر وانکی اجناس تھے / کہ دیکھی تھی مردمان نے جو کبھی
گیا پھر وہان رستم نامدار / سو خانۂ حکمران حصار
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر / اور اوسکی ہے دیوار بھی سربسر
سوا اسکے اک گنبد زرنگار / بصد لطف و خوبی تھی رشک بہار
لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان / کہ یہ کار انسان نہیں بیگمان
لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو / کہ ای نامدار یل نامجو
کیا فتح مینے یہ حصن حصین / کہ ہمسر نہیں جسکا چرخ برین
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤں میں / رہوں اب یہاں یا وہاں آؤں میں
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام / دل اوسکا ہوا خرم و شادکام
یہ پاسخ لکھا ای خردمند پور / رہی چشم بد تجھسے ہر لحظہ دور
کیا تو نے تسخیر حصن متین / ہزار آفرین صد ہزار آفرین
فقط دلکو میری نہ گلشن کیا / روان نریمان کو روشن کیا
لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب / وہانسے تو پھر اس طرف آ شتاب
کہ دیدار کا ہے تری اشتیاق / جدائی ہے تیری بہت مجکو شاق
جو پہنچا یہ نامہ تو وہ پہلوان / روانہ ہوا جانب سیستان
گیا زال با صد طرب پیشوا / بصد شوق اوسکو بغل میں لیا
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر / نثار اوسکی سر پر کیا سیم و زر
سو سام رستم نے نامہ لکھا / رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا
غرض سام نے جب نامہ پڑھا / تو پھر شوق سے چشم و سر پر کیا
اوسے اسقدر شادمانی ہوئی / کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی
سنا کارنامہ یہ رستم کا جب / ہوئی اہل ایران کو فرح طرب
ہوا دل پہ پیر اک کا امیدوار / کہ سارے بداندیش اب ہونگے خوار
بسوی منوچہر آتا ہوں پھر / یہ باقی بھی قصہ سناتا ہوں پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت منوچہر پدر و وصیت کردن منوچہر او را

جو گذری اوسے ایک صد بیست سال / تو آخر شناسان صاحب کمال
لگے کہنے شاہ منوچہر کو / کہ ای شاہ دانشور نامجو
قریب آئے اب تیرے رحلت کے دن / بسر ہوگئے سب خلافت کے دن
یہ سنکر جہاندار کشور کشا / طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا
کہ میں جان کر بستہ سوے عدم / مبارک تجھے تخت و تاج و علم
تو مت چھوڑیو رسم و آئین داد / رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد
سو حق پرستی تو ہیو مدام / نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام
جہان میں ہوئے تازہ اب داورے / ہوئی نامزد جسکی پیغمبرے
وہ پیدا ہوا سو خاور زمین / کیا خلق نے اختیار اوسکا دین
وہ ہے مرسل خاص یزدان پاک / کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک
تو مت ہو جیو اوسسے پرخاش جو / قبول اوسکا اب کیجیو دین کو
تجھے پیش ہے اک مہم عظیم / تری دل کو ان سے ہیں سارے غنیم
رہ کینہ جو ہے سو پشنگ / کری قصد تیری طرف بہر جنگ
تجھے ہاتھ سے اوسکے پہنچی گزند / تو عاجز نہ ہو پیش چرخ بلند

بقصد نبرد از رہ کشتی
کری جب اندیشہ تنگ کشتی
خبر کیجیو سلم اور زال کو
اگر جاہیو اونسنی ی ناخوب

یل نوجوان یعنی فرزند زال
نہیں پہلوان کوئی جسکی مثال
وہ اس خاندان کا ہو خود ننگ آر
کری یاوری کی ابن نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان
ملک زادہ نوذر تھا گریہ کنان
نکیہ اون دنون شاہ بیمار تھا
نکچہ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز
گرفتار بیماری جان گداز
نہ جانبر ہوا پیر شیر نظیر
جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد باکر و فر
سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی
ہوا مسند آرای فرماندہی
ولیکن منوچہر کی رسم پر
نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد
ز غفلت بجور و ستم دل نہاد
ہوئی بند یکسر مروت کی راہ
ہوا بند سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوئے اوس سے برہم سب
ہوئے منحرف بلکہ سردار سب
لگا بادشاہان اطراف کو
کہ آؤ ادہر اور یہ ملک لو

ستمگاری جبکہ دیکھا یہ حال
ہوا اولیں سے ہراسان کمال
سو سام نامہ کیا اک روان
لکھا یہ کہ ای پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد
منوچہر شاہ خجستہ نہاد
زبان پر تھا شہ کی یہی بار بار
کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنون کچہ خراب
یہان تک کہ اب پونہچا تب و تاب
وگرنہ یہ بہر تخت شاہی نہین
برہمش ہوا اور ایران زمین

ادہر تو یہ نامہ لکہا اور ادہر
ستمدیدگان پونہچے وان مشتہر
کئی تھی جو نوذر نے بیدادیان
کہی سام سے جا کی یکسر بیان

یہہ اتنے مین نامہ گیا شاہ کا
تاسف بہت پہلوان نے کیا
روانہ ہوا مازندران سے دلیر
شتابان ہوا سوئے ایران زمین

جو نزدیک پونہچا یل نیکنام
بزرگان ایران گئے پیش سام
گزارش کیا یہ کہ ای نامور
جہاندار نوذر نے بیدادگر

تو بیٹہ اب سر تخت فرماندہی
تو رکھ اپنے سر پر کلاہ مہی
گرفتار کر شاہ نوذر کو اب
اطاعت کرینگے ہم تیری سب

یہ لایا زبان پر یل ارجمند
خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان
اوسے قید کر مین ہون شاہ جہان

منوچہر کی دخت ہوتی اگر
سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
کمر باندھتا مین بہی چاکری
شب و روز کرتا مین فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا
تو ای نامداران یہ اندیشہ کیا
اوسے باز لاؤنگا اس راہ سے
کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے

نہو منحرف اوس سے تم زینہار
کرو جاکری دل سے لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان
جھکایا عجز سے جون بندگان

کیا شاہ سے شکوہ گو دیدہ پر
رہا کوئی بہی ان سے رنجیدہ پر
سنو آگے احوال پور پشنگ
کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما
سپہدار اقلیم توران کا تھا
سرافراز تھا نسل سے تور کی
اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک اوسکا تھا افراسیاب
کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بآب
یل زورمند و دلیر و جوان
نہ تھا اوسکا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ اوس سے کہنے لگا اکروز
کہ ای پور خوش طالع و نیکروز
روان سوئے ایران ہو لیکر سپاہ
تو نوذر سے اب جاکے ہو کینہ خواہ

شتابان ہو تاخیر مت رکھ روا
کہ لینا ہے خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب
گیا بہول آسائش خورد و خواب

ہوا اسکی خاطر سے رزم و کین ۔ یہ پاسخ دیا باپ کو پھر پشن
کہ شایستہ جنگ ایران ہوں میں ۔ سزاوار رزم دلیران ہوں میں

کروں جا کے سالار ایران سے جنگ ۔ کروں ملک تسخیر سب بے درنگ
یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ ۔ ہوا بند سے غم کے آزاد وہ

پہر افراسیاب اوس سے بولا یہین ۔ کہ ہر چند نوذر دلاور نہیں
ولیکن منوچہر کے پہلوان ۔ حضور اوسکی حاضر نہین یک بجان

اور اپنے یہ گرد ان لشکر تمام ۔ نہیں ہمسر قارن و زال و سام
نہیں جب ہے اندنون عزم جنگ ۔ یہی مصلحت ہے کہ کیجے درنگ

یہ بولا پشنگ اے خردمند پور ۔ یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
یہی وقت ہے جا کے لی انتقام ۔ شتابی سے کر کار نوذر تمام

یہ سنکر سپہدار افراسیاب ۔ روانہ ہوا سوے ایران شتاب
جوانان شمشیر زن سے ہزار ۔ جوانمرد و شایستہ کارزار

بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ ۔ کمر چست باندھے ہوئے بہر جنگ
خرزوان سماساس دو پہلوان ۔ سپہ کے تہی سالار با فر و شان

سپہدار کو پہر یہ پونہچی خبر ۔ کیا سام نے اس جہان سے سفر
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب ۔ کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب

خوشی سے وہ ہر روز تھا رہ نورد ۔ نہ تہا دلمین اوسکے کچہ اندوہ و درد
ادہر سے بہی نوذر یہ سنکر شتاب ۔ ہوا عازم جنگ افراسیاب

گئی ساتھ نوذر کے مردان کار ۔ سواران جنگی صد و چل ہزار
ملکزادہ نے نامہ سوے پشنگ ۔ لکہا یوں کہ اے شاہ فیروز جنگ

کروں میں نبرد دلیرانہ اب ۔ کروں غارت ایران کے لشکر کو سب
مقابل ہوئیں جبکہ دونو سپاہ ۔ تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ

تہا اک تازیان گرد افراسیاب ۔ بڑہا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
ہوا آگے میدان میں رزمجو ۔ کہا یوں کہ ہو دے جسے آرزو

کرے آنکے مجھسے اب کارزار ۔ نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
پسر کاوہ کا قارن نامور ۔ کہ سردار لشکر تہا با کر و فر

برادر سے اپنے یہ بولا وہ تیز ۔ کہ اے پہلوان جا ہو گرم ستیز
قباد اوس جوانمرد کا نام تہا ۔ نہ ہرگز طلبگار آرام تہا

کودا اسپ کو سوے میدان گیا ۔ ہوا تازیان سے نبرد آزما
ولی خشت پولاد کی ایک ضرب ۔ جو کہائی تو دی جان ہنگام حرب

قباد دلاور ہوا کشتہ جب ۔ وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
سو تازیان سے لیکے آیا سپاہ ۔ ہوا ساتھ بدخواہ کے رزمخواہ

پہر اسکو وہ دیکہا تو افراسیاب ۔ کمک کو سپہ لیکے پونہچا شتاب
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد ۔ کسیکو کسیکا تہا کچہ بہی درد

ہوا خون سے روے زمین لالہ زار ۔ [illegible] ہوئی آشکار
سواران جنگ آور و کینہ خواہ ۔ وہیں پہر گئے سوے آرام گاہ

ہوا جبکہ رخشندہ پہر آفتاب ۔ تو قارن پئے جنگ افراسیاب
کیا کر کے آراستہ فوج کو ۔ کہ یکسر تہی مردان پیکار جو

ادہر لشکر آرا ہوئے اہل ستیز ۔ سپہ لیکے آیا پئے رزم و ستیز
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران ۔ قیامت ہوئی ایک پیدا وہان

ہر سینہ تہا وقف پیکان و تیغ ۔ نہ جانکا تہا اپنے کسیکو دریغ
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ وان ۔ زمین بنگئی سب گلستان

ولی فوج توران نے ہو چیرہ دست ۔ دل اہل ایران کو پونہچی شکست
جہاندار نوذر نے دیکہا یہ جب ۔ کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب

ہوا آپ تب مائل کارزار ۔ پکارا یہ میدان میں تاجدار
کہ ہرگز نہیں اسمین کچہ فائدہ ۔ جو کشتہ ہوا حق یہ خلق خدا

رکہی ہے اگر غیرت افراسیاب ۔ تو آ کر مقابل ہو میرے شتاب
جسے نصرت و فتح دے کردگار ۔ کرے بادشاہی وہ لیل و نہار

یہ سنکر چلا افراسیاب دلیر ۔ ہوا آنکے رزمجو مثل شیر
ہوئے تیر دونو طرف سے روان ۔ ہوا کار منجر بنوک سنان

خزروان سماساس نامی یلان
کمر کینہ خواہی یہ باندہی وہین
لگا شاہ محراب نے زال کو
مقابل ہوئے جب سپاہ عدو
شکستہ ہوا مغفر پہلوان
خزروان ہوا کشتہ وقت جنگ
گریزان ہوئے اوسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
گیا قصد یہ کرکی وہ کینہ جو
گیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
وہ قارن تہا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کی پروردہ تہی فرمان وہان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی ال کو سوچ تہا
نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
تو کرکی بداندیش کو پایمال
بلند اقتدار و علی جناب
اوسی زال ذاتک نہ لکہا
اگر اوسی یہان تک تو اپنی مدد
بداندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا ری سو زابل کو وہ نامور
ملکزادہ کی پاس آنی سپاہ
یہ اور نوازی کی تہی رزو
کری سرفراز نکی تو نی سر
دیا پاسخ اوسنے کہ ای تاجور

لگے سننے سالار فوج گران
زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین
کہ ہون منتظر تیرا ای نامجو
تو باہم مبارز ہوی کینہ جو
ولیکن لگا یہ سر کو پونچا زیان
تو آیا سماساس پر بیدرنگ
پراگندہ لشکر خراب تباہ
کیا قتل نوذر کو اوسنے شتاب
کہ لاؤن پکڑ طوس و گستہم کو
کیا اوسنی اعزاز اونکا کمال
ہوا اوسکی تہی اور بہی پہلوان
سوانی لگی ہر طرف سی یہان
کیا زال زردیکی فرخندہ حال
کسی تاجور کیبی ایران کا
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ
ابہی ملک ایران سے دیجی نکال
بڑا بہائی تہا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تہا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اوسکو ایران سے بہر شتاب
یہ جائے تہا ہو عازم نیشتر
نہ تہی ساتہ اوسکی جو ہو رزمجو
گیا بخط بہائی سی کے روبرو
ہوئی تخت ایرانکی تجکو ہوس
خدا کیلیے تو نہ بہتان کر

سنی زال کابل نے یہ جب خبر
روانہ ہوا سیستان سی شتاب
ہوی پہلوانان کابلستان
خزروان نی آکر عمود و سپر
پکڑ گرز توڑا خزروان کا سر
ولی حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کنان ال ذی یہ گریز
ہوا پہر وہین سوئے پارس روانہ
وہان نے وہ دونون گریزان ہوئی
بخوبی انہیں سیستان میں رکہا
ہوا اونپہ شفقت کنان ال زر
فراہم ہوئی پہر فراوان سپاہ
رکہا نامداران کو تکریم سی
ابہی طوس و گستہم نادان ہیں
جو شاہ زبردست پونچے ہم
جوان نیک انہا حاکم شہر سی
ملکزادہ اغریرث اوسکا تہا نام
کہ جسنے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری ال ایران کریں
روانہ ہوا پہ بیکس امی کو
خبر سنکی آنی وہین فراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنی افراسیاب
جو دشمن سی ایران اونسی موافق ہوا
مری تاب کیا جو کرون ہمسری

کہ یہ جاہ کالشکر آیا اودہر
کہ تاخیر کی تہی نہ زنہار تاب
رفیق سپہدار زابلستان
یکایک جو مارا ہے زال پہ
زمین وسکی خون سی ہوتی بہر
نہ ٹہہرا سماساس پیدا نہیں جب
ہزاران گئے قتل ترکان چین
گئی ساتہ اوسکی سپاہ گران
طرف سیستان کو شتابان ہوئی
رکہو جمع خاطر یہ اوسنی کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان رزم آور وکینہ جو
کیا خرم و شاد تعظیم سے
نہین بادشاہی کے شایان ہیں
سزاوار ہو جسکی تاج و علم
سزاوار اور ننگ شاہان کی
جوانمرد و خوش خلق و شیرین کلام
ولیکن نہین ہے کوئی بادشاہ
تری آگی کار نمایان کریں
سو زال اغریرث نامجو
سپاہ گران لیکی پونچا شتاب
کہ پرخاش کی تہی نہ زنہار تاب
طرح شعلے کی کہا کی پیچ و تاب
مرا تو جہان مین منافق ہوا
نہین مجکو دعوی بجز چاکری

سیاہ گران لیکے توپ و تفنگ

ادہر یا سپہ لیکے افراسیاب

مگر کی رستم کو اب سر گروہ

لگا کہنے رستم سے پہر زال زر

تو کار آزمودہ نہیں اب تلک

تری مصلحت کیا ہی تو کر شتاب

یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم

کو داؤن اگر اسپ کو وقت جنگ

کہا پہر یہ رستم نے ای پہلوان

دکہاتی تہمتن کو پہر سر بسر

ولی مادیان یک تہی سخت جنگ

یہ چاہی کہ ڈالی کیانی کمند

کرا دریہ گرگی کی خونخوار تر

تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند

یہ چاہی چبا دی تہمتن کا سر

غرض رخش تہا نام اوس کرگ کا

کیا زور اوس رخش نے اسقدر

کیا رخش کو زین ہوا پہر سوار

سپاہ گران ساتہ دیکر شتاب

گیا آپ بہی بعد دو روز کے

جو جیسی کرے رزم کی آرزو

سپہ سلے تہی پر دل و شادکام

کوئی چاہیے بادشاہ دلیر

نژاد فریدون سے کوئی اگر

فریدون نسب تہا یہ فرخ نہاد

ہوا سوی ایران وان بیدرنگ

کیا چاہیے اب تدارک شتاب

اودہر بہیجتا ہون مین با شکوہ

کہ حیران ہون مین کیا کرون ای پسر

کہ ہی نازپروردہ زیر فلک

جو ہونیکا منظور ہووے جواب

کرون خیرہ بدخواہ کو ہی یہ عزم

نہ ٹہہرے کہ مرا گی شیر و پلنگ

مجہی چاہیے اسپ و گرز گران

وہان گلۂ اسپ تہی جسقدر

نگار اوسکے تہے جسم پر بال زر

کری تاکہ اوس کرگ کو پای بند

غضبناک وہ مردم آزار تر

سر رخش لایا وہین زیر بند

کرانی مین رستم ہی جون شیر نر

توانا و زور آور و چست تہا

کہ رستم کو بس لیچلا کہینچکر

بصد کامیابی یل نامدار

روانہ کیا سوی افراسیاب

ملا جا کی بس رستم گرد سے

وہ کیا چیز ہی بس مرے دربدر

ولی فوج ایران تہی بیدل تمام

کہان جسکو ہیبت سے جا مانند شیر

کہین ہم تو مجکو اگر خبر

دلیر و جوانمرد سے کیقباد

بزرگان ایران یہ سنکر خبر

وہ بولا کہ مین تو ہوا سالخوردہ

یہ سنکر ہوے شاد سب نامجو

ہوا ایک پرسش دشوار کار

تجہی کیونکہ بہیجون پی کارزار

غرض آزماتا تہا رستم کو زال

بہ بازوی پرزور و دست دراز

یہ گفتار سنکر خوش ہی زال زر

حضور اوسکے لاتی وہین گرز سام

رکہا پشت پر ہاتہ جس اسپ کی

اور اوسکا تہا ایک بچہ پیلتن

لگا کہنی رستم سی پہر گلہ بان

کئی سن مین بیشتر چند خون

غضبناک ہوکر وہین مادیان

ہوا سبکہ میدان مین نعرہ زنان

کمند اوسکے سر پر تہی جیسے بند

ولیکن تہمتن بہی پرزور تہا

دگر گنج پہر زال نے وا کیا

ولیکن ہوا مضطرب زال زر

یہ کہتا تہا ہر روز افراسیاب

ہوا زال بہی پیر دیرینہ سال

بہ تہا زال کو سوچ شام و پگاہ

روانہ کیے ہر طرف مردمان

کسی نے کیا آن کر یون بیان

ہوا یہ خبر سنکے دلشاد زال

لگی زال سے کہنے ای نامور

ستیزہ ہی کار جوانان گرد

کیا سب نے اقبال اس بات کو

کہ جس سے گزیران ہو تاب و قرار

سو شیر مردان سب جنگی سوار

کہ ہی یا نہین جنگ کا کچہ خیال

نہین کچہ طلبگار آرام و ناز

وعادی کہ باہم ہو تجہی ظفر

تہمتن ہوا دیکہکر شادکام

وہ شبدیز خم ہوگیا بس تہی

ہوا دیکہکر خوش یل سیف زن

کمند اسپہ ست زال ای پہلوان

مبادا کہی بہی کرے سرنگون

دوان آتی مانند شیر ژیان

تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان

لگا کہینچنے تب یل ارجمند

بزور اوسکو قابو مین اپنے کیا

تہمتن کو گنج فراوان دیا

نہ لایا وہ تاب فراق پسر

کہ رستم ہی کودک کہان اوسکو تاب

نہین اسلیے تسخیر ایران محال

کہ نادان نہایت ہی گرشاسپ شاہ

کہا زال نے یون ہر اک سی کہ ہان

کہ ہی کوہ البرز مین اک جوان

ہوا بند سی غم کی آزاد زال

یہ رستم سے بولا کہ ای نامور
کمر باندہ اور رخش کو زین کر

روان ہو شتابی سو کیقباد
یہ کہہ جا کہ ای شاہ فرخ نہاد

تمنا یہ رکہتے ہین سب پہلوان
کہ تو جلد ہو بادشاہ جہان

مددگار دولت ہے یاور ہے بخت
مہیا ہے تجکو وہان تاج و تخت

وہ بیٹھے ہین جو نہ پہونچیں وان تلک
زیادہ نہو دیر زیر فلک

یہ سنکر ہوئے وہ یل باشکوہ
روانہ ہوے سوے البرز کوہ

روانہ کردن زال رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشاندن زال کیقباد را بر تخت

اوترا کوہ البرز سے کیقباد
نشیمن تھے آ بیٹھا تھا مسرور شاد

ہوا رستم گرد کا وان گذر
وہ شہزادہ حیران ہا دیکھکر

لگا کہنے دل میں عجب ہے جوان
تماشای رخش اور گرز گران

ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین
تہمتن کو آواز دی بیٹھ یہین

کہ ہند اسقدر تو نہ جا ہے جوان
اوتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یہان

مئی نقل یہ دیکھ تیار ہے
وہ بولا نہین مجکو درکار ہے

مگر ای جوانمرد فرخ نہاد
مجھے دے نشان شہ کیقباد

وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان
تو اوس نامور کا ابہی دون نشان

تری ساتھ اک مرد عاقل گروہ
مکان تک تجھے اوسکے داخل کرون

لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان
بتایا مجہی کسنے یہ ان نشان

تو بولا تہمتن کہ ای نامور
پدر میرا ہی پہلوان زال زر

کہا اوسنے مجکو کہ جا سوے کوہ
وہان ہے ملکزادہ باشکوہ

جوانمرد ہے کیقباد اوسکا نام
تو جا کر کے اوسکو یہ پہنچا پیام

کہ ہے پہلوانونکی یہ آرزو
کہ تو شاہ ایران ہوے اب مجہو

یہ سنکر وہ بولا کہ میں ہون قباد
پدر بر پدر نام رکھتا ہوں یاد

تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
بجا خدمت کی لا کر کہا

تجھی تخت ایران مبارک مدام
ہمیشہ ترا بخت و دولت بکام

تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
مجہی شب کو اک خواب آیا نظر

دو باز سفید آئی ایران سے
سر تخت شاہی بٹھایا مجھے

دم صبح پھر با دل شادمان
اوتر کوہ سے آ کے بیٹھا یہان

ہوا اسطرف کو ترا اب گذر
بلطف خدا ای یل نامور

یہ کہکر وہان نوش کی پہر شراب
کہی پہر جو رستم نے تعبیر خواب

سمجھیے مجھے اور مری باپ کو
دو باز سفید ای شہ نامجو

لب آب اوٹہی تا سوے ایران چلین
تری سر پہ ہم تاج شاہی رکہین

غرض سوے ایران میں شاد شاد
روانہ ہوے رستم و کیقباد

قلون دلاور یل باوقار
طرف سے ہما گر یا سب کے ایدہر

یہ تہمتن کو تجہی جب ایران آئے
ہوا سدہ وہ بہی تب آن کے

تہمتن قلون کے مقابل ہوا
سوے رزم وہ پرخاش یل ہوا

قلون نے کیا نیزہ او سر ران
کہ سنیہ ہو رستم کا وقف سنان

وہین نیزہ رستم نے بس چہینکر
قلون کی جو مارا وہین سینے پر

تو کشتہ قلون دلاور ہوا
کرے نیزہ یکدست اٹھا کر ہوا

بقصد شہنشاہ وہ دو نوجوان
ہوی بیشتر اوسکا سان سے روان

تہمتن تہے نمان تشنہ بنام
روان سب کو ہوتی تہی زیر فلک

غرض رفتہ رفتہ وہ پہنچے وہان
یل نامور زال زر تھا جہان

ادہر سے دمنی یک فتنہ بیمار کہا
تب شمعون نے شب وان کہا

ہوی یکدل انجمن پر جوان
تو پہر زال نے رستم وہان

قباد دلاور کہ باکر و فر
سر تخت شاہی کیا جا وہ گہ

کیا قصد پہر سوے افراسیاب
ہوی پہلوان شاہ کے ہمرکاب

ہو لشکر ہی لشکر مقابل ہوا
سوی رزم ہر ایک یل ہو ہوا

ادہر سے تو قارن یل نامدار
گیا سو کے میدان یل کار زار

ادہر سے سپہ اسکی آیا ادہر
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم تر

سما راس یکسر ہوا غرق خون
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون

وہین ال سی رستم نوجوان
پکارا دن کہ اب کر او فراسیاب
تو ہر زہرۂ شیر نر ہو وے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان دلیر
اوسی کا کیا مردمان نے وہین
کہ ہے پور زال اور رستم ہے نام
کہ اے طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بہی گرز کو رکہدیا
کمر بند اوسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن وہ ال کمر
ادہر سے بہی وہین نفر باز آہ
گریزان ہوے ترک وہ سالار ترک
لگا کرنی فریاد یون ہاے ہے
ہوا کیقباد اب یہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اوسکی طاقت کا مین کیا کرون
کمر بند میرا جو ٹوٹا وہین
یہی مصلحت اپنی ہو ہم
کیا دیکو لشکر کو نامہ روان
حضور جہاندار ولشکر گیا
اگر تور نے خون ایرج کیا
لیا اوسنے یاد آتش نو دہی
بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوے
کہ ہم تم نہین غیر کچہ زینہار
کرین تازہ پیمان عہد استوار

یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مری ساتہ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکہے ہاتہ مین اسنے ہے گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا نے یراق اوسے جنگ آزما
اوٹہا کر تہمتن ذبس زور سے
وہ جہٹکا وہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کی پہنچی سپاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تہا مین آپ سے
وہ ہی مرد جنگ آور و ہوشیار
نہ ہم پنجہ شیر نر اوسکا ہوا
کہ لیں وہ بر اوسکے مین پشہ ہون
تو مین ہاتہ سے اوسکے چہوٹا وہین
نہون کہنہ جو کیقباد اور سام

مری لین ہی جاؤن پیچ آہنین
نکر قصد جنگ اوس سے بولا یہ زال
تہمتن بولا خطر کچہ نہین
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا زور سرپنجہ دکہلاؤ مین
کہا ترک نے زور سرپنجہ ہے
یہ چاہا کہ لیجاے تہ شاد شاد
لب آب تک مین پہنچی وسکی سوار
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
اودہر آب جیحون سے پور پشنگ
کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف
بہت یون تو ایران مین ہین پہلوان
پل پیلتن رستم اوسکا ہے نام
جدا اکر کے پکیا اوگی زین سے
ہوا سو ہوا بیشتر اسکے پہر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

کرون جو اودہم کو اک آن مین
مقابل ہوا سکے یہ کسکی مجال
اوسی سبب لاؤن پر زرین
مقابل تو سب مجہسے ہو اگر شتاب
یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابہی بانہ کر تجکو لیجاؤ مین
رہا وہ وہین قائم پیل نامور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہوا کشتہ ہاتہون سے رستم کے وان
کیا خستہ خاطر حضور پشنگ
مجہ سے کہے اس بات سے لب معاف
ولی نسل سے سام کے اک جوان
زبون اوس سے ہے اپنا لشکر تمام
پکڑ لیچلا تہا رہ کین سے
ولی اب گذشتہ تو ہے بات بس
تو اک نامہ اوسنے لکہا بدرنگ

نوشتن نامۂ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اوسکا بدلا لیا
نکالی غرض اپنی جبکی ہوس
بہت فوج کی اسنے تباہی ہے
برادر ہین یکجدی ہی تہہ تار
نہ لشکر کشی پہر کرین زینہار

پر ہاکرے سے وا تشاہ [illegible]
ہوا ایرد و سر عازم آذربیجان
ہوا پور طہماسپ کینہ جو
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجئے
موافق فریدون کی تقسیم کے
خوش آب جیحون ہے دریا [illegible]

سو کیقباد شہ خسروان
یہ اوسمین لکہا تہا کہ اے نامور
تحمل کی تہے اوسکو ہر گز نہ تاب
کیا فوج توران کو اوسنے تباہ
نہ لینی کو بس اب مین وہ کچہی
رہین کو جدا اپنی اقلیم کو
ادہر ہم ادہر تم رہو حکمران

نہ ہرگز رہی مجکو تاب جنگ
کہ کیسر ہوی سست بازوی جنگ
قلم نی قضا کی یہ فتح بلند
لکہی تیری نام ای یل ارجمند
ولی دو ہیں رہ راہ سے ہے خطر
کہ وان ہیں جادو ملک ہی بدر
کہا زال نی اوس سے ای پہلوان
کہ ہین تیرے رہبر ہو یزدان
گیا دور کی راہ کاوس تبا
تو اوس راہ سے ای تہمتن جا
بہت راہ مین ہین بلای عظیم
ہر ایک منزل اوسکی ہی پر خوف و بیم
تہمتن بولا خطر کچہ نہین
بتائید حق زیر چرخ برین
کرون قتل و ان شکر دیو کو
چہوڑا لاؤن کاوس و گیو کو
تو ہو کامیاب ای یل نامور
رہی ہمقرین تیرے فتح و ظفر
لگی کہنی در وجد آئی مجہے
سنائی تو کیا فائدہ ہو تجہی
اب اوکی چہوڑ انکو جاتا ہو مین
بفتح و ظفر یان پہ آتا ہو مین
تو ہمت کو اک کام فرما شتاب
سوی شہر مازندران جا شتاب
خوشی سی یہ بولا یل نامجو
کہ یہ جنگ دیوان مری آرزو
کہین بیٹہ سکالان ناپاک خو
سبادا اگر ضایع کرین شاہ کو
دو راہا جو اونکا ہی وہ دو ران
نہین اوسمین ملتا کوئی حیلہ ساز
جو نزدیک کی اوسکی ہی ایک راہ
نہین آدمی کو ولی وان پناہ
گر اوس رہ سے جائے ای پہلوان
تو ہر سات دن مین تو پہونچی وہان
کرین فتح مین ہر بلا کو شتاب
طلسم اور جادوستان کو خراب
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
دعا زال نی دی کہ لیل و نہار
بوقت وداع یل نوجوان
ہوئی خوب و دایہ گریہ کنان
تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا
کہ زندان مین ہین بندگان خدا
غرض ہو کی رخصت سوی ہفتخوان
روانہ ہوا رستم پہلوان
نہ ساتہ اپنی کوئی لیا تہا یار
فقط رخش تہا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پر بلای ہفتخوان برای رہائی کیکاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا کام فرسا بیابان مین
سر شام پہونچا نیستان مین
دیا چہوڑ صحرا مین پہر رخش کو
گیا خواب مین وہ یل نامجو
لگا وہ سو جنگل مایل ہوا
ہزبر دمان کی مقابل ہوا
پہر آخر وہ اشیر جنگلی زبون
روان اوسکی تن سے ہوا بحر خون
کہا رخش سی ہو کی پہر خشمناک
کہ تجکو اگر شیر کرتا ہلاک
اگر پہر کوئی ہو بلا آشکار
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
کیا جیسا یک گور کو وان شتاب
لگا کر دہین اوسنی کہائی کباب
نمایان ہوا ایک شیر ژیان
طرف رخش کی دوڑ مین باد وان
اوٹہا شیر کی سر نیزار دو دست
چبا کر کیا اوسکو اونی شکست
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو حیران نہایت ہوا دیکہ کر
نولی کون جاتا سلاح و سلب
برا ہی کیا تہا یہ تو نی غضب
تو بیدار و ہشیار کرنا مجہی
شتابی خبردار کرنا مجہی

احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالی

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا بیشتہ
خدا سی تہمتن نی کی التجا
کہ مت رکہہ تو بندہ کو تشنہ خدا
پہر آہستہ کرنی لگا وہ خرام
تو سمجہا وہ رستم کہ تشنہ ہی کام
نظر جا وہ چشمہ پہ آیا نہین
ہوا تشنہ پانی نپایا کہین
نمایان ہوا ایک آہو وہان
کہ آیا تہمتن کے آگے دوان
کہ جیسا کہ ہی بخشائش کردگار
پہر دیکہ اوسکی دلکو پہر آیا قرار

یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا
زن ساحرہ ہوں تو اوس نے کہا

قلم تیغ سے کر کے سر اوسکا سار
گیا خواب میں وہ پیل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو دانستی تھا صبحدم رہ نورد
تو پونچا عجب دشت میں مرد گرد

کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر
اندھیرا ہی تھا واں بیشتر

وہ طی کر گیا راہ تاریک کو
سر چشمہ پونچا پیل نامجو

گیا خواب میں وقت شب پہلوان
تب آیا وہاں دشتبان ناگہان

پڑی ایک چوٹ انکے پاؤں پر
ہوا او وہیں بیدار وہ نامور

لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان
کہ اولاد گرد دلاور جوان

یہاں کا ہی حاکم ہر اچھی طرح
کہ جسکے مقابل نہ ہو نرہ شیر

طرف میں ہے جسکے چند فرسخ زمین
پرندونکا بھی یاں گذارا نہیں

تو ہو جان سے سیر آیا مگر
گر زندہ ہو یاں سے اب وے دگر

دگر نہ جو اولاد آجائے گا
تو پھر ہاں سے جانے نہیں پائیگا

مجھی تجھپہ آتا ہی رحم اے جوان
کہ ضائع کہیں مفت ہووے یہ جان

یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگیں
پکڑ کان اوسکے اوکھاڑے وہیں

لیا بچہ جبر آمو نہ یہ پھر اسقدر
کہ بینی و دندان جہر سر بسر

گیا دشتبان پاس اولاد کے
کیا حال سب جا کے واقف اوسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہیں
یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہیں

اوسے دیکھکر رخش پر ہو سوار
مقابل ہوا رستم نامدار

یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
مجھے تک بتا نام ہے تیرا کیا

کہ بی نام مارا انجاوے نوباز
یہ گفتار سنکر یل نوجوان

لگا کہنے یوں نام میرا ہے یہ
قوی زور ہوں مثل پیل دنہر

دلیرونکا زہرہ دہن آب ہو
سنیں گر کہیں وہ مری نام کو

پھر اولاد بولا بتا یہ مجھے
کہ آیا ہے تو کون سی راہ سے

یہ بولا وہیں رستم نامور
رہ ہفتخوان سے میں آیا ادہر

بہ نیروی بازو و فضل خدا
سہ منزل میں کیں فتح ہر مرحلہ

چہارم یہ منزل جو درپیش ہے
تو تو سدرہ ای بلند دش ہے

تری تن سے بھی جب اگر دوان
تہ تیغ یکدست لشکر کرون

سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
تو بس اوڑ گئی ہوش اوسکے تمام

کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
نہ ہرگز ٹہرا آب پہر شیر نر

سوارونکو بولا کہ یکبارگی
کرو حملہ ڈرکی اب بارگی

وہ جنگ آوران کھینچکر تیغ تیز
سوے رستم گرد آئے دوہیز

کوئی پہلوان جتنے سب سے تھا
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا

لگا قتل کرنے جب اوس
نہ آیا کوئی پہلوان پس پہر

سپاہ مخالف گریزان ہوئی
بیاباں میں کمتر ایستان ہوئے

وہ اولاد واں سے فراری ہوا
وہیں دشت پیمای خواری ہوا

گیا پہر نہ آرام رستم نے وان
ہوا اوسکی دنبال وہیں دوان

وہ جاتا تھا گاہے ادہر گاہ اودہر
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر

ہوا اگرچہ عاجز یل نامدار
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار

پہونچ اوسکے نزدیک گردن کمند
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اوسے بند کرکے پہر اشہسوار
پہر اک چشمہ کی پاس آکر اوتار

شجر سے دیا باندھ اولاد کو
ہوا استراحت کنان نامجو

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو بولا یہ اولاد سے نامدار

کہ دیو سفید اور کاوس شاہ
ہوئی تھی جو زور آور کینہ خواہ

وہ احوال کہہ تو مفصل بیان
کہاں دیو ہیں القصہ سب داستان

یہ رستم نے جاہا وہیں بیدریغ
کہ اولاد کو مت کیجے زیر تیغ

بصد عجز اوسنے کیا یوں بیان
کہ مت قتل کر مجکو ای پہلوان

کہا یہ کہ بہتر نہیں کارزار
رہ آشتی کر تو اب اختیار
کلا ہور نے جب کیا یہ بیان
ہوا پر غضب شاہ مازندران

کیا یہ طالب رستم گرد کو
گیا جب حضور اوسکے وہ نامجو
لگا کہنے پہر شاہ مازندران
کہ تو ہے مگر رستم پہلوان

یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ دمین
کہ رستم کا ہون چاکر کمترین
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
وہ پڑ کر ہوا پہر نہایت خفا

تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب
کہا ان تجہی ہے دعوی ہمسری
نہ ہو ہمسے جویای فرمان بر

ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
کہ قائم ہے ملک تاج و سریر
بزرگون نے تیری نجا ہا کہو
کہ تا ہے سے مازندران وین و

تو باہر نہ اندازسے دہر قدم
نہ پہر اپنی جان پر وار کہ ستم
تہمتن نے یون وقت رخصت کہا
کہ کاؤس کے کر اطاعت تمہا

نہ برباد دے اپنا دیہیم و تخت
روانہ ہوا لیکے دشوار و سخت
حضور شہنشاہ کاؤس جب
وہ آیا تو بولا ز روی طرب

کہ کہیں اب آراستہ ساز جنگ
روان ہو چلے شوق سے بدرنگ

جنگ کاؤس شاہ با والی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر یافتن

کہون کیا کہ خدمت سے خوش گیا | شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا | کیا قید پھر شاہ کاوس کو | کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاوس شاہ | تو راہی ہوئے سوئے ایران سپاہ | یہ سنکر سپہدار افراسیاب | سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران مین | کیا ملک تسخیر آکے ان مین | بزرگان ایران نے پھر زینہار | اطاعت نکی ترک کی اختیار
گئی زابلستان مین رستم کے پاس | شکستہ دل و پر غم و خوار سر | کیا جاکے احوال سارا بیان | کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا | تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا | سنا ہوگا احوال مازندران | کہ نیروی بازو سے پیر و جوان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک | لئے پوست سرتن خون و خاک | تمہین ہے یہ لازم کہ کاوس کو | باعزاز و اکرام یان بھیجدو
وگرنہ سواران زابلستان | نچھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاوس شاہ

لکھا اوسنے پاسخ کہ کاوس کے | نہایت ہی دشوار اب مخلصے | اگر تو بھی آویگا میدان مین | تو ہوگا گرفتار اک آن مین
پڑھا جبکہ نامی کا اپنے جواب | تو پھر زابلستان سے چون موج آب | روانہ ہوا سوے ہاماوران | یل پیلتن لیکے فوج گران
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا | شہ مصر و بربر کو یاور کیا | غرض با سپاہ گران پر شتاب | تہمتن سے آکر ہوئی کینہ خواہ
کیا پہلوانے مبارز طلب | کہ جی جان جسکا مقابل ہوا | ہوا اولین ترک کی پیدا خطر | کیا رزم سے اوسکی سب نے حذر
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب | گئے پہلوانان بھی ناچار تب | کیا قصد رستم نے پیکار کا | ولی جبکہ رستم نے حملہ کیا
سراسیمہ وہین گریزان ہوئے | یلان سہ کشور ہراسان ہوئے | پھر آیا نہ میدان مین اک سوار | مقابل نکوئی ہوا زینہار
جو دیکھا کہ بیدل ہے سارا سپاہ | تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ | گئے سامنے پہلوان کے دلیر | مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
سو تارک سر و مصر پر | کیا گرز رستم نے جسدم بلا | بچا کر وہ ضرب اوسکی بہادر | ولی تیغ سے تہا چارہ پہنیز
تہمتن نے پھر اوس پہ ڈالی کمند | ہوا الغرض وہ گرفتار بند | شتابی سے گر زین سے اوسکو جدا | اوسے مردمان کی حوالے کیا
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا | شتابان سو فوج بربر گیا | گریزان سواران بربر ہوئے | نہ یک لحظہ ان رزم آور کی
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا | گرفتار پھر شاہ بربر ہوا | نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر | چہل نامداران ہوئے دستگیر
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران | ہوا آرزومند امن و امان | ہوئی شاہ کاوس کے مخلصے | چھٹے قید سے طوس گودرز بھی
جہاندار کاؤس بالا کروفر | ہوا تخت شاہی پہ جلوہ گر | سپاہ سہ کشور بصد آرزو | ہوئی پھر کتاب شہ نامجو
روان سوے ایران ہوا بادشاہ | | | زیادہ تھی تشویش کہ ...

مراجعت فرمودن کیکاوس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب | سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب | صف جنگ آراستہ دان ہوئے | جہان مین قیامت نمایان ہوئے

سپہدار توران نی پہر یون کہا   گرا ای پہلوانان جنگ آزما
کہ گردن صاحب تاج و افسر ادہے   سوا اوسکی ون ہی بہی در خراد ہے
پہر آیا سوی رستم افراسیاب   ولیکن ہی ہرگز ہوا کامیاب
تو سالار توران پریشان ہوا   بہر اسپروان سی گریزان ہوا
ہوی کشتہ تورانیان تا بہ تک   کہ کشتون کے پشتی ہوی تا فلک
ہوا ملک ایران مین پہر بند و بست   ہوی کشتان جہان خوب بست
مکان ہای نادر بنی ہر فلک   بنای بہت کوہ البرز تک
سوا اسکے سیر جاتی شیشہ کی گر   جہاندار کاوس با حلم سی
ولیکن بہ تنگ آگیے تہے تمام   وہ ناچار اس فکر مین ہی مدام
بہ ابلیس سے سنکی دژخیم دیو   گیا پس ہی پیش کیہان خدیو
وہی حیف تہا ہی یہ کہ از فلک   نہین تجکو معلوم کیا اب تلک
اگر تو ہو عازم سوی آسمان   تو ظاہر ہو یکدست از آسمان
یہ کہنی لگا اوس سے پہر تاجور   کہ تو لیجائے گر مجھے چرخ پر
وہ بولا کہ تدبیر اسکی کرون

بامیر لای ستم کو گر کوسی گرد   ابری قتل ہا آنکہ وقت نبرد
یہ سنکر گیے تہے مرد میدان مین   کئی اور بے ہوش گشتہ اک آن مین
یل پہلتن سے لیے گرز گران   ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان
دلیرون نی پہر کہینچکر تیغ کین   ہزارون کیے قتل ترکان چین
گیا ہو کے توران پہر افراسیاب   ہوا شاہ کا وعظ کی فیضیاب
ہوی شہ کی محکوم دیو و پری   لگی کرنی جو بندگان چاکری
کرون اون مکانون کی تعریف کیا   کہ تہا ہر مکان سعد یاقوت کا
غرض یو فرمایش بادشاہ   سرانجام کرتی تہی شلم و بیگار
کہ شہ کو کسیطرح کیجے ہلاک   جہان مین ہین تا کہ بخوف آپ
کیا عرض ای بادشاہ جہان   تو ہی خسرو خسروان زمان
کو اکب کی گردش کا ہی یہ نہان   نہین بخچہ احوال کچہ آشکار
سنی بات جب یو گراہ کی   تو کم ہو گئی عقل بہ شاہ کی
تو مین تجکو انعام دون بیشمار   زیادہ کرون عزت و افتخار
سر چرخ پر آپکے لے چلون

رفتن کاوس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس دژخیم دیو   کہ گردون پہ کسطرح جایے
وہی اسکی تدبیر فرمایے   عقاب اوسنے منگوای جنگل سی چار
گیا پہر حضور شہ نامدار   رکہی روز پہر اونکو فاقہ دیا
اونہین ساتہ مردم کی خوکر گیا   کہا پہر یہ شاہ کو تخت سی
عقابون کو باندہا سر تخت سی   کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان
لگی قصد یہ تہا سر آسمان   ہوی اوج گیر ابر دی ہوا
جہانتک اونہین ورد پرواز تہا   گزند اوسکو پہنچا نکچہ زنہار
گرا ابشہ چین مین وہ نامدار   پراگندہ و دل شکستہ رہا
چہل روز غمگین و خستہ رہا   کہ کہہ جمع خاطر تو آنا مجو
بشارت ہے تو خوا مین ساتکو

بتادون مین اوسنی تدبیر ایک   کہا یون کہ راضی ہی کیہان خدیو
کہلایا اونہین گوشت شام و سحر   کہ نزدیک ابلیس کے تہی وہ نیک
رکہی ان نیزہ کی اک سیخ پر   تو نی وراونکی ہوی بال و پر
کہ اب بیٹہی آپ اس تخت پر   گیا ایک طیار پہر تخت زر
اوڑی تخت کو لیکی چارون عقاب   ہوا جلوہ گر خسرو نامور
نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب   سو گوشت پرواز کی تہی شتاب
کہ بگڑی ہوی تہا توی تخت کو   سر خاک پر گر پڑا تخت شب
شب و روز روتا تہا وہ زار زار   غرض دشت مین خسرو نامجو
وزیرون نے القصہ کی جستجو   خدا ای کیا ستم انجام کار
روانہ کیے دیو ہر چار سو

کہی کی دیووں نے پہر یہ خبر
ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
ستم ہے کہ ہر بار ای بادشاہ
بنا خوب کیا تجہسے کار زار ہنر
لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
سرِ تاجداران تہا کیہان خدیو
ولی دہر مین سب جو ہوتا اگر
الٰہی یہ شاہ خلایق پناہ

کہ ہی ہشیتہ جبین مین تاجور
تو گودرز و رستم نے وان آنکر
تو دیتا ہے بدخواہ کو تختگاہ
کیا پہر جو قصد سپہر برین
کیا شغل دو اژدہ دس بعد ازان
پرستار تہے اوسکے انسان و دیو
تو پہر پیش اک برشتہ ناسور
رہے اس جہان مین تیغ و کلاہ

روانہ ہوی تب ان سے شتاب
ملامت بہت کے کہ افسوس ہے
ہوا تو گرفتار خواری سہ بار
یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام
جہانمین گوئی شاہ گیتی پناہ
کمر باندہتا جاودان بندہ وار
سمند قلم کی مین پہیرون عنان

شہنشہ کو لای سوی تختگاہ
ہوئی یکقلم کم تری عقل و رای
ولیکن نہ سمجہا ذرا از نہار
خجالت سے سر در گریبان ہوا
شہنشہ سے راضی ہوے خاص و عام
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ
شب و روز ہوتا وہ خدمتگزار
لکہون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایکدن رستم نامدار
کسی سمت سے آگئی ناگہان
گئی جبکہ نزدیک اوس رخش کے
پکڑ لیگئے ترک اونسے اوسے
وہ لیتا ہوا سیر اپنے شکار
تو وہ بہی پیادہ گیا پیشوا
ادہر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
جہان جو سوار آئے تو لا رخش کو
کرم کیجیے میرے ایوان پہ اب
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
پس پردہ وان بات کو نگہبان
جو دیکہی وہ دلدار آئینہ رو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
ولی تیری مدت سے دیوانہ ہون
کسیکے نہ ہون جفت تیرے سوا
بجا لائی مین شکر الطاف رب

گیا دشت مین جو برای شکار
سواران ترکان عیار وان
تو اونسے لکد اور دندان سے
کیا جفت اک مادیان اوسے
پیادہ کسو سمنگان گیا
تہمتن سے جاکر یہ اونسے کہا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو
بسر کیجیے شب بعیش و طرب
سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
نمایان ہوئی اک بت دلستان
تو حیران رہا رستم نامجو
پری چہرہ و ماہ پیکر ہون مین
قرار دل سے بیگانہ ہون
تمنائے دل تہی یہ صبح و مسا
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو اب

ہوا سیر اک گور کی کہا کباب
تو اترسو رخش ڈالی کمند
یہی چند کس کشتہ اک ان مین ز
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
جو شاہ سمنگان کو پہنچی خبر
تری ہم ہین فرمانبر و نیکخواہ
مرا رخش لائے ترے گر وہان
وہ بولا کہ اتنا نہ گہبرائیے
رکہو جمع خاطر کہ رخش آیگا
مہیا کیا شہ نے جنگ و رباب
سمن بر گل اندام و شمشاد قد
یہ پوچہا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
مرا نام تہمینہ ہے ای جوان
ہوئی والہ سنکر تری خوبیان
کبہی تہی تمنا سے پیدا و نہان
یہ سنکر تری پاس آئی دوان

کیا پہر بہان و سے آرام خواب
کیا گردن رخش کو زیر بند
رہائی ہوئی پر نہ میدان مین
نہ دیکہا کہین دشت مین رخش کو
کہ آیا یہان رستم نامور
خدا ہے ہماری سخن کا گواہ
سراغ اسپ کا مجکو بتلا یہان
نہ تندی کو اب کام فرمائیے
سحر آپکے پاس آجائیگا
شراب مصفا و نقل و کباب
پری چہرہ مہرو و خورشید خد
لگی کہنے تب لب لالہ فام
رہون جس جگہ بزم دشمن سے نہان
خدا سے کیا عہد مینے کہ ہان
کہ لاؤنگی تیرے رخش کو اب یہان
کرون تا حقیقت مفصل بیان

غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی دلستان
تو لا کر بجا شرط آئین و دین
کوئی مہرہ سام نریمان کا تھا
تو یہ مہرہ تو اوسکی بازو سے باندھ
تو اوسکی مقابل نہو پیل و شیر
جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
جسیم و قوی بچہ مانند سام
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
و لیکن بہت دلستان نے وہان
یہ ہر کوئی پوچھی ہے یاں صبح و شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
ہوئی بعد ازان وہ بت تند حال
کہ بھیجون کسیکو حضور پدر
ترا نام سنکر جو رستم نے تجھے
رکھے ہے ترا باپ بغض و کین
ہوا تند وہ کودک ارجمند
سواران ترکان و مردان کار
بٹھاؤن تہمتن کو میں تخت پر
جو رستم پدر ہے دلاور میں پسر
ہوا گرم سہراب پھر برق سان
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
ہوا بچہ خوش جب ہے برو
سوار اوسپہ ہوکر یل سر فراز

مری باپ ہے میری نخوت کا
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
تہمتن کو دی شہ نے دختر بہن
سو رستم نے اوسکو حوالے کیا
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
وہ مثل سام و نریمان دلیر
بہت اوسکی خاطر پریشان ہوئے
رکھا شاہ نے اوسکا سہراب نام
لگا پھرنے میدان میں پیل و نہنگ
سہ یاقوت بھیجے تھے اور بدرہ زر
لکھا تھا کہ پیدا ہوئے دخت بہان
کہ تیری پدر کا بھلا کیا ہے نام
یل پیلتن گرد کشور ستان
ثنا گوی سام و نریمان زال
کہ بھیجا دی دو نو طرف کی خبر
بولا دی تو پھر رنج و غم ہے
یقین ہے کہ تجھکو وہ بھیجے نہیں
یہ بولا نہیں بات یہ دلپسند
فراہم کرون لشکر بیشمار
کرون اوسکو ایران کا تاجور
نہ دنیا میں کوئی رہی تاجور
کیا اسپ اونے طلب بعد ازان
سواری کی لائق بنایا کوئی
تو شادان ہوا وہ یل نامجو

وہ چاہے ہی مجھسے زیادہ تجھے
سحر سو بدشاہ کو کر طلب
ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جو تن
کہا ماں کے ای دلبر سیمبر
بیان کیجیے کیا اثر مہر کا
طلب جشن برپا کیا بعد ازان
غرض نو مہینے گئے جب گذر
وہ یکماہہ نظرو نمین یکسالہ تھا
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
طلب کیے تھی یہ نازنین سی خبر
غرض کی تہمینہ سے اک روز
کہون کیا میں اونکو بتاؤ ہمین کیا
دلیران و گردان روی زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولی کہ ای پور فرخندہ فال
سوا اوسکو وہ شاہ افراسیاب
غرض ہے یہ بہتر کہ تو زینہار
رکھون میں تو پوشیدہ نام پدر
پھر اک دم میں چھین تخت کاؤس کا
کرون قصد پھر سوی افراسیاب
پر یکچہرہ مانند ابر بہار
دکھائی اوسے گلے شستہ تمام
پر پشت ہاتھ اوسنے جسکے رکھا
کہ وہ بادپا جسمتا یہ تھا

گر یگانہ انکار اس بات سے
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
اگر بچہ ہووے تولد پسر
کہ ہو پاس جسکی بفضل خدا
سوار اوسپہ ہوکر ہوا پہلوان
تو پیدا ہوا نازنین سی پسر
رخ خوب رنگ گل لالہ تھا
لگی ڈرنی مردان شمشیر زن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک نامور
یہ سنکر بر بچہ نے یوں کہا
کوئی زینہار اوسکی ہمسر نہیں
تو پھر یوں لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لانا یہ زینہار دل میں خیال
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
مگر باپ کی نام کو آشکار
نہیں مجکو ہرگز کسیکا خطر
مٹاؤن میں نام و نشان طوس کا
سر تخت لون اوسکا جا کر شتاب
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
کہ بھیجیں اک اسپ تیار تیز گام
شکم اوسکا ہے چھوئے کا زمین سے لگا
قوی زور رو چالاک بالیستہ تھا
نہایت ہوا دلمیں مسرور و شاد

روانہ شدن سہراب از توران

درخشان ہوا جب رخ مہر منیر
تو تین دن تجہو گنج زر بیشمار
گئے قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اُس رہین ہنا نہین خواب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاؤس گردون وقار
تماشا یہ ہی عمر مین خرد ہے
مقابل ہوا جبکہ اوسکی ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ ای شہریار
کہ ای پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز تیری ہی تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیری ای پہلوان جہان
ہوا گیو نامی کو لیکر روان
یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کیا بیان
یہ دیکھین لگا کہنے وہ پیلتن
وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
دروغ اوسکی بان کیونکر لکھی بیان
کہ تو پہنچوان اُن کے ہو یہ انس شان
یہ کہکر کیا جشن ترتیب ان
نہین اب ہی لازم توقف یہان
نہین کوئی پہونچے مری زور کو
غنیمت ہی یہ صحبت ہمدگر
ہوا جبکہ روز دوم جلوہ گر

تو سہراب عاشق ہوا بیش تیز
کہ اس قلعہ مین ہے مرا اختیار
پدر اور برادر ہی اوسکی عزیز
گریزان ہوئے الغرض وقت شب
گیا قلعہ مین پہر یل نامجو
ہوئی خاطر آشفتہ پہر زلف دار
کہا یون کہ ای خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہی
تو وہ لیگیا کرکی وہین اسیر
تو غافل نہو جلد کر فکر کا
یل نامور گرد کشور ستان
جہان گیر ہی تیرا گرز گران
زبون اوس سے ہین پہلوان تمام
نہین کوئی اوسکی مقابل یہان
بفرمان شہ سوئے زابلستان
کہ کس شکل و صورت کا ہی وہ جوان
کہ جا ہی تہمتن سے سمنگان زمین
جسے سام سا کہتی ہی جہان
بہلا کس لیے مجہسے رکہے نہان
حضور شہنشاہ عالی جناب
رہی سات دن تک وہ شادی کنان
بجالاتے حکم شاہ جہان
یہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہی آخر کار چلنا ادہر
تو پہر زابلستان سے باکر و فر

کہا داستان یہ سہراب نے
رہا اوسکو سہراب نے پہر کیا
جو کچھ ماجرا تہا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
بنایا کمین مردان کا نشان
ادہر تہا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہی توران سے
ولی پیلتن ہی جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیون کا ہی پشت پناہ
تو جلدی پہونچ زابلستان سے
سوار توانا و پرزور ہے
ہوا نامہ طیار جب سربسر
وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہین یون خاص و عام
تولد ہوا ہو وہ اوس سی پسر
یہ پہر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پہر گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
یہ پہر گیو نے رو بہ رستم کہا
یہ بولا وہین رستم نامدار
کہ آونگا جب آپ جاوگے وہان
رہی اور دو روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلوان

کہ ہو بند سے گر رہائی مجہے
ولی عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکہی وہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکہی جو وہ دختر دلستان
اودہر گژدہم قلعہ سے بہاگ کر
مشابہ ہی سام و نریمان سے
قوی بازو و چست مانند شیر
تو یہ بہی ہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکہا پہر وہین
تو ہی سرگروہ سران سپاہ
کہ آیا ہی اک گرد توران سے
یہان تک دیکہا اوسکی اک شور سے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑہا
کہ ترکیب و شکل اوسکی ہی مثل سام
کہ تہی حاملہ مجہسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وہان سے یہ خبر
کہ ہی اصلاح حکم کیہان خدیو
ذرا بادۂ لعل گون نوش کر
کہ ای پہلوان نبرد آزما
نہ کر خوف و اندیشہ کچھ زینہار
رہیگا نہ سہراب کا پہر نشان
خوشی سے رہی بادہ کش روز و شب
گئی ساتہ اوسکی سپاہ گران

زوارہ جو اوسکا برادر تھا خرد / اوسی لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
غرض ہوگئی منزل بمنزل روان / گیا پیش کاؤس جب پہلوان
تو وہین وہ شاہنشہ نامور / ہوا خشمگین رستم و گیو پر
کہا طوس سے یون ز روی غضب / کہ دونون کو تو دار پر کھینچ اب
کہ اتنا توقف وہان کیون کیا / مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
زبردست تھا طوس پھر چند پر / کیا رستم نامور سے حذر
ہوا پر غضب طوس پر شہریار / کہا جلد لیجا انہین سوے دار
پھر اوسنے سو رستم سرفراز / کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
تہمتن نے جھٹکا وہین اوسکا دست / خیرہ شندہ پھر کے مجھکو جون تیر
یہ بولا کہ ہے کونسا نامور / جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
سمجھتا نہین کون کاؤس ہے / مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
مجھے جز خداوند یزدان پاک / نہین ہے کسیکا ذرا خوف و باک
مخاطب ہوا پھر سو شہریار / یہ کہتے ہی بولا یل نامدار
نہو گرم مانند شعلہ تو اب / کبھی فائدہ ہے تمہارا یہ غضب
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر / بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تبہ کاری کی تونے اب اختیار / تو شاہی کے لائق نہین زینہار
کرون آتش خشم کو تیز گر / تو خس سے بھی کمتر ہے پھر تاجور
دلیران گردن کش نامجو / یہ کہتی تھی مجھسے بصد آرزو
کہ سر پر رکھو اپنی تاج شہی / کرو ملک ایران مین فرماندہی
ولیکن ترے اقبال سے بچ گیا / کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا
تدبر جو کرتا مین تاج شہی / پہونچتی نہ تجھہ تک کلاہ شہی
یہی ہے سزا تونے جو کچھ کیا / بجا ہی روا تونے جو کچھ کہا
یہ کہکر وہین رخش پر وہ سوار / روان سوے زابل ہوا نامدار
جو آزردہ ہوکر گیا پہلوان / تو بیدل ہوئے وہین سب سرفراز
یہ احوال گودرز سے پھر کہا / وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
کہا اوسنے یون شاہ کاؤس کو / کہ یہ کیا کیا ای شہ نامجو
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا / یہ زنہار تجکو مناسب نہ تھا
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان / لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
توقف نکر اب شتابی سے جا / دلاسا تو کر کے تہمتن کو لا
ہوا وہان سے گودرز وہین روان / تہمتن سے جاکر کیا یہ بیان
یہ ظاہر ہے اور تجکو معلوم ہے / کہ عاری ہے دانش سے کاؤس جی
خبر اوسکو ای پہلوان کچھ نہین / جو آوے زبان پر کہے بس وہین
پشیمان ہے اب خود بخود بادشاہ / سر نو کیے عہد ہو عذر خواہ
تو ہووے گا آزردہ شہ سے اگر / تبہ ہونگے ایرانیان سر بسر
[illegible] ہے یہی لڑ پھر اک یہان / کہ سہراب ہے وہ دلاور جوان
کوئی پہلوان جسکی ہمسر نہین / کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
خدا کے لیے ای یل نامور / تو ایرانیان پر ذرا رحم کر
کہ پشت و پناہ دلیران ہے تو / نگہدار اقلیم ایران ہے تو
سمند غضب کے پھیر اب عنان / تو ہرگز نجا سوی زابلستان
وگرنہ ہون گردان توران دلیر / دلیری کرین آکی مانند شیر
زبان پر جو ہو گو کی پھر یہ سخن / کہ اک طفل سے رستم پیلتن
یہان تک ہراسان تو ہر بار ہوا / کبھی جنگ سے تھا نہ گریزان ہوا
یہ سنکر وہین رستم پہلوان / پھر آیا حضور شہ خسروان
اوٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو / کہا پھر کہ ای رستم نامجو
یہ تندی گری ہے کہ سر پر ہے گشت / نہین ٹھیک مجھکو یہ خوی زشت
بلایا تجھے اسلیے مین نے یہان / کہ ہون چارہ جو تجھسے ای پہلوان
ترا دیر آنا ہوا ناگوار / ہوا تند پھر تجھہ پہ بے اختیار
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل / تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ / کہ بندہ ہون تیرا مین اے بادشاہ
شہنشہ کا ارشاد تب یون کیا / جو کچھ حکم ہو دے سو لاؤن بجا

وہ بولا کہ اے رزم جنگ آزما کھڑا ہے جہاں گاو پائی درفش	خداوند ہی خیمہ سرخ کا کہ ہے یکقلم سرخ و زرد و بنفش	کہا ہے یہ سہراب نے بعد ازان سوا اُسکی چوبین تخت کا وہ	سراپردہ سبز کسکا ہے وان کہا اک سراپردہ مین تخت ہے

اگرچہ تہا واقف دلاور بہم
سنی نام رستم کا اور ناگہان
یہی مصلحت ہی کہ اب تنہا
کہ ہو یاور شاہ کاوس کی
کہا دل مین اوسنی کہ بانی و بان
کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ
کہا پھر یہ سہراب نی ہی کہان
کہا پھر یہ اوسنی رہ لطف سی
جواب اوسکو اوسنی دیا پھر وہی
اگر جانکی خیر چاہتے ہی تو
اڑون ورنہ تن سی ترا سر جدا
کہ کیا ہی یہ تندی و قہر و غضب
یہی جھین ہی تو بہانہ ہی کیا
تن اوسکا ہی مثل تناور درخت
کہا سنکے سہراب نی ای جوان
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان
لیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
عوض نیزہ کی رات کہائی قسم
اگر باپ نام اور عزت بھی ہے
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کوئی جب اوسکا ہوا ہم نبرد
چڑہ آتا ہی دل رزم سی جوش کہا
کوئی آتی جلد رستم سے جا کہو
دوان ہو کے بیس تہمتن گیا
کوئی اور جا کر سو رزمگاہ

کہی خیمہ رستم سبز رنگ
کری جنگ و پرخاش جا کر و تن
نہ بتلاؤن نام یل نامدار
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہے
بتایا تہا رستم کا جو کچہ نشان
کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ
سراپردہ رستم پہلوان
کہ بتلا نشان تہمتن سب مجہے
جو پہلے کہا تہا کہا پھر وہی
تو کہ راستی اب مری روبرو
کرون قید ہستی سی تجکو رہا
عبث ہے مری ساتہ یہ کینہ اب
مری تن سی ہے کر شوق سی سر جدا
زبردست و چست و توانا و سخت
کہان تو نے دیکہی ہین جنگ آوران
کہ رستم کا ہرگز بتایا نشان
شتابان ہوا سوی میدان جنگ
کرون کشتہ کاوس کو صبحدم
تو اگر مقابل ہو کاوس کے
کہ آتا ہے اب کونسا نامدار
ہوا تب خروشندہ و شیر مرد
تو کیون نام کاوس اپنا کہا
کہ یارا نہین ہے کسی گرد کو
تہمتن سی یہ ماجرا سب کہا
بد اندیش سی آج ہو کینہ خواہ

ولی دل مین اندیشہ اوسنے کیا
وہ غافل ہوا اور گشتہ ہو وہ کہیں
کہا یونکہ خاقان چین نے یہان
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
وہ سب یکتا ہوئی ہین عجب
یہی اوسنی سہراب سی پھر کہا
یہ سنکر دیا پاسخ اوسنی وہین
تو ہو قید سی تا کہ جلدی رہا
ہوا پھر وہ تند اور کہا ای عجب
تہمتن کا خیمہ سبز ہوگا مگر
کیا آج پھر اوس نے انکار صاف
تہمتن کی مجکو خبر کچہ نہین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یون ہجیر
ہزبران و دیوان و پیل و پلنگ
جہانمین ہین جسنے خداوند زور
بلندی سی اوسنے فرود آنکر
جدہر قلب مین شاہ کاوس تہا
سواران ایران کو میدان نبرد
سوا اسکی ہو وے جسے عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ شاہونکو غیرت ذرا چاہیے
یہ آواز کاوس نی دی ہی تب
جواہر گزند ہم جا کی ہو کینہ خواہ
کیا تہا یہ رستم نی اوس دن قرار
مبادا جو سب پہلوان ہون زبون

مبادا کمین کی جنگ آزما
قیامت ہو برپا بروی ستیز
سپہ دیکے بہیجا ہی اک پہلوان
کہا نام اوسکا نہین جانتا
کہ ظاہر کیا اسنی کچہ اور آب
کہ خیمہ ہی یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سی آیا نہین
کرون تجہہ مصروف لطف و عطا
نہین ہی یہ تیری بات کچہ دلپذیر
تو زنہار اب مجہہ سی پنہان نکر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کھینچی ہے کسواسطی تیغ کین
کہ رستم ہی مرد شجاع و دلیر
مقابل نہین اوسکی ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجہی ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب تن
اودہر جا کی سہراب نی یہ کہا
سر تیغ کینہ ون مین اک آہنین
نبرد آزما مجہے ہو بیدرنگ
کہ تہا دلمین ہر اک کی خوف و خطر
نہ جنگ آوران سی ذرا جا ہے
کہ ای نامداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہی یکسر سپاہ
اکیلی اونکا نہین کارزار
تو پھر مین نبرد آزما اوس سی ہون

نشانی تو دیکھا اب رو کر کہا
وہ مہرہ جو دیکھا زرد کر کہا
پسر کو کسی نے بہی مارا نہیں
بہی اب یہی بہتر کہ ہو نہیں بلا
لٹ گیا تہا سہراب بسمل اوپر
تو سمجہی یہی دل میں پیر جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان

کہ مہرہ یہی بازو پہ میری بندہا
تو رستم نے پہر شور و نالہ کیا
نہیں یہ ہوا جو ہر گز کہیں
کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک
ادہر رستم گرد تہا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان

نہیں زخم سے اب طاقت مجہے
یہ بولا کہ ای جان من بی گناہ
مجہو ریگا زنہار مجکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدہ +
جو دیکھا کہ رخش یل ادہر
نہیں اور نہ تہی تکلم سبکی ہوش
کیا حکم شہ نے کہ یکبار گے

جو کہولون زرہ اور دکہاؤن تجہے
تو کشتہ ہوا ہاتہ سے میری آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا
کہڑا ہی بہت دیر سے بی سوار
دو تہا ایک لشکر میں شور و خروش
ادہر جا تو دوڑا کی اب بار گے

کہ سہراب کا کام آخر ہوا نشان مٹ گیا نام آخر ہوا
ہوا اسکی رستم پیادہ دوان گیا نعش پر اوسکی زاری کنان
فغان کر کی کہتا تھا یہ دمبدم مری ہاتہ سے جب ہین کی ظلم
جگر گوشہ کو اپنی میری ہوا جہانمین بہلا قتل کسنے کیا
سنی جبکہ یان اوسکی تب کیا کچہ جو کچہ وہ کہی سو نہ بہایا کچہی
غرض رکہکی تابوت مین نعش کو گیا سوی خیمہ پل نام جو
وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر جلا کر کیا خاک پہر سر بسر
ہوی اوسکی ماتم مین پیر و جوان خروشان و گریان و نالہ کنان
گیا شاہ کاؤس رستم کی پاس جو دیکہا تو وہ ہی بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر و درد ولی کچہ نہین چارہ اسکی مگر د
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر کوئی دیر جاوی کوئی زود تر
سہراب تو دانا و ہشیار ہی شکیبائی و صبر درکار ہے
کیا عرض رستم نی ای تاجدار ہوا سو ہوا اب نہین اختیار
ولی یہ وصیت ہے سہراب کی کہ ترکون پہ کیجو نہ لشکر کشی
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار یہ لطف و کرم کا ہمون امیدوار
کہ ہومان کی حرمت رکہو تم نگاہ نہو دی پراگندہ اوسکی سپاہ
کرو رخصت اوسکو بعز و وقار یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
ہوا اب جو تجکو یہ رنج و الم تو میری بہی لگا ہوا درد و غم
پذیرا کیا مین نے تیرا سخن مجہی بہی خاطر ہی ای پیلتن
کرین مجہسی گو ترک اب سرکشی کرون مین نہ زنہار لشکر کشی
زوارہ سی رستم نی پہر یون کیا کہ جیحون تلک ساتہ ہو تو کی جا
زوارہ گیا ساتہ جب بیخطر گیا آپ جیحون سے ہو یان گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوی تختگاہ روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
پل پاسور رستم پہلوان گیا ہو کی رخصت سوی سیستان
غرض سے لیکے تابوت سہراب کا پراگندہ دل شہر مین جب گیا
سیہ پوش ہو زال پہونچا وہان ہوا ساتہ تابوت کے وہ روان
خروشان و گریان گئی کہ تلک قیامت نے برپا کیا تا فلک
وہ رودابہ رستم کی مان اسقدر ہوئی دیکہہ تابوت کو نوحہ گر
کہ برپا وہان شور محشر ہوا غضب ایک دی زمین پر ہوا
کیا دفن پہر لاش کو زیر خاک دل پیر و برنا ہوا دردناک
گئی جب سوی سمنگان خبر تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کہ آتش وہین کرکے افروختہ لگی آگ مین بادل سوختہ
لیا کہینچ مردم نے پیرو کمر ولیکن جلی سر بسر جو سمر
تن نازنین بہی ہوا داغ داغ جہان اوسکو نظرون مین تہا بیچراغ
لگی باپ سے کہنے ای نامجو کیا قتل رستم نی سہراب کو
سو سیستان کہینچ جلدی سپاہ تہمتن سی چلکر تو ہو کینہ خواہ
کہا اوسنے ای دختر نازنین سپاہ اپنی رستم کی ہمسر نہین
دیا شاہ نے جب اوسی یہ جواب تو پہر دلمین کہا کہ بہت پیچ و تاب
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ سو سیستان با دل کینہ خواہ
قریب آ نکر اوسنے اک پہلوان روانہ کیا اور کہا یون بیان
تہمتن سی جاکر تو کہہ یہ سخن کہ تہمینہ آپہونچی ای پیلتن
وہ لاتی ہی ساتہہ اپنی فوج گران دلیران و گردان جنگ آوران
رکہی ہی یہی دلمین اب عزم جزم کری سر کو تیری قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا سنا تہا جو اوسنے وہ تکبیر کیا
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا پشیمان بہت دلمین وہ سدم ہوا
وہین ساتہ لی زال و رودابہ کو گیا سوی تہمینہ وہ نامجو
مراد دیدن اوسکی ہونچی جب نکل آئی تہمینہ پردی سی تب
بغلگیر وہین ہوی ہمدگر کیا نوحہ سہراب کو یاد کر

خفا ہو گئی تب تو پی مارا مجھے
گذر آب جیحون سے ای ادہر
پیادہ ہوئے چند فرسنگ روان
ہوئی خواستگاری سے سیمبر
جسے حکم دی خسرو نامجو
کسی یکو نہ زنہار سونپنی دیا
گئی نو مہینے جب اوسپر گذر
کراتی لہ اسکی شبان میں بخت
ولیکن دل شاہ تہا پر ملال
اسی ابلستان میں لیجاؤ میں
ہنر پرور انکی حوالے کیا
سیاوش جہا نہیں ہوئی منتظر
مجھے یہ تمنا ہی شام و سحر
کیا عرض شہزادے یوں آ کے تب

نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
کیا اسپ ہے ماندگی نے اثر
ہوتی آگی اس دشت میں اب نہار
لگی کرنی پرخاش باہم دگر
وہ لی شوق سے اس پریچہرہ کو
پریچہرہ کو پاس اپنی رکھا
تو پیدا ہوا اور رشک قمر
ہوا اسکی غمگین خداوند تخت
نہ تہا تربیت کا کچہ اوسکی خیال
ہنرہای شاہانہ سکہلاو تم
ہوی پہر وہ مصروف صبح و مسا
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
کہ حاصل کروں پابوس پدر
رواں ہو چلے بالنشاط و طرب

نکل گہر سے اور آپ پیدل چلے
غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا
وہ دونوں جوان اوس پہ مائل ہوئے
بہم بعد پرخاش با اتفاق
گئی لیکے جب پیش کاؤس شاہ
بندہا عقد باہم بآئین بن
نظر کی طالع میں شہزادے کے
سیاوش کیا نام شہزادے کا
کمین و مذنون رستم آیا وہان
کیا شاہ نے وہیں اوسکو سپرد
طریق نبرد و شکار و ادب
سیاوش نے رستم کو پہر ایک روز
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
وہ بولا کہ تجہہ بن نہ جاؤنگا

شتابی ہوئی بیچ راہ فرار
تو پہر راہ میں چہوڑا اوسکو دیا
خدنگ نگہ کی وہ گہائل ہوئے
کہ تب لیچلے پیش شہ نامدار
ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ
ہوئی حاملہ پہر وہ زہرہ جبیں
منجم شہنشہ سے کہنے لگے
لگا یہ پرورش پانی وہ مہ لقا
لگا کہنے ای خسرو خسروان
غرض لیگیا زابلستان میں
ہنرہای شاہانہ سکہلای سب
کہا یوں کہ ای رستم نیک روز
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ
تہمتن نے پہر پابوس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاه

گیا ساتہ شہزادے کے آپ بہی
بہت لطف مصروف اوسپر کیا
حضور نے اپنے پسر شہ نے تا ہفت سال
بجاہ و حشم ہوگئی یہانسے روان
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے
جہاندار بولا کہ بہتر ہے یہ
سیاوش پہ عاشق تہی مہ جبیں
ہوئی گرم مہر و محبت سی
اونہیں وہ ان طلب کر بصد خوشی

حضور شہنشاہ باصد خوشی
سیاوش کے خاطر کو خوشتر کیا
لیا اوسکو مشغول کسب کمال
سیاوش کری حکمرانی وہان
کہا ای شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو راضی کرا ای سیمبر
سیاوش گیا جب تو اوسنی وہیں
وہ سمجہا کہ ہے الفت مادری
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی

اوسی لیگئی پیشوا ای سب
ہنر جب اوسکی ہوئے آگہی
یہ دل چاہتا تہا پر شہ دہر کا
کہ اسمیں سودابہ مہ جبیں
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
طلب اوسنی شہزادے کو جب کیا
لپٹ تنگ آغوش میں شوق سے
کہی دختر خواندہ زہرہ جبیں
ہوا موبدانہ یہ بچاو عیان

ہوا دیکہکر شہ فرحناک طرب
تو رستم کو بہی آفرین خوب کی
کہ ملک اوسکو دی ماوراء النہر کا
جہاندار کے زوجہ اولین
اوسی کتخدا ساتہ اوسکی کرون
تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
لیے اوسکی بوسہ کہی دیکہتی
کہ سب نسل ہے بادشاہو نکی خیر
تری تخم سے اک پسر ہو جوان

کہ شاہا سیاوش نے پان آنکے
بدشواری اوس سے ہوتی مین لاکے
کہا یون کہ اب از کر آشکار
یہ بولی وہ سودابہ حیلہ گر
معطر ہی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تہا کہینچ تیغ
مبادا کہ برپا کری کچہ فساد
شبستان مین سے کوئی نازنین
یہ سودابہ سی شاہ نی پہر کہا
نہ سمجہی لی دل مین وہ حیلہ ساز
ولی بات اوسکی شہ نامدار
ہوتی ناگہان حاملہ ایک زن
حضور اپنے کرکے طلب زود تر
شہنشاہ کاوس یکسان ہوے جب
کنیزان یکایک خوش و شادمان ہو تب
کنیزون نی کاوس سے یون کہا
وہ رکہ طشت مین لیگئین پیش شاہ
یہ بچی سیاوش کے ہین تخم سی
ولی فعل دیکہا سیاوش کا آب
وہین دہوکی فی الفور باہر کیا
یہ ظاہر کرو کسکی ہین تخم سے
کہا بعد یک ہفتہ اسی پہر بار
جو اختر شناسون نی ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ نہار
رہا سنکے خاموش کاوس شاہ

بچہا ابہی زور سر پنجہ سے
مرا پاک عصیان سے دامن ہا
نہ کہنا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سربسر
سیاوش کا جامہ تہا بو سے تہی
کری سر کو اوسکی جدا بیدریغ
خلل ملک مین لاوے وہ بدنہاد
نہ تہی شکل سودابہ مہ جبین
سیاوش کو دیکہا تو ہے بیخطا
نہ آئی تو زا بیحیائی سے باز
پذیرا نکریا تہا کچہ زینہار
ہوتی خوش وہ سنکے یہ ظالم سخن
کیا شاد دیکی اوسی سیم و زر
سیاوش کا تو لیجیو نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہو تب
فلانی حرم ہے جو تیری شہا
گیا شاہ حیرت مین کرکے نگاہ
کہ ہمخواب وسنے کیا تہا مجہی
کہ کیا کام اوسنے کیا ہے غضب
طلب اہل تنجیم کو وان کیا
خبر راز پنہان سے اب دو مجہے
یہ تخم کیان سی نہین ہے نہان
وہ سودابہ سے جاکی شہ نے کہا
نہین سنکے کچہ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تہا بیگناہ

کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
سنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب
کیا اوسنی احوال سارا بیان
لگا سونگہنی اوسکی پہر رخت کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
سوا اوسکی تہا مبتلا اوسکا شاہ
بہت خرد تہی اوسکی فرزند سے
تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تہی صبح و مسا
اسی فکر مین تہے وہ بیترس و باک
لگی کہنے پہر اوس سے وہ کینہ جو
کنیز انکو میری ہوا دسدم خبر
بہم خفتہ تہی ایکدن رات کو
ہوا سنکے بیدار فرمانروا
ہوتی اوس سے پیدا دو مردہ پسر
جب اوس زن سے پوچہا حقیقت نہ کہا
یہ سودابہ نی سنکی شہ سی کہا
شہنشاہ خاموش و حیران ہوا
دکہائی اونہین شہ نے دو مردہ پسر
وہین طالع وقت کو دیکہکر
کیا راز پنہان ناپاک زن
وہ بولی کہ ای شاہ جو شہ شناس
سیاوش کرینگی می اب ...
بداندیش از بسکہ سودابہ تہی

کری پیر دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پہر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اوس حیلہ گر کو وہین
کہ برزور ہی باپ سودابہ کا
کہ تہی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلیے در گذر اوس سے کی
نہ ہو خوار عالم مین کرکے فغان
سیاوش کو سمجہا عقوبت شہا
کسی حیلہ سے کہیے اوسکو بلا
کہ اس حمل کو کر دی اسقاط تم
کرین تا کہ غوغا وہ سب سربسر
وہ سودابہ اور خسرو نامجو
یہ پوچہا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نی لاؤ اونہین دو تر
یہ کم بخت نی تب گزارش کیا
مری بات کا تجہکو باور نہ تہا
بہت اپنی دلمین پشیمان ہوا
کہا انکی طالع مین کرکی نظر
لگی غور کرنے وہ شام و سحر
عیان ہے پسر ہیں شاہ زن
تہمتن ہی دو نی ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اب جہلا
شہ نامور ... کہنے لگی

سوداوہ

کیکاؤس

سیاوش

حمایت تو کرتا ہی بیٹی کی اب | ستم ہی ستم ہی غضب ہی غضب
کہا یونکہ مرتی ہون میں کیا کرے | جو انسان ناچار تب شاہ و مرد
اگر بیگنہ ہی نکل جائیگا | وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا
خدا آگہ ہی ای شاہ فرخندہ سال | نہیں راستی کو ہی ہرگز زوال
خداوند غفار کو یاد کر | سیاوش گیا آگ میں بی خطر

کیا اور کرتا ہی مجکو خراب | یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار | پڑی آگ کو درمیان یکبار
ہوئی آتش افروختہ جب بلند | لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
خدا ہی نگہبان مرا ہر زمان | اگر ہی تف آشکار و نہان
نہ پہونچا اسی کچھ ضرر زینہار | سلامت وہ نکلا بہ انجام کار

گذر جاوین جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار تورانی ہون رزم جو
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادہر
تو ہرگز ادہر کا ارادہ نکر
لکہا شاہ کاوس نے یہ جواب
کہ ہی سخت پیکار افراسیاب
سیاوش بفرمان شاہ جہان
ہوا بلخ مین پہر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایہ نزد سیاوش بدرخواست آشتی و آزردگی کاوس و طلب سیاوش

جہان تہا سپہدار توران جوان
گئی جب وہ گرشیوزہ تازیان
گیا خواب مین شب کو افراسیاب
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
یہ پوچھا کہ ای سرور نامور
تجہی خواب مین اب یہ کیا آیا نظر
یہ کہنی لگا اوس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکہا ہی مینی یہ خواب
نمایان ہوا ابر مین ایک مار
ہوا رخش ایران کا آشکار
کیا میرے لشکر کو اوسنی ہلاک
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک
جوان ایک تہا رشک خورشید و ماہ
وہ بیٹہا تہا نزدیک کاوس شاہ
ہوا دلکو از بسکہ اوسوقت درد
خروشان ہوا پہر مین ای نیکمرد
نہ دلمین رہا خوف و اندیشہ کر
یہ سن کی تجہے ہوگی فتح و ظفر
طلب اوسنے دانشورونکو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا
ولی ایک نے عہد و پیمان کیا
سپہدار توران سے پہر یون کہا
وگرنہ خرابی پہر دیکہے نظر
مبادا کہ ہو جای نوع دگر
روان پہر کیا شہ نے داماد کو
سوی بادشہ زادہ نامجو
گیا جبکہ گرشیوز نامجو
سیاوش اوٹہا وہین تعظیم کو
سیاوش ہوا دیکہکر شادمان
پہر اک بزم آراستہ کی وہان
اوٹہا وہین داماد افراسیاب
ہوا جا کی سرگرم آرام و خواب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب
تہمتن نی سنکر دیا یہ جواب
ولی سخت مکار ہی بدنہاد
نہین اوسکے کچہ قول پہ اعتماد
جنہین ہم کہین سو وہ آوین یہان
یہ سم گردیان بہیج دو ان
ہمین اسطرح صلح منظور ہے
وگرنہ رہ آشتی دور ہے
یہ احوال لکہ اوسنی قاصد شتاب
روانہ کیا پیش افراسیاب

گزارش کیا اوسنی احوال جنگ
یہ سنکر اوڑا اوسکی چہرہ کا رنگ
ہوا ہول سے اوسکی گرم فغان
سنا جب تو گرشیوز آیا وہان
جو یکبارگی تو خروشان ہوا
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا
کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین تیز
مری فوج بہی ہی وہان اور تیز
وہین بادصرصر ہویدا ہوئی
پہر اوسمین سی ایک فوج پیدا ہوئی
بگڑ گرد مجہی سے لگے مردمان
شہنشاہ کاوس ہے تہا جہان
اوٹہا وہین در کہینچکر اوسنی تیغ
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ
لگا کہنی داماد افراسیاب
کہ برعکس آتی ہی تعبیر خواب
یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند
گیا دل سی ہرگز نہ خوف و گزند
ہوئی سنکی خاموش دانشوران
کہ تہا دلمین ہر ایک کی خوف جان
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سی آشتی ہو صلح جو
پسند آئی گفتار اختر شناس
عطا کی اوسی نعمت بیقیاس
فقط نامہ اوسکے حوالہ تہا
تحایف بہی انواع وہ لیکیا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
سپے آشتی اوسنی کی التجا
ہوئی محفل آرا بعیش و طرب
گئی جب گذر الغرض نصف شب
سیاوش نے رستم سی پہر یون کہا
کہ ای پہلوان مصلحت اب ہے کیا
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
کیا آشتی کا تب اوسنی سوال
فرستادہ کو دیجیے یہ جواب
کہ گردان و خویشان افراسیاب
تعلق ہی ایران سے جو کچہ کہو
کہ اوس سے بہی اب دست بردار ہو
سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان
کیا اوسنی مرکوز خاطر عیان
کیا شاہ توران نے سب کچہ قبول
ہوئی آرزو تہی جو سب حصول

بخارا و خوارزم اور چاچ بھی
سمرقند و سنجال کی تھی سبھی

عزیزان خویشان فرخ نہاد
دلیران گردان عالی وقار

تہمتن نے جنکا لیا نام تھا
روانہ کیا شہزادہ اونکو تھا

ہوا شاد شہزادہ نام دار
تہمتن کو بھیجا سبھی بار بار

لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
گئی تخت توران کے ارسال سب

سنی تھی خبر شاہ نے بیشتر
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

اڑی ہے ال سے جسکی ہوش و حواس
بہت لیں ہیں اونکی خوف ابتر

سوا اوسکی اختر شناسون نے تھی
کہا شاہ کاوس سے تھا یہی

کہ تیرا سعادت سے پروردگار
ظفرمند ہوگا تو اے شہریار

تبہ ہوگی افواج افراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

حضور شہنشہ جو رستم گیا
کیا سب بیان ماجرا صلح کا

لگا کہنے تب بادشاہ جہان
نہیں صلح زنہار اے پہلوان

یہ پھر رستم پہلوان نے کہا
کہ ہے جنگ سے صلح بہتر سدا

کہا تسنے تم عذر کرتے ہو گر
تو میں اور کو بھیجتا ہوں ادہر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا
کہ حاضر رہونگا میں ان جنگ کا

روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
جہاندار نے سوے افراسیاب

کہا کچھ تامل توقف نہ کر
نہ کچھ دیر ہو جیو گرم جنگ

سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا
کہ تورانیون کو دیا ہے [illegible]

آزردہ شدن بادشاہ زادہ سیاوش از کیکاوس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بتعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بشاہزادہ سیاوش

پڑھا نامہ شہ کا سیاوش نے جب
ہوا دل پریشان و آزردہ تب

سران سپہ کو بلا کر کہا
کہو سو جو کچھ مصلحت ہے بجا

دیا جب نے پاسخ کہ بہتر یہی ہے
کرو تو بجا حکم کاوس کے

وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
جو وان جاویں تو شاہ عالی جناب

کرے قتل اونکو یہی ہے یقین
کر ولیہ سرا اوسکی بغض و کین

مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار
نکوئی کریگا یہان زینہار

سوا اوسکی ہو وارث ہی کینہ جو
مرے تہمت جان ہے وہ درشت خو

خدا جانے کیا ظالم نابکار
مرے سر پہ لاوے بلا بیکار

نظر آوے جب گنہ و ضرر
تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر

یہ لیوے یہاں چھوڑ کر سپاہ
سپہدار توران کی لوٹ آ نگاہ

یہ سنکر بہت ہو گئے اندوہگین
یہ گودرز و بہرام بولے تو ہیں

نہیں مصلحت یہ قرین صواب
کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب

سمجھ اے ملکزادہ نامجو
کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو

دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہے اوس سے کہ لیں [illegible]
رہو میں حضور بدخواہ [illegible]

یہ کہکر وہیں ایک سر لکھا
سو شاہ توران کو روانہ کیا

لکھا یون کہ اے خسرو نامور
مرا باپ راضی نہیں صلح پر

عوض تیر کے بھیجا اور طوس
کہ ہو تم سو آپ نکی رزم جو

مرا عہد و پیمان ہے استوار
اگر سر بھی جاے تو ہاں زینہار

نہ پھیرونگا میں عہد پیمان کا
رکھوں راہ و رسم مروت نگاہ

عرض کچھ نہیں شاہ کاوس سے
نہیں ہے مجھے کام کچھ اونکے سے

یہی قصد اب ہے فرخ زمین
کہیں وہ سجا کر ہوں مسکن گزین

نہ پہونچے جہان ہاتھ کاوس کا
رہوں اس سے وان [illegible]

بتا دیجیے کوئی ایسا مکان
کہ جا کر کروں میں اقامت وہاں

تمام اقربا عزیزان خویشان
کیا بھی رخصت بعیش و طرب

کیا پڑھ کے حیرت میں افراسیاب
لکھا اوسنے نامی کا پھر یہ جواب

فرنگیس کو سنگ لیکے با فرو شان
گیا سوی شہر ختن شادمان

ہوا جبکہ رونق فزای ختن
نہ ہر گز خوشی کی ہوی انجمن

نعین کتی مربان جا بجا
کہ ہووی جہان گرم آب و ہوا

خبر دو کہ اسکی نہین جا کہیں ہون
بآرام و عیش و طرب ہان ہوون

اب گنگ کے جای بچپت تھے
ملکزاده کو آ کے دینی لگی

کہ ہے اک مکان مشتمل باغ جہان
ملکزادی کی سکونت وہان

بنایا وہان ایک حصن حصین
حضور اوسکی تہا پست چرخ برین

بنای درون حصار بلند
مکانہای دلچسپ خاطر پسند

ہر اک جا تھی انواع نقش و نگار
بصد رنگ وان جلوہ گر تھی بہار

کیومرث و جمشید فرخ نہاد
فریدون منوچہر اور کیقباد

سپہدار کاوس عالیجناب
نشنگ سپہدار افراسیاب

نریمان ہم رستم و سام زال
یہ جتنی تھی گردان ماضی و حال

لکھی اسکی صورت بخوبی وہان
بنا ہر مکان غیرت گلستان

سنی شاہ توران نے یہ جو خبر
تو بھیجی وہان ور اہل ہنر

سوا اسکی بہیجا بہت مال و گنج
حضور ملکزاده بیدار و رنج

پری چہرہ گلشہر رشک چمن
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن

سیاوش ملکزاده اسکو واسطے
گیا چہوڑ تہا باپ کی گہر اوسی

ہوا اون نون ایک دس سی پیدا پسر
کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر

سپہدار توران ہوا شاد کام
رکہا پہر خوشی سے فرود اسکا نام

وہین بغل کی ہاتہ کو زعفران
لگا اور پنجا کا اسکی نشان

حضور سیاوش روانہ کیا
تحایف بہت بہیجی اسکی لیا

گیا لیکی گرشیوز نام دار
بحکم سپہدار توران دیار

سیاوش سے کہتا تہا وہ بغض و کین
یہ چاہی تہا کمبخت بیداد دین

کہ شہزادہ رکہو نہ اس شاد سی
نکل جاوی اقلیم توران سی

دلی کینہ سینہ میں اسکو تہا
بظاہر تہا مداح شہزاده کا

گیا تہنیت نامہ لیکی جب
ہوا شاہزادہ قرین طرب

بہت ساتہ اسکی مدارا کیا
نہ آیا وہ در تنگ لی پیشوا

بزرگی و خوردی کا آداب وان
نہ لایا بجا وہ ثریا نشان

تو پہر دل مین اسکے ہوتی او رکد
زیادہ ہوا بغض و کین و حسد

وہ رخصت ہوا کہ لشکر کو
گیا یہانسے جب پیش افراسیاب

تو ظاہر کیا یون کہ ای جد
سیاوش سے غافل نہو ہوشیار

نہین وہ سیاوش جو تہا پیشتر
بیان کیا کرون اسکا مین کروفر

دماغ اوسکا نخوت سے یکبیہرا
کہ میری تعظیم اوسنی ذرا

فراہم بہت کی ادہم سپاہ
وہ رکہی ہے دلمین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہین اسکو کام
یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام

کری ملک توران مین فتنہ و
خبردار ای شاہ والا نژاد

سخنہای باطل کو افراسیاب
سمجہہ اور کہا بس ہیچ و تاب

وہین اپنے دلمین لایا خیال
کہ شہزاده کو یہانسے دیجی نکال

لگا کہنی یون شاہ توران زمین
کرون اوسکو ضایع تو لازم نہین

نہ جو کوی لاوی اپنی خیال
دغا ساتہ اسکی ہے آتش تہی دور

مناسب ہے یہ اور بہتر ہی
کہ بہیجون اسی پیش کاوس کی

سنی جب کہ گفتار افراسیاب
تو گرسیوز نی پہر دیا یہ جواب

کہ کہیا سیاوش نے توران …
سبب جو ال یہ کا ہوا آشکار

یقین ہے کہ رستم کو وہ دی بیان
کری ملک تسخیر سب بیگمان

تو پھر مصلحت ای شہ …
کہ رکہی سیاوش کو اب کر کے بند

بہانی سے اوسکو طلب کیجیے
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے

یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
کہ بیٹھین سیاوش تو پھر جا شتاب

دلاسا او سے دیکی لاے یہان
غرض لیکی نامہ ہوا وہ روان

سیاوش کو نامہ دیا جا کہ …
کہ … اوسنی یہ باصد …

کہ ہیں شہنشاہ والا جناب
سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب

یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد
فریب اوسنے اسطرح وہین کیا
وہ خاموش ہا کچہ نہ پاسخ دیا
سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب
نہین جانتا زیر چرخ بلند
نہین ہے گمان مجہے زینہار
کیا کسطرح اوسکو شہ نے ملال
ارادہ یہ اوسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون بر سر راستی
نکر جہل تجہ ہے گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ جاوون روان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا اثر
کہ ای نامور بادشاہ جہان
ذرا بہی شفا ہو تو با چشم و سر
حضور شہنشاہ توران دیار
ذلیل اوسنے مجکو کیا ہای سخت
کہا یون کہ ہرگز نجاوین یہان
گیا اوسطرف شاہ لشکر پناہ
ہوئی راست نزدیک اوسکا مرام
فرنگیس نے سنکے گریان ہو
کہا اوسنے چل تو بہی ہی لڑا
مجہے چہوڑ کر یہان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
ہوئی لشکر قتل ایرانیان

یہ سوچا کہ گرچہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادے نی پہر کہا
کہ ہے بدگمان تجہسے افراسیاب
کئے ہین تری جانکو کچہ گزند
کہ مجہہ پر ہرگز یہ ستم شہریار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف ہای
کہ کہینچی تجہے زیر چرخ جفا
غلط شاہ سے ہی گمان بد
وہین مین بلاکی نجا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ ہان لکہی عذر آنی کا ایکبار
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون ہان
قدمبوس حاصل کرون آنکہ
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ یعنی بٹہایا مجہے زیر تخت
جو چاہے کری بادشہ بیگمان
کہ ناشاہزادی سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ ذوالکرام
کہا اوسکی خاطر پریشان ہی
فرنگیس نے تب یہ پاسخ دیا
سلامت تو لیجا غرض جان کو
کہ پیدا لیسر ہو گر ای سیم تن
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
رہا ایک تن بہی نہ زندہ وہان

روانہ ہو پہونچی شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہین اب وہان
زبان تک سخن کو نہ لانا ابہی
تو بولی ہی ملکزادہ با تمیز
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تو نے لشکر جو یہان
کیا مین نے یہ راز تجہسے عیان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد
سیاوش نی سو سطرح سے کہا
ولی اوسنے ہر بات کو رد کیا
فریب عدو وان ہوا کارگر
ولیکن فرنگیس رنجور ہے
وہ گرشیوز بد بروکینہ جو
سیاوش ملکزادہ مغرور ہے
نہ ہرگز پڑہا نامہ کو ایکبار
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر
کہ جاتا ہین گرشیر افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
کہ اب بیجا ہے حیل مجکو ہے
سواران جنگ آئے یا لکہہ ہزار
تو کیجو وا اوس طفل کا رکہنا نام
ہوا الغرض وہین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بہی آسیب آخر کیا

تو باطل مری بات ہو نہ یہان
وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان
حقیقت ہے کیا مجہسے بو نہ چہپے
مری جان ہے اور دل ہے عزیز
کہ سلطان نے داماد مجکو کیا
کہ اعزاز اوسکا برابر جو تہا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
ولی دل مین ہی تو رکہیو نہان
کہ ای نامدار گرامی نژاد
کہ وسواس ہرگز نہین ہے روا
کہ تہا دشمن جان شہزاد کا
لکہا نامہ شہزادہ نے زود تر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
روانہ ہوا اوس سے لے نامہ کو
دماغ اوسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچہ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش قہر تب
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
تو بیشک مجہی قتل کرتا شتاب
گریزان ہوا اب کہی یہان وہان
کرونگی مین کیا کر بہلا راہ طی
لیے وانسی ساتہ اور وہ نامدار
اوسی دیکہکر ہیو تو شاد کام
ہوا کار خنجر بہ تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے ہیر یون کیا

شجاع و دلیر و خوبے پیر مرد
دلیری مردانگی مین ہی فرد
سیاوش کی نزدیک جو جائیگا
تو بس جان کو اپنی دے آئیگا

یہی مصلحت ہے کہ یک سیاہ
کری تیر کا اوسکو آماج گاہ
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
سیاوش ہے راہی سوی بحیطا

بلا قتل بیان کسلیے کیجیے
مگر زندہ اوسکو پکڑ لیجیے
ہجوم آخرش لا کی مرد دلیر
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر

جو پہر قتل کا حکم شہ نی دیا
تو یون پہلوان پلسم نے کہا
کہ شہزادی کی قتل مین نہیار
نہین جا ہی جلدی ای شہریار

روان ہوگئی خبر اسکی افراسیاب
مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
ہوا دیکھہ حیران وہ سارا مکان
کہ تہی تکلم غیرت گلستان

فرنگیش آئے حضور پدر
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
خروشان گریان تن چاک چاک
لگی کہنے یون بادل دردناک

کہ ایران سے آگے ای بادشاہ
سیاوش ہے تیرے پاس لا یا پناہ
کیا قصد کیون اوسکے اب قتل کا
ستم بحیطا پر کیا کیون روا

نگر خستہ و خوار مجکو تو یان
سمجھ بات کو اور مت کر وہ کام
ہوئی گریہ زاری کنان تنگ ماہ
فرنگیش آخر ہوئے نا امید
یہ کہنے لگی ہو کی زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
مجھی پر ہی یہ نہیں ہے امید
غرض دوسرے روز اک پہلوان
گیا ساتھ اوسکی وہ گریہ کنان
دلیر و جوان مرد جویای نام
کیا سر کو آویختہ پھر شتاب
کہ پر سیاوشان اوس گیا کاہی نام
سپہدار توران کو وہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندہ کر
جو حاضر تھی دشنام میں نامور
گیا سنکے پیران و نشتہ شتاب
کہ مردلیسی یہ بات لیس ورنہ ہے
فرنگیش خراباں فسر نہیں
کہا شاہ نے یون کہ لیجا اسے
جو شہ نے کہا سو نہ پیرا کیا
ہوا فتنہ انگیز از روی کین

برای خدا بخش اسکی تو جان
کہ نفرین کرین خلق تجپر مدام
ولی بر سر رحم آیا نہ شاہ
ہوا لبس شب تیرہ روز سفید
کہ آیا وطن چھوڑ کر تو یہان
جواب عہد پیمانسی یون پھر گیا
کہ غمسی ہین لرزان ہمین باند بند
بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
کہ ای دشمنوں سی مرا انتقام
بحکم سپہدار افراسیاب
او ٹھا نا ہی سو اوس عالم تمام
لگی کرنی نفرین بہانگ بلند
تو کر ضرب شلاق اب اسقدر
ہوی لیں نفرین کنان سر بسر
کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب
کہین ہے نہ ہرگز یہ دستور ہے
طلبگار اورنگ ہے زر نہین
تری واسطی نہیں بخشا اسے
فرنگیش کو اپنی گھر لیگیا
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہیں

اگر دنیا کا ہر گز نہیں اعتبار
ابی رستم و زال بہی زندہ ہے
نہ خاطر مین لایا در اوسکی بات
حضور سیاوش گئی ماہ رو
رکہا شہ نی تجکو بسان پسر
تری خون بہای باندہی کمر
خدا تیری مشکل کو آسان کری
سیاوش کو میدان میں وہ لیگیا
کہ پیدا کر اے داور داد گر
پھر اک طشت قاتل نے لا کر کیا
روان خون اوسکا زمین پر کیا
فرنگیش گریان و نالہ کنان
وہ گرشیوز اوسوقت حاضر تہا وان
کہ گر جائی اوسکا حمل بیگمان
نہ طاقت کسی تہا کوئی ناجو
یہ بولا کہ ای سرور انجمن
جو کوئی کری دخت پر یہ ستم
شہنشہ کو ہی پاس خاطر اگر
ولی اس سی پیدا ہو جسدم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

کہ دم کا بھروسا نہیں کچھ زینہار
سر تخت قائم ہی کاؤس کے
او ٹہایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ
کہ دیدار آخر کی تہی آرزو
اوسی تونی سمجھا بجای پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
دل بدسگالان پہ آسان کرے
سیاوش پہ دل ہلیسم کا چلا
مری تخم سے ایک فرخ پسر
کیا تن سی شہزادی کا سر جدا
ہوئی خون سی وہ تیدہ اک نہان کیا
سیاوش کی مشہد پہ تب آ دوان
سپہدار اوس سی یہ بولا کہ ہان
نہ تخم سیاوش کا رہوی نشان
کہ مانع ہوا اس امر سی شاہ کو
روا رکہ نہ اندای بیچارہ زن
کری خلق نفرین آ دم بدم
تو بھیجی فرنگیش کو میری گہر
تو لانا مری پاس آ کے نا ہو
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
گرا شہ کی نظروں سی وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچارہ خستہ جگر
رکہا نام کیخسرو اوس طفل کا
رہی تھی با آرام پیران کی گھر
پھر اندیشہ پیران نے دل مین کیا
جو نو ماہ گذری تو پہر یک پسر
کہ لیجاؤں گر پیش شاہ جہان
تولد ہوا حسن مین رشک خور
تو ضایع کرے طفل کو بیگمان

سنو لایا غرض پیش افراسیاب
لیی شمع اک شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سی زود تر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب
کہ یہ آج مجکو ہویدا ہوا
لگا کہنی وہ ای شہ نامجو
ہوا خوف و اندیشہ اوس دم مجھی
اور اب ڈر ہی ناحق اس طفل کا
غرض اس خطر سی مین لایا نہیں
سیاوش کو جب سی کیا تہا ہلاک
سنی بات پیران ویشہ کی جب
وہ پرورده ہو کر بیابان بیچ
کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کی فرزند کو مرد مان
ولیکن یہ بہونچی خبر اب مجھے
مگر لوگ کہتی ہین دیوانہ ہی
وہین پیش کیخسرو ذو الکرام
غرض لیکئی دشت سی مردمان
لگا پوچہنی اوس سی کچہ شہریار
سنی گفتگو طفل کی وہ جب
جو کوئی بیابان مین پرورده ہو
نہین کچہ بد و نیک کا اس سی ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیس جس دم کہ ہوشی گئی

بیابان مین کودک کو بہیجا شتاب
سیاوش سی دنبال وسکی وہان
شقاوت پہ ایام کی کر نظر
اوٹہا کا بیٹا شاہ افراسیاب
فرنگیس سی ہو پیدا ہوا
بیابان مین بہکوا دیا طفل کو
کہ ضایع کری تو سباد اوا
کری قتل گر ای شہ نامجو
اوسی لاکی تجکو دکہایا نہین
رہی تہا دل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا اوس سی گا بالطاف رب
سکہائی اوسی ہنر ضرب سب
بیابان مین الٹی تہی کر دار
کہ اوس دشت سی ایک حیوان ہی
شعور و خرد سی وہ بیگانہ ہی
یہ پیران ویشہ نی بہیجا پیام
اوسی بالباس شہانہ وہان
وہان یہ لگا دینی دیوانہ وار
سپہدار سنکر لگا کہنی تب
نہ کو دن ہو کیون آشنہ نامجو
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہی مزار سیاوش وہان
تو پیران ویشہ نی اوسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر سکان

ادہر خواب مین شاہ توران تو شب
لیی ہاتہ مین تیغ الماس کار
شب جشن ہی اور روز ظفر
طلب شہ نی پیران کو دو مین کیا
کیا اوسنی آداب تب ان کہا
یہ سنکر لگا کہنی افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسی آہ
تو ایسا نہو پہر کہ آوی بلا
تری تہر سی جا ہون شام و پگاہ
وہ دیکہی تہا خواب جو پشیمان مدام
نہ لایا زبان پہ سخن کو ذرا
تو پیران ویشہ نی بہیجی وہان
وہ پیران تہا شہ کا جو مختار کار
نہ زندہ رہی کودک شیرخوار
خوشی سی اوٹہا لیگیا اپنی گہر
یہ پیران سی بولا پہر افراسیاب
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو
کیا تاجور کو سلام اوسنی جب
کہا شہ نی کچہ طفل نی کچہ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہی بیگمان
کہا شہ نی یہ طفل دیوانہ وار
جو چاہو تو لیجاؤ اس طفل کو
یہ کہدو کہ مسکن گزین جا کو جو
حوالی کیا ابن فرنگیس کے
ملکزادگی مشہد پاک بر

نظر آئی یہ واردات عجیب
یہ کہتا ہی وہ سرور نامدار
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اوس سی کہا
کہ اوس طفل کو اب مری پاس لا
کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو ہووی گرفتار قہر خدا
کہ ہو نہین ترا بندہ نیک خواہ
پراگندہ خاطر تہا ہر صبح و شام
نہ پوچہا پہر اوس طفل کا ماجرا
ہنرمند دانا و کار آگہان
لگا ایکدن کہنی ای شہریار
نہ گردن پہ تیری ہو خون نہار
گیا اوسکو پرورده شل پسر
کہ دیکہون مین اوسکو بلا دشتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچہ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تہا وہان جواب اور تہا
یہ بولا وہ پیران ویشہ کہ ہان
نہین ہی کسی کام کا زینہار
فرنگیس کی اب اپنی گہر و
گئی پاس آپ اپنی فرزند کو
کیا گہر سی پہر اپنی رخصت اوسی
جو دیکہا تو رستہ میں اک

فرنگیس کہ تخم ... | ہوئی اوسکی ساقی مین سلک گہر

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس از کشتہ شدن شہزادہ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ کردن با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے آتے یہان
سیاوش کا اوسکو ہوا الم
کیا اس سبب سے وہ یان سے نکل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کیا قتل وان اوسنے سودابہ کو
کرون قصد اب سوی افراسیاب
دلیران و گردان ایران بیار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے
ولی وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
کہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق مین شہزادے کی روح کے
کری ہے یہ الحاح و زاری بہار
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان
وہین پہر سر سرخہ کا رو سیاہ

کہ ترکون کا تھا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
کہ قاصر ہے جسکے بیان سے قلم
گیا تلخ ہو یعنی سوی اجل
تو اسکا بھلا کیون ہے زندان مین
کرون تن سے اوسکی جدا جا کے سر
نہ بولا ذرا وہ شہ نامجو
قیامت کرون جا کے برپا شتاب
گئے ہمرہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردانکی
ہوا آئینہ ہستی سے آزاد وان
پے جنگ پیکار آیا شتاب
حضور پدر لیگیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
مجھے بخش اور درگذر جو نسی
کہی تو اسی جان سے دون امان
کرون قتل ترکو نکو یاوون جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ

ہوا سنکے دلگیر مانند وہین
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
یہ بولا کہ تہا اے شہ نامدار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ لشکر وہین با سپاہ گران
صغیر و کبیر و اور پیر و جوان
کاؤس گرد کا نام آباد تہا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہین
کہا طوس سے اوسنی اپنی جگہ
کہ تہا شاہزادیکا مین دستدار
سر جسم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اوسکی تن سے تو کر جدا
شہنشہ نے دروازے پر قلعہ کے

کسیکو روانہ کیا پیر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب
اوسی خوف سودابہ نابکار
مرا دل تنگ اوس سے اب سخت ہے
یہ لازم نہین جو ہو محکوم زن
گیا پہر شبستان مین وہ پہلوان
کہ اے شاہ شاہنشہان جہان
روان سوے توران ہو پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تہا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اوسکی از روے کین
کہ تہا قتل سیاوش اوسی قتل کر
بہت اوسکی غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار کشور کشا کی قسم
یہ سنکر اوسے ذبح اوسنے کیا
کیا اوسکو آویختہ کینے سے

گئی جب خبر پیش افراسیاب کیا گریہ اوسنے مثال سحاب
عزیز اوس ستمگر کو تہا وہ پسر ہوا اوسکی غم سے بہت نوحہ گر
غرض لیکی پہر لشکر بیحساب روانہ ہوا شاہ افراسیاب
شتابی سے پہونچا یہ کارزار سو پہلوانان ایران دیار
دو لشکر مقابل ہوی جب دوبان ہوا گرد سے مہر تابان نہان
برادر جو پیران کا تہا پلیسم وہ بولا کہ ای شاہ کیوان علم
کرون جا کی مین ساتہ رستم کی جنگ کرون غرق خون اوسکو بیدرنگ
کہا شاہ نی یون کہ گر کشتہ ہو تری ہاتہ سے رستم نامجو
تو مین مملکت نصف بخشون تجہے اور اک دختر مہ جبین دون تجہے
یہ پیران نے سنکر گذارش کیا کہ رستم ہے گردنبرد آزما
اگر ساتہ اوسکی کری کارزار تو جان پر نہو پیلسم زینہار
کہا شاہ نی پیلسم ہے جوان دلیر و قوی بازو و پہلوان
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر کری وقت پیکار رستم کو زیر
یراق اپنی پہر پیلسم کو تمام دیے اور اک توسن تیزگام
عنایت کیا اور کہا یہ کہ ہان تہمتن سے کر جا کے جنگ اے جوان
وہین پیلسم سوی میدان گیا یہ گردان ایران سے اوسنے کہا
کہ وہ رستم پیلتن ہے کہان جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار گیا سوی میدان پے کارزار
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر نہ ہرگز لڑے رستم نامور
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ یہ چاہا کہ کہینچے اوسے زیر تیغ
خروشان ہوا سنتے ہی پیلمست ہوا گرم کین ترک چالاک دست
کمر مین کیا گیو کی نیزہ بند کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند
ہوا گیو جنگی پہ جب وقت تنگ مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
گیا کر کے تیغ سرافشان علم کیا نیزی کو پیلسم کی قلم
پر اوس ترک نی کہینچکر تیغ کین کیا کینہ خواہونکو زخمی ہزین
ہوئی جبکہ زخمی فرامرز گیو تو پہونچا تہمتن بہی کر کے غریو
یہ بولا تو کرتا ہے جسکو طلب وہ رستم ہے آیا خبردار اب
یہ سنکر وہین عطف کر کی عنان وہ آیا سوی رستم پہلوان
تہمتن سے کہنے لگا پیلسم یہی شرط مردی کہ تم اور ہم
کرین جنگ میدان مین تنہا نہ ٹہرین یہان اب یہ دیدو سوار
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک بچا ہے کبہی مینی سرکش کمک
کہا بس یہ دونو سے پہر جاؤ تم توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین اور اوس ترک نی تیغ ماری وہین
شکستہ ہوئی لگ کی اوس خود پر ہوا لیک بیدرد رستم کا سر
کہا دل مین رستم نی ایسا سوار نہ ترکون مین دیکہا کبہی زینہار
یہ ترک دلاور ہے چالاک دست توانا و پر زور جون پیل مست
کمر بند مین پیلسم کے وہین کیا ہاتہ تیز اوسکو از روی کین
اوٹہا کر اوسے یون جو ہے گرگ گاہ گیا جانب قلب توران سپاہ
سر خاک بد خواہ کو ڈال کر خروشان ہوا رستم نامور
کہا یون کہ ای شاہ توران دیار یہی پہلوان باخنکو وہ وفا
اسی بخش اب تخت و تاج و سریر کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
بامید تخت و زر و ملک و گنج یلان کو تو کرتا ہی پامال رنج
سیاوش کی ہی جان پر کینا وہ جفا اب اس رونسی تو کیا گرنگا وفا
یہ کہکر سخنہای ناہموار سخت پہر اوس سے وہ گرد فیروز بخت
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا اگر یکسرہ کار یون حل ہوا
سر چرخ جب روز دگر آفتاب جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
کہ ای نامداران توران دیار کہو کونسا آج جنگی سوار
مقابل تہمتن کی ہوویگا آن رہی سنکے خاموش سب پہلوان
سپہدار سنکے پہر کر کہا سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
کہ تہا پلیسم اک یل نامدار توانا و پر زور جنگی سوار

اوسی جبکہ رستم نی مانند کاہ اونہاں زین سی پھیکا سو قالبگاہ
ہمارا ہوا اب قتل منظور گر تو پھیریگا کوئی نہ زنہار سر
ولی ہمسے ہوگا نہ یہ زینہار جو اوس اژدہا سے کرینگا کارزار
گیا آپ جا پھر بقصد جنگ گیا سوی میدان غرض بیدرنگ
تو اب مجبی ہوا انکی ہم نبرد یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
یہ کہکر گیا سوی میدان شتاب مقابل ہوا اوسکی افراسیاب
سپہدار نی نیزہ اک آن کر جو مارا سر رستم نامور
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب لگا پہ سر اسپ افراسیاب
یہ چاہی تہا پھر رستم ارجمند کمربند مین کرکے نیزہ کو بند
غرض ترک نے رخش کو زود تر دلیری سی مارا جو گرز آن کر
لگی ہاتہ فرصت تو افراسیاب سوار اور گہوڑی پہ ہوکر شتاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان ہوا سوی ہومان جنگ کنان
وہین لشکر رستم نامور تہمتن کی شامل ہوا آنکر
سہ فرسنگ جیون اژدہا تو ہا گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
روانہ کئی پس ہین وہان کہ تا شاہزادیکو لی آوین یہان
وہ آیا تو پیران سے شہ نی کہا کہان ہے کہے اوسنے یہ پاسخ دیا
دیا بھیج شہزادیکو سیر وہان کہ تا کوئی اوسکا نپاوی نشان
بہت ملک تسخیر اوسنی کیا بہت گنج اور تخت و افسر لیا
کیا قتل ترکونکو سب جابجا نہ اک ترک توران جو زیست رہا
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال رہا ملک توران مین تا ہفت سال
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا طلب کی تب گیو کو یون کہا
غرض گیو کو کر کی رخصت وہان فرامرز کو ملک کی سیر دی
زر و مال اسپان زرین زین غلامان ترک اور گنج گہر

کسی تاب ہے کون ایسا ہی مرد کری جو تہمتن سے جا کر نبرد
یہان ہاتہ سے اپنی ہر یک کی تو کر قتل اے خسرو نامجو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن تو غمگین ہوا خسرو انجمن
کہا شاہ نے وان بانگ بلند کہ اے پہلوان رستم ارجمند
کہا جا کی یون شاہ توران نے جب سیاوش کا کینہ بالطاف رب
ہوئی بارش تیر پیکان وہان لگی چلنے باہم سنان جدازان
تو جا پہونچی چرم کرگ سنان رہا خیر سی لیکہ جسم جوان
یہ بیتابی اوسدم ہوئی اسپ کو کہ اسپ گرا وہ شہ کینہ جو
زمین سے سپہدار کو ڈالا اوٹہا وہین ایک جانب سے ہومان گیا
ہوا رخش اوس حرب سی زور مند رہا لیک قائم یل ارجمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
تو ہومان نے لی اونکی راہ فرار گیا اوسکی دنبال جو نامدار
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ فراری ہوئی سر بسر بیدرنگ
غرض اسطرح ترک کشتی ہوئے کہ کشتونکی تا چرخ پشتے ہوئے
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو پڑی ہاتہ رستم کی ایسا نہو
گئی لوگ اور اوسکو لائی شتاب حضور سپہدار افراسیاب
رکہوا اوسکو دریای چین کے اوطرف کہ ہرگز نہین ہے وہان کچہ خطر
سپہدار توران کو کرکی تباہ تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ
سران سپہ کی لگا ہاتہ زر + تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
جو لیتا کوئی نام افراسیاب تو رستم اوسی قتل کرتا شتاب
روانہ کیا لشکر بیحساب بدنبال سلطان افراسیاب
کہ اے گیو اب کی کر جستجو تو کیخسرو نام بردار کو
ہوا سوی ایران وہانسے روان شگفتہ دل و خرم و شادمان
گیا لیکی جب پیش کاوس شاہ بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت

طرف ایران و جنگ با کلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار
بغیر ہودہ رستم نامدار

کسیکو نہ ساتہ اپنی وہ لیگیا
فقط آپ تہا یا کہ شبدیز تہا

ہر اک سی تہا پرسان تیر کر زبان
نشان ملکزادہ جم نشان

ہر اک راہ پر کو وہ جنگی جوان
کری قتل تہا دست اگی درمیان

روان ہو گیا گیو جب بعد ازان
یہ گودرز نی خواب دیکہا یہان

جو دیکہا تو پہر اوسنے وقت سحر
روانہ کیے چند مردم اودہر

بتادین اوسے اوس حسن پیر کا نام
یہان ہے وہ شہزادہ ذوالکرام

اوٹہاتا ہوا محنت و رنج درد
شب و روز تہا گیو صحرا نورد

نخواب سکونت نہ آرام تہا
بیابان نوردی سے بس کام تہا

کہین خسرو نامور کا نشان
نپایا تو عاجز ہوا پہلوان

خیال آگیا دل مین یہ ایکبار
کہ پہر چلیے اب سوی ایران دیار

کیا گیو نی پیچ پہر اختیار
یہ کہا پہر سوی ادی کوستان

لگی پوچہنی گیو سی ایجوان
تو سرگشتہ کیون ہی اکیلا یہان

کیا راہ کو گم شکار افگنان
بیابان مین آگیا ناگہان +

کیا گیو سی یہ اونہون نے بیان
کہ ایران کی ہین ہم فرستادگان

سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد
ہوا اونکی ہمراہ جادہ نورد

کئی دن سی جو گیو بیخواب تہا
اوسی خواب ان راتکو آگیا

اوسی خواب مین لغزش ہو کر
وہان ہے وہ غایب ہے جی سبز سر

گیا تہا جو دریافت اوسنے اودہر
روانہ ہوا گیو وقت سحر

گل تازہ کا طرہ ہے سر پر ایک
کف دست پر اوسکی سیاہ ایک ہی

کہا اپنی دلمین اوسے دیکہکر
کہ شاید ہے یہ خسرو نامور

مگر ہی سیاوش کا فرزند تو
جہاندار کیخسرو نامجو

کہی گیو گودرز کا تو پسر
یہ سنکر وہین پشت زین سی اوتر

شتابی سے شبدیز پر کسکی زین
روانہ ہوا سوی دریای چین

ہر اک جا سی لیتا ہوا راہ بر
ہوا جادہ پیما یل نامور

نشان اوسکا کوئی بتاتا نہ تہا
مکان اوسکا ہرگز وہ پاتا نہ تہا

نہ پہونچا تہا کوئی جا کر کہین
خبر پہنچتی سالار توران زمین

کہ مسکن کا اپنی بتاتا ہی نام
ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام

کہ تا گیو کی جاکے ہون رہنما
رہین ساتہ اب اوسکی صبح و مسا

شتابان ہو زیر چرخ برین
نہ لیکن ملا گیو اونکو کہین

خورش گور و نخچیر ہی ہی حرم
بجای نمک تہا وہان آشوب

گیا گیو دریای جیحون سی گذر
نہ مقصد کا پہر ہاتہ آیا گہر

لگا کہنی افسوس کرکی کمال
گئی رایگان محنت ہفت سال

ولی مردمی نی اجازت نہ دی
حیا نی بہی زنہار رخصت نہ دی

دو چار آگی جا کر ہوی چند گر
یکایک ہوی آنکر ہم نفس

بہ ترکی زبان گیو نی یون کہا
مجہی شوق ہی بیشتر صید کا

ولی یہ کہو یان تمہارا گذر
کدہر سی ہوا جاوگی تم کدہر

خبر لینی خسرو کی جاتی ہین ہم
فلانی جگہ ہی وہ فرخ شیم

نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام
تو دیکہا کیا سروان نی مقام

ہوی گیو سے کچہ وہ اندیشہ مند
کہ ایسا ہوا سب سمجہی گزند

وہ جاگا تو اونکو نہ پایا وہان
ولی خسرو نامور کا نشان

پہر اک چشمی پر جاکی ہو پہنچا وہان
دیکہا کہ بیٹہا ہی اک نوجوان

عیان ہے جبین سے بزرگی نہی
نمایان ہی یکدست فرہی

وہین کہینچ نی اوسکو کر کی سلام
گزارش کیا یون کہ ای ذوالکرام

یہ ہنسکر کہا اوس جوان نی وہین
کہ ای پہلوان مجکو ہی یہ یقین

دیا گیو نی اپنے سر کو جہکا
ادب سے زمین بوس جا مس کیا

لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مری باپکا ایک بوڑھا ہی
ہم رستم و طوس و گودرز یان
یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
پر اک اور بھی غرض ہے خسروا
ہنر سے ہوئے وہ تہا اک نشان
سخن سنکی خسرو نی یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شادان ہو پہلوان
کیا اوسکو گھوڑے پہ اپنی سوار
فرستادہ پیر انکی اوس چشمہ پر
ہوئی جب یہ قصے وہ کامیاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب
مبادا کمین مین وہان حسود
وہان ہین دراک گرو نہر ادام
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
سوار اونپہ ہو کر وہانسی چلے
یہ پیر انکو سنکر ہوا اضطراب
تہ صد لیکی ساتہ اپنی دلکار
اوسی گیکر گیو جنگی سوار
سنی تہی یہ آخر تنا سو بہی بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہوا اکطرف گھوڑے کو دوڑا کے
ہر ایکو جنگی لعین تیغ وطفر
کہا گیو سے شاہزادی نے یون
مدد سے ہہا تیری اقبال کی

کہ ای بادشہ زادہ نامجو
کہ خوبی سے ہی شاخ گلستان علی
جو دین تو پیجان یون ان یکمان
تنکوہ کیا تی ہی تیجبا بین
کہ بازو کو اپنی ذرا کہولدو
ہر بازو دی خسروان لیا من
وو ہین اپنا بازو دہ بہ سینہ گیا
اوسپی ہوا وہین سجدہ بنیان
جلو مین ہوا گیو فرخ نہاد
کہتی جب تو پائی اونہوں نی خبر
تو پھر گئی سوی پیرن شتاب
گئی جب فرنگیس کی پاس شب
خبر پائی ہو نچیں یہان شن در
بہت دل پسند اور بہی ترکام
لسوی چراگاہ اسپان روان
فرنگیس و کیخسرو و گیو ہے
کہ ضامن تہا وہ یہ ہی اور اسپاس
گیا کرکی بلغر شتا دوست شعار
ہوا آکی آمادہ کارزار
کہ ہو دیگا کیخسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر تہی سب سپاہی
نہ تہی گو نکو خاطر مین کچہ لائی تہا
گیا بس کیخسرو نامور
کیا تو نی بیدار مجکو نہ کیون
مخالف کی فوج پامال کر

مجہی کو تنی پہچان کیونکر لیا
کہنے صور تمین علاماتان تمام
دلی کس طرح تو نی جانا مجہی
تری شان سے ہی ہوا آشکار
نشان کیان تابد یدار ہو
کہ تہا یعنی ارث کی کیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازو ی شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طرب انسی ہو کر پیدا الم
کہ اک گرد اقلیم توران کا
فرستادہ گودرز کی ہی وہین
وہ بولی کہ تاخیر کیجے نہ یان
یہان سے ہے نزدیک اک مرغزار
سیاوش کی گلی کا ہے اک سمند
وہین گیکی لایا اسیر کمند
روانہ ہوے سوے ایران بار
روانہ کیا اوسنی گلباد کو
ملو دیر خواب مین تہا وہ بیدار بخت
گلو گیر اور کہینچکر تیغ تیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم
وہ گرد دلاور یل شیر زاد
جو میدان مین مغلوب کان ہوے
کیا جنگ کا جو اسباب ال
وہ بولا نہ تہا یہ گوارا مجہی
ہوا شادمان خسرو نیک دین

تب اس نوجوانی یہ پاسخ دیا
تہا بابا مجہی مان نی بزرک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر تجہی
کہ ہی تو ہی کیخسرو نامدار
تشفی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی و نسل و نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اوسکی آگی کیا
جہان تہی فرنگیس آتی وہان
یہان سے ملکزادی کو لیکیا
لگی پھر کہنے گیو بابا نہین
ابہی ہو بہی سوی ایران روان
کہ اسپان سلطان توران دیار
اوسی جائی لا ای یل ارجمند
نہ تہا وہ اسپ بہی کسی کی سمند
ہوئی ساتہ تائید پروردگار
بدنبال کیخسرو نامجو
کہ پہونچا اید پروہ نگونسار بخت
بیابان مین پر پائی کہ رستخیز
بتائید فضل خدای کریم
کہ رکہتا تہا اس قول پر اعتماد
سراسیمہ گیسرہ یزان ہوئے
ہوا سنکی خسرو تاسف کنان
کہ بیچین کرنا جگا کر تجہی
کہا مرحبا صد ہزار آفرین

وہ چلتا تہا ہر روز سے صد کروہ
گئی رفتہ رفتہ وہ جب گہاٹ پر
کہا یون سند سے تری پاس گر
گذربان نی پانچ دیکہ کر خبر
کہا گیو نی تب کہ ای نوجوان
گذربان نی پہر یون کہا ای عزیز
کہا یہ گذربان نی پہر گیو سے
سوا اسکی ہی یہ نشانی جد
ولی اور چندین زرہ لیجیی
گر ایمین سے دوگی نہ تم ایک بہی
ولیکن گذربان ہا تند و سخت
وہ سمجہا کہ بیہودہ گفتار ہے
پیوستہ خنجر سی وہ پہلوان
مبادا اکہین شاہ افراسیاب
پہر آخر ہوا بادشاہ عظیم
سنی گیو سی جب خسرو نی بات
گذر کر گئی وان سی پایاب سب
پہر آتے مین پیچا دوان تیل تاب
جو وہ مین گذربانسی کشتی لگا
تو ہرگز بچا یان سی دریا کی پار
غرض پہر گیا شاہ توران سی پہر
بجالا ای وہ شکر یزدان پاک
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
گئی پیشوا ہر سہ نام آوران
جسبہ یا وہ گستہم نام دار

لیی ساتہ تورانیون کا گروہ
تو جیحون پہ طغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جاشونسی منہہ کر
ملی گی نہ کشتی سند کی بغیر
ہمارا خداوند زادہ ہی یان
حوالی مری کیجیی یہ کنیز
کہ دو تاج زر اس سے لیکن مجہے
نہ اسکی سہ لیے کیجیے زنہار کد
نہ ہٹ اس رہ کی لیی کیجیے
تو یان سی گذارا انہو کا کبہی
لگا کہنی تب گیو فرخ بخت
کسیکے نہین تاب تہارے
یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
یہان کر کی یلغار پہونچی شتاب
فریدون بفضل خدای کریم
تو غیرت مین آیا وہ فرخ صفات
کہ اقبال تہا ہمدم و ہمنفس
کناری پہ جیحون کی افراسیاب
اوترنیکا تہنی ارادہ کیا
کہ ہی فوج ایرانیان بیشمار
بصد رنج و غم سوے توران زمین
ہوئی جیتنر پہر دہانسی روان
ہوا شاد پیرہ کی وہ کیوان کلاہ
گئی اور بہی ساتہ والا ایران
ہوا دیکہکر خشم تر شہریار

ولی ہر زمان فضل و لطف خدا
گیا گیو وہین گذربانکی پاس گر
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجکو دو
نہ دیگا یہ گہوڑا تجہے زینہار
یہ سنکر کہا گیو نی یہ سنان
پہر اوس سے یہ اوس پہلوان نی کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجہے
گذربان یہ کہنے لگا ای عزیز
لگا گیو پہر کرنے گرمی وہان
کہ ناچار دریا مین آتے ہین ہم
جو اس طرف دریا سی جاوے گذر
توقف نہین یان مناسب ہے اب
فریدون کو لایا تہا یان وہ کا جب
تگاور کو ابہی تو دریا مین ڈال
کیا اوسنی جیحون مین گہوڑا روان
گذربان تعجب مین ہے سربسر
فرنگیس و کیخسرو و گیو کو
لگا کہنی ہومان کہ ای بادشاہ
نگہبان تو رہ ملک توران کا
فرنگیس و کیخسرو و گیو جب
کسان زمیندار کی کی طلب
وہین طوس و گرگین گودرز کو
جہان اپنی با انبساط و خوشی
اوتر تخت سی پہلین لیا

مددگار تہا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کہنے گفتار یار
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پہر یہانسی بخوبی کرو
ہمارا نہین سپہ کچہ اختیار
کہ اوسکی یہ ہی مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہی بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجہے
طلب کے ہین مین نے جو یہ چار چیز
کہ لازم تہی ہرگز نہ گرمی یہان
گذربان سی یا آپ جاتی ہین ہم
کہ جی جسمین غاہیون کو خطر
کہ ترکان کا یلغر بڑا ہی غضب
وہ جیحون سی گذرا تہا پایاب
کہ فضل خدا سی مبارک ہی فال
فرنگیس اور گیو بہی بعد ازان
ہوئی لوگ حیرت زدہ دیکہکر
جو دیکہا شتابان ہوا کینہ جو
تری ساتہ آئی بہت کم سپاہ
مگر قصد اقلیم ایران کا
قلمرو مین ایران کی تہی تب
رقم کر کی اک نامہ با صد طرب
کہا جا کی تم پیشوائی کرو
شتابی سی آرایش شہر کے
سر و چشم پر اوسکی بوسہ دیا

گیا قلعی میں جو زخمی جوان / لگا کہنے تب بیژن پہلوان
کہ اک تن پیادہ سو بھاگا شتاب / اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
نہ آئی تجھے غم سے کچھ زینہار / دریغ ای جوان مرد جنگی سوار
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان / کیا قلعی سے تیر باران عیان
سوا اسکے پھینکے بہت خار سنگ / ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ
پس کوہ جب مہر روشن گیا / سو خیمہ تب انسے بیژن گیا
لگا کہنے یون طوس کہا کر قسم / کہ حملہ کنان ہوئی تا صبحدم
گروہ فتنہ اس قلعی کو یکبار / بچہوڑو کسیکو نہیں زندہ وہان
پری چہرہ گل شہر کو وقت شب / یہ آیا نظر خواب یعنی کہ آب
لگی آگ اس قلعی میں ناگہان / ہوی سوختہ سب پسر مرد و زن
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب / بسر سے گیا قطرہ خواب تب
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود / کہ ہرگز بچھی زیر چرخ کبود
نہیں غم کچھ اے مادر مہربان / کہی سب کو ہے آخر فنا بیگمان
اگر میں بھی کشتہ ہوں شاید / تو کیا چارہ پیش قضا و قدر
ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب / سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
ہوا حملہ آور بسوی حصار / دلبری لگا کرنے مردان کار
در دژ شکستہ ہوا پھر وہین / گئے دژ میں سب کھینچکر تیغ کین
مگر نیزہ اوس دم فرود دلیر / ہوا ازرم جو کے مانند شیر
دلیرانہ پھر بیژن جنگ جو / ہوا اوس جوانمرد کی روبرو
فرود دلاور نے از روی کین / رہا اک لگا زخم اوسنے نہ زین
اثر کچھ نہ جوشن میں کر گیا / گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان / کہ بیژن کو لی زیر گرز گران
ولیکن کمینگاہ سے بے دریغ / رہا مرد لاور نے ماری جو تیغ
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود / فغان اک وٹہا زیر چرخ کبود
کہ ای وای افسوس مثل تذرو / جوانی میں کشتہ ہوا ایسے پر
غرض اوسکی ماں دختری / ہوئی اوسکی ماتم میں ادکنار
پھر اپنا شکم کر کے خنجر سے چاک / کیا اوسکو اوسنے وہین ہلاک
وہان آگئے بہرام نے طوس کو / کہا کرکے نفرین کہ ای تند خو
یہ پہونچی خبر پای خسرو کو جب / خدا جانے کیا تجہپہ آیا غضب
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود / فراوان غم بور دو درد فرود
وہانسے بصد شوکت و کر و فر / کیا طوس نے کوچ پھر بیشتر
پھر اک راہ میں وہ آیا حصار / جوان ایک سان تہلوان
نکل کر بلا سان ہوا گرم کین / کیا کشتہ بیژن نے اوسکو مگر
روان وانسے لشکر ہوا بیشتر / یہ سالار توران نے سنکر خبر
نژادہ کو بھیجا برای نبرد / پکارا وہ آئے جو ہو کوئی مرد
گیا سامنے بیژن پہلوان / ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان
پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بر / رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو خبر
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا / پریشان ہوا سنکر بدخواہ کا
یہ چاہے تھا بیژن کہ پھینکے کمند / کرے تا کہ بدخواہ کو اوسنے بند
کہ آتی میں گھوڑونکو کر کے دوان / سواران تورانی آئے وہان
نژادہ کو وانسے اوٹھا لیگئے جو / نگادو رہ اوسکو اوٹھا لے گئے
ولیکن نہ پھر جنگ کے لائے تاب / گئے بھاگ کر پیش افراسیاب
ہوا اونسے پیران لشکر روان / پی جنگ و پرخاش ایرانیان
سواران ترکان لیے جل نشان / نبرد آزمایان و مردان کار
سوی کاسہ رود آئی تورانیان / کہ لشکر تھا ایرانیان کا وہان
خطر گیو سے بسکہ پیرانکو تھا / تو ناچار بس قصد شبخون کیا
غرض ست مدہوش غافل تھے / دلیران ایران میں وقت شب
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان / ہزاروں گئے قتل ایرانیان
خطرناک بیدل ہوئے سپاہ / روانہ ہوا طوس پھر سپہگاہ
فریبرز کی آگے شامل ہوا / فریبرز کا پر الم دل ہوا

گیا نامہ خسرو نامور
بنام فریبرز عالی گہر

لکھا تھا کہ ہی طوس تقصیر وار
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار

بسوی کلات و خرم گیا
مری بھائی کو قتل ناحق کیا

غرض طوس کو قید کیجیو
خطا کی سزا اسکو اب دیجیو

بفرمان کیخسرو نامور
فریبرز نے طوس کو باندھ کر

کہا سخت دشنام دی بیشمار
کیا انجمن میں ذلیل و خوار

رکھا اوسکو زندان میں پرگناہ
ہوا آپ سالار لشکر سپاہ

لکھا پھر یہ پیران کو نامہ کہ ہان
کہ شبخون نہیں کار جنگ آوران

اگر ہی جوانمرد تو بیدرنگ
دلیروں کی آسانی ہی جنگ

فریبرز کا جب کہ نامہ پڑھا
تو پیران نے اوسکو یہ پاسخ دیا

کہ نکلی ہم بعد یکماہ جنگ
مہیا ہی یان گرز و تیر و خدنگ

غرض جب گیا اک مہینا گذر
دو لشکر مقابل ہوئے آنکر

ادہر نامداران ایران زمین
اودہر لشکر ترک جویای کین

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

صف آرا ہوئی آنکر ہر دو سو
دلیران جنگ اور کینہ جو

ہوئی آتش جنگ افروختہ
ہوا خانہ آشتی سوختہ

بہا زرگی جا ہی کینہ خواہ
ہوئی گرم پیکار لشکر سپاہ

گئی گیو بیژن جو میدان میں
تو برپا ہوئی حشر اک آن میں

ہوا جسطرف گیو ناوک فگن
ہزاروں کے کشتہ ہوئی پیل تن

نبرد آزما بیژن پہلوان
جدہر کو گیا سیلے تیغ و سنان

ہوئی قتل ترکان و دو بیشمار
بیابان ہوا خون سے لالہ زار

دلی اور جانب سی تورانیان
جہان تھا فریبرز آئی وہان

ہوئی حملہ آور سو قلبگاہ
کیا آکی ایرانیون کو تباہ

دلیران ہوئی کشتہ ہنگام جنگ
فریبرز پر ان ہوا وقت تنگ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
گیا دوڑ میدان سے بالای کوہ

ہتا جای تھا وانسے گودرز بھی
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی

ولیکن وہین گیو مرد دلیر
لگا کہنے یون اے سرافراز پیر

تو ہی صاحب گرز و تیر و خدنگ
جہان میں بہت تو نے دیکھی ہی جنگ

نہ ٹھہرے گا پیران کی گرز رو
رہیگی بھلا خاک پھر آبرو

تماشا مرا دیکھ وقت وغا
یہ پیران و ایشہ تو ہی چیز کیا

اگر کوہ ہو ہی تو کندہ کرون
سر سربلندان نگندہ کرون

کرون قتل لشکر کو اک آن میں
سمجھو و نمین آئی ترک کید ہمیر

پھر اتنی میں ستہم آیا ...
ہوئی متفق آکی جنگی جوان

یہ گودرز گستہم جنگی بہم
لگی کہنے میدان میں کھا کر قسم

کہ مرجائینگے اب کارزار
نہ منہ موڑتے جنگ سے زینہار

قدم الغرض کرکے محکم وہان
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران

یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا

یہ کہ اوس سے پہونچا میان انکو
درفش اپنا یا بھیج ای نامجو

یہ بیژن نے جب جاکر اوس سے کہا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا

بھلا کسطرح سے میں دون انکو آن
کہ غالب ہیں اب وقت تورانیان

مناسب نہیں ہے یہ ... تو
کہ بھیجو اتون اپنا درفش اب اودہر

فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب
ہوا بیژن جنگجو پر غضب

علم دار کو قتل کرکے شتاب
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان

کون کیا بیان ماجرای ستیز
کہ برپا تھا اک دشت میں رستخیز

سر و حلق گردان جنگ آزما
نثار دم خنجر تیغ تھا

روان خون تھا مانند دریای آب
سر پہلوانان تھا مثل حباب

ہوئے ون بسمل کئی وس بیشمار
بہت وقت پیکار ماری گئی

رہا زندہ گودرز بابست تن ۔ ہوئی کشتہ ہفتاد شمشیر زن
ہوئی کشتہ میدان میں ہنگام جنگ ۔ زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
رہی لیک تورانی غالب سپاہ ۔ ہوئی فوج ایران بس سر تباہ
ہوا سنکی خوش شاہ افراسیاب ۔ ز روی عنایات شاہی شتاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا ۔ برا نام تمنے کیا مرحبا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان ۔ ادہر لیکی آوینگی فوج گران
شب و روز تم کامرانی کرو ۔ بعیش و طرب زندگانی کرو
جہانمین نہ کہون نشان نہار ۔ باقبال شاہنشہ نامدار
غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال ۔ فریبرز تب دل سی پر ملال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم ۔ ہوا اسکو مرگ برادر کا غم
کئی دن تلک اشک سی نم کیا ۔ شب و روز انکہوں کو پر نم کیا
شکیب و صبوری کو کر اختیار ۔ کہ چارہ قضا سے نہین زینہار
چھوڑایا وہین قید سے طوس کو ۔ لگا کہنی پہر جشن و ناموس کو
تہمتن نی وہین نذر پیش کیا ۔ ولی طوس خسرو سی کہنی لگا
ملادون میں اسکو تہ خاک و خون ۔ تلافی تقصیر سابق کرون
تو کی عرض رستم نی ای بادشاہ ۔ ہزار آدمی ہیر و سپر کلاہ
جو آویگی فوج افراسیاب ۔ تو مین ہونگا ہم رزم اسکا شتاب

دو خویشان پیران فراسیاب ۔ ہزار و دو سد مرد والا جناب
سوا اسکی ترکان و ایرانیان ۔ ہوئی کشتہ جتنی گئی کیا بیان
سوی خیمہ ترکان گئی شاد دل ۔ ہوئی بند غم سے آزاد دل
پی سرداران خلعت پر گہر ۔ برائی سپہ شاہ نی گنج و زر
پراشستہ پر حرف فتح ہو ۔ وزارا دلین اپنی یہ تم سوچ لو
ملاؤ ابہین خاک خون میں ہمہ ۔ تو پہر اب جہاں میں ہے فتح و ظفر
خوشی سے یہ پیران نی نامہ لکہا ۔ کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادہر ترک خونخوار تہی شاد کام ۔ ادہر اہل ایران تہی غمگین تمام
شتابی روان ہو کی پہونچا وہان ۔ کہ کیخسرو ناسور تہا جہان
کہا یوں کہ شل بید ہے بی گناہ ۔ فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
بزرگان ایران و رستم ہم ۔ گئی اور کہا ای شہ جم حشم
یہ کہ سوگ سی پہر اوٹہایا اوٹہ ۔ یہ بزم مسرت بٹہایا او
کہ ای رستم پہلوان جان شتاب ۔ پی جنگ پیران جانہ فراب
کہ مجکو اجازت ہو پہر اک بار ۔ کروں جا کی پیران سی کارزار
یہ سنکر سوی رستم پیل تن ۔ لگا دیکہنی سرو در انجمن
اجازت ہو کافی ہی طوس دلیر ۔ کریگا یہ پیران لشکر کو زیر
یہ سن طوس کو اونی جہس سیکی ۔ دیا حکم گودرز کو تو بہی جا

بار دیگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحر سازی ساحر وزبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکی پہر طوس جنگی جوان ۔ ہوا سوی پیران لشکر روان
بہم ہر دو لشکر ہوئی گرم جنگ ۔ رہی سات دن جنگ گرم تنگ
جدا ہو کی لشکر سی اپنی گیا ۔ گیا ہم نبرد ان کی سر کو جدا
کہا وہین گودرز نی طوس کو ۔ توقف ذرا کر تو ای نامجو
گیا گیو دوڑا کی شبدیز کو ۔ ہوا ساتہ ہومان کی پیکار جو

گیا کرکی یلغار نزدیک جب ۔ مقابل ہوا آکی پیران تہی تب
ہوا آٹھواں روز جب آشکار ۔ تو میدان میں ہومان دلاور سوار
بہت گرد ایران کی ہو کشتہ جب ۔ گیا طوس لینی قصد پیکار تب
کہا گیو سی پہر کہ ای شیر مرد ۔ تو ہومان اب جاکی تو ہم نبرد
گئی گذر تہا گاہ تیغ و سنان ۔ لڑی خوب باہم وہ دونو جوان

کہیں دہ دشت سی آگیا
کئی اسپ کو اوسنی ضایع کیا

عجب ہے حیرت کا ہی مقام
گرا اگر کیا گورخرنی یہ کام

کہی ایک گو ان یوں مین
سر چشمہ صحرا ہین مسکن گزین

سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
تہمتن نے خسرو سے تب یہ کہا

نہیں اور کو تاب یہ زنہار
یہ تکلیف بہی تو ہے کر اختیار

سوی گورخر جا کی پہینکے کمند
وہ غایب ہوا جبکہ پہونچا گزند

کیا چاہی تہا خم او سیر رہا
نظر سے وہ پوشیدہ پہر ہو گیا

غرض اسطرح سے وہ دیو پلید
کبہی تہا نمایاں کبہی ناپدید

بروز چہارم سوار دلیر
ہوا اور بیابان مین آرام گیر

زمین کو شتابی بریدہ کیا
اوٹہا کر تہمتن کو لیس لی گیا

کو دریا مین پہینکو نہ دیا کوہ پہ
جو ہو ہوش آسی دل جان سمجہ کر

کہا دیو سے پہینک دی کوہ پہ
کہ تا استخوان ریزہ ہون سربسر

گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ
سوی رستم گرد دوڑے نہنگ

زروی دلیری حلم کرکی تیغ
لگا قتل کرنے ادہنین بیدریغ

شناور تہا یکدست سے پہلوان
بدست دگر تہا ستیزہ کنان

صلاح و لباس اپنا کر خشک وان
ہوا پہر سوے دیو اکوان روان

جوانمرد کا رخش چرتا تہا وان
ہوا پہر سوار اوسپہ پہلوان

سپہدار توران کا گلہ بان
کہیں سے اب گلہ کو لایا تہا وان

خبر پا کی چوپان افراسیاب
سوی رستم گرد آیا شتاب

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
نبرد آزمائی مرا کام ہے

بہلا کسلیے تم مقابل ہوئے
عبث سوی پیکار مایل ہوے

یہ مردانگی دیکہہ حیران ہوئی
وہ ناچار یکسر گریزان ہوے

دلی تہا وہ منزل بمنزل دوان
کہ تیر کو لگی پہونچی سینہ کمان

گیا [illegible]
مقابل ہوا اوسکی وہ شیر مرد

کئی کشتہ [illegible]
چہل مہ داران بہنگام جنگ

یہ کہنی لگا خسرو پیلتن ور
نہیں ور مین ہاہی سپ گور

یہ سنکر وہین سب بدان گہر
لگی کہنی یون پیش شاہ زمن

ہوا دشت مین آکے گلگیر
وہی دیو مین صورت گورخر

کہ ای پہلوان رستم پیلتن
ترا کام ہی کشتن اہرمن

وہین لیکی گرز و کمند و سنان
تہمتن ہوا سوے صحرا روان

پہر اک دم مین پیدا ہوا وہ لعین
یہ دوڑا وہین کہینچکر تیغ کین

یہ سمجہا تہمتن یل پیلتن ور
کہ ہے بیگمان یہ اکوان یہ گور

رہا تین دن تک تہمتن خراب
نہ آرام تہا ونکو نی شبکو خواب

گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
تو پہر آنکے دیو اکوان دوان

ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
لگا کہنی تب اوس سے یون اہرمن

سمجہتا تہا یہ رستم شیرگیر
کہ برعکس ہے کار دیو شریر

اوسی دیو ناپاک نے پہر وہین
دیا پہینک دریا مین ان روی کین

جوانمرد اوسوقت لایا تہا
سوا آفرینندہ مہر و ماہ

یل پیلتن خوب تیراک تہا
دلیر و جوانمرد و بیباک تہا

بعون عنایات لطف خدا
کنارے یہ پہونچا وہ جنگ آزما

یہ اوس حشیمی پر رفتہ رفتہ گیا
کہ گہوڑونکا یعنی چراگاہ تہا

جو چوپان تہا خسرو کی سرکار کا
وہان اوسنے گلہ گور کہا تہا

روان لیکی گلہ ہوا پیلتن
سوی خسرو خسروان سر

اوسی دیکہکر رستم نامور
خروشندہ وان ہوکی یون تیز تر

تمہارا جو ہی شاہ افراسیاب
کیا مین نی اوسکو سیاہ و خراب

یہ کہکر وہین کہینچکر تیغ تیز
کیا قتل کتنون کو وقت ستیز

تہمتن جو ادہر روان تیز تر
نگہبان تہا گلہ کا شام و سحر

خبر پا کی رستم کی اک نامدار
سپہ لیکی اور پیل جنگی ہزار

کہی کشتہ گردان بہت سے ہیں
کیا قتل کتنوں کو شمشیر کی

سوار ونکو یکدست کرکے تباہ
لیے گرد نے چار پیل سپاہ

وہ منہ کردہ فوج توران باآ
طرف سی تہا خسرو کی اک اژدہا
روانہ بسوی بیابان ہوا
کیا دیو کی سوگند گر تو ہی مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
پہ سنگ تہمتن نی ڈالی کمند
جدا دیو کی جسم سو کر کی سر
جو دیکہا سہ دیو حیران ہوا
پہر اک جشن ترتیب دیکر کیا
رہی بزم عشرت سا ہان چند روز
مری دلمین ہی اب نہ روح منی طرف
دو منزل گیا اوسکی ہمراہ شاہ
کہون کیا میں یہ عجب داستان

ہوا جادہ پیمائی تست فرار
گیا پیش اوسکی وہ جنگی سوار
پی جنگ کو ان شتابان ہوا
تو ای دیو آ سامنے کر نبرد
لگا کہنی رستم سی کر کی غریو
کمر کو کیا دیو اکوان کی بند
شتابی سی فتراک سی باندہ کر
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
مہیا تہا اسباب عشرت کا
رہا دور جام می دلفروز
مجہی کیجی رخصت بسوی وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

بفتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ ہی اودہا پیل بلند
باہو نجا بپیش شہ وہ پہلوان
ہمین کار مردان میکار جہ
کہ جنگ نہنگان سی ہو کر رہا
بیک ضرب گرز گران پہر جہان
روان ہو کے پہر پیش خسرو گیا
طلب کی سیم و زر بیشمار
بہم خسرو و رستم نامور
کیا عرض رستم نی دیوان بعد ازان
تہمتن کو خسرو نی رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرو

ہوا پیش شہ بہر پابوس وان
سپرد اوسکی کر کی پیل زر ہنہ
خروشان ہوا پیل شیر ژیان
گرانزادہ بین جو ایسی مرد کو
ہمیں آزمایا تو بہر دعا
پریشان کیا مغز دیو پلید
ستمگشتگی اعزاز دیکہا
کیا رستم پہلوان پر نثار
ہوی مائل عیش شام و سحر
کہ ای خسرو خسروان جہان
بہت مال اور گنج اوسکو دیا
کہن قصی کو تازگی سی لکہو
کہ سننی سی ہون شاد پیر و جوان

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دختر افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب از بن ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوی ایران

کئی آکے ارمانیان یکروز
کہ ارمان میں خنزیر سر فراز
ستم سی گرازونکی ہم آئی بان
اوٹہا بیژن پور گیو دلیر
دلی گیو بولا کہ ای شہریار
یہ کیسکو ہی بیژن پہلوان
گرازونکی دینی میں بیجا دم

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کنان ہین او ون گراز
نظر کر بحال ستمدیدگان
شہ شیر صولت سی بولا وہ شیر
یہ کار آزمودہ نہین نونہال
ہوا شاہ سی ہو کے رخصت روان
گرازان مقابل ہوئے آکے

بسان غریبان بیچارگان
بچہوڑ و ن راعت ز رگ تجر
یہ خسرو نی سنکر نظر کی وہین
ہمہی حکم ہوای شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنی گردلیر
دلی اوسکی ہمراہ گرگین گیا
گرازونسی بیژن ہوا ہم نبرد

لگی کرنی فریاد و شور و فغان
ستانی ہین مدم کو شام و سحر
سوی پہلوانان ایران نگاہ
کر دن قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہون ولیکن تنومند شیر
بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنی شیری پہ ل شیر مرد

نہ تھا رکھن مددگار تھا — فقط وہ جوان کرم بیکار تھا
وہین کھینچکر خنجر آب گون — دلاور نی اوسکو کیا غرق خون
گراز ان خونخوار کو قتل کر — کیا دشت کو بحر خون سر بسر
بفتح و ظفر خرم و شادمان — رہا جا کی پہر دشت مین پہلوان
کہ یان دشت ہی ایک رشک جنان — ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہین وان
وہ پہر سال آتی ہی وان سیر کو — لیی ساتہ اپنی کئی شعلہ خو
کہ صحرا ابھی ہی اندنون نازنین — پی سیر و صحرا اقامت گزین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا — ہوا دل سی مشتاق دیدار کا
کہ بیٹھی ہوتی ہی بناز و ادا — لیی ساتہ اپنی کئی دلربا
مہیا ہی وان بادہ و چنگ و رود — گل و سبزہ و مینا و جام و سرود
ہوا پہلوان عاشق دلستان — ہوتی دلستان عاشق پہلوان
کہ کوئی نہین آسکی ہی یہان — عجب ہے کہ یہ بخت اور یہ جوان
منیژہ نی دایہ سی پہر یون کہا — کہ تو اس جوان کے ذرا پاس جا
شتابان گئی دایہ خوش خصال — ہوتی جا کے بیژن سی پرسان حال
پی جنگ خوکان مین آیا ادہر — کیا دفع مین نی انہین سر بسر
مجھی شوق دیدار لایا یہان — بعزم تمنا مین آیا یہان +
کیا اور بہی اوسکو امیدوار — کیا پہر یہ تدبیر کر ایک بار
یہ سنکر گئی دایہ با اضطراب — کہی دلستان سی حقیقت یہ سب
گئی دایہ پہر پیش بیژن دوان — لگی کہنی اوس سے کہ ای پہلوان
لگا کہنی گر مجہ مین بیژن یہان — تری پاسبانی کو ای نوجوان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان — اسیر بلا ہوویگا بیگمان
دہن مین لگی بیژن کی شہد و شکر — روان سوی ایوان ہوا کیف جو
کیا پہر محبت سی دل ہمکنار — منیژہ نی بیژن کو بی اختیار
ہوتی بادہ پیمائی بافراط طرب — رہی عیش سی وان تو روز و شب
ہوا مستی بادہ کا بسکہ جوش — رہا کچہ نہ تہا بیژن کو ہوش

گر از ایک آیا سو پہلوان — کہ پارہ کیا جوشن ببر بیان
غرض اسطرح سی بگرز و خدنگ — ہزاروں کئی کشتہ ہنگام جنگ
لگا دی وہان آگ بہی چار سو — جلی سب گیا زاران بیکار جو
گئی روز مشغول عشرت رہا — پہر اک روز گرگین نے اوس سے کہا
منیژہ ہی اک دخت افراسیاب — نہین روکش اوسکی مہ و آفتاب
یہ گرگین نی قصہ کیا جب بیان — لگی کہنی تب انکی باشندگان
ہر اک نی منیژہ کی تعریف کی — بیان حسن کے اوسکی توصیف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامور — تو یہ دور سی اوسکو آیا نظر
کنیزان ہین پیرامن نازنین — ستاری ہون جیسن گرد ماہ مبین
گیا بیژن گرد جب متصل — ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
لگی کہنی وہ غیرت ماہتاب — کہ ہی اسقدر خوف افراسیاب
چلا آیا اسطرح سی بیخطر — نہ پہر کر کیا کچہ بہی اسنی حذر
شتاب اس سے احوال دریافت کر — کہ یہ آن پہونچا ہی کیونکر ادہر
یکہنی لگا دایہ سی وہ جوان — مرا نام ہی بیژن پہلوان
سنا مین نے یہ دخت ہی خوبرو — ہوتی دیکہنی کی مجہی آرزو
یہ کہکر ادہنی ہی وہ انگشتری — جسی دیکہ حیران ہو جوہری
کہ دیکہون منیژہ کی پاس آن کر — تماشای رخسار رشک قمر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے — مری پاس لا کر بٹہاؤ اوسے
منیژہ نی تجکو کیا ہے طلب — گیا ساتہ اوسکی وہ با صد طرب
ہر اک طرح تہا گرچہ گرگین سترگ — ولی کینہ آور تہا مانند گرگ
گیا جب اودہر بیژن نامدار — یہ بدکیش تہرا نہ پہر زینہار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین — گئی لیکی خرگاہ اوسکو وہین
ہوا جب بہم آغوش آرام دل — میسر ہوا اسکو سب کام دل
بروز چہارم ہوئی جب سحر — گیا خواب مین بیژن نامور
عماری زرین مین پہر اوسکو دہر — منیژہ اوسی لیگئی اپنی گہر

نہفتہ کیا قصر میں رات کو
بہت دل میں اپنی پشیمان ہوا
پڑہی مجہ پہ گر کین فی صد ہا فسوں
نہ ہونی کی جمع خاطر کمال
فدا ہون میں اور تجہ پہ قربان ہوں
اگر شاہ توران سے پہونچی خبر
یہ کہکر لگی پینی باہم شراب
نہ تہا دخل نامحرموں کو وہاں
پہری گردش چرخ انجام کار
گیا وہین دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہی لائق قتل و بند گران
کہ لیجا سواران بیکار جو
یہ سنکر جو گرشیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکہا پہونچکر در خانہ پر
نہ چنگ و دف و رود شہنائی واں
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
کہ یاں ہے نہ توسن گرز و خدنگ
نہیں کوئی اس دم مددگار ہے
دلیرانہ آیا در خانہ پر
مقابل ہوے پیر جو کوئی جوان
تو بیکل کری مجہ سے گر ایکبار
جو دیکہا کہ بیژن لیے جوان

رکہا سب سے پوشیدہ یہ بات کو
نہایت دلاور و ہشیار ہوا
سو راہ جو وہ ہوا ہمہوں
کہا یوں کہ دل کو نہ کہہ یہ ملال
رضا جو تری با دل و جان ہوں
تو جان عمر تیری آگئی سیر
ہوئی دولت وصل کی کامیاب
کسی پہ نہ یہ راز تہا کچہ عیان
کہ یکسان نہین دائما روزگار
کیا عرض یون پیش افراسیاب
فراخان سالار کو سن ہین
کوئی جا کے ان کو لی ایکبار
عقوبت ہی اوسکی وا بیجان
تو مجبور کر جاکے اک کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پہر زود تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہی قد جو چہرہ پر تند گان
یہاں سطح سے تو گستاخ ہی
کرون کس طرح ساتہ دشمن کے جنگ
جہاں آفرین بس نگہدار ہے
خروشان ہوا آگے جوں شیر نر
تو کہو دی سرانا و وہین انگار
حلو ساتہ تیری سو شہریار
کری سخت نفرین کو ہمگیان

ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے ای کردگار جہان
اسیر بلا اوسنے مجکو کیا
جوانونکو دیتیں ہو رزمگاہ
مری گہر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
شب و روز رہنی لگے ہمکنار
کئی سال گذری بعیش و سرور
خبر دار دربان ہوا ناگہان
کہ ایسا ہا گیا ننگ ناموس گفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
اگر کاخ میں غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستان میں کہی سپہ لاؤ گر
سنی بانگ قانون و چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
یہ دیکہا تو گرشیوز کینہ جو
ہوا اسکی بیژن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لیکی نام خدا
کہ بیژن ہوں میں پور گیو دلیر
میں اس خنجر تیز سے ابکی ان
روا شاہ مجہ پر نہ کرے ستم
گرفتار کرنا ہی دشوار تر

گرفتار حیرت ہوا نامدار
توہی عالم آشکار و نہان
عوض اوس سے لی دلدار اسباب کا
کہ بیتابی دی عشرت و بزمگاہ
مری جان مجکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین جای اندیشہ ہے
یہ تہا کار جز عیش و انکو نہ یار
فقط عیش و عشرت غم و رنج دور
ہوا اوسکو اندیشہ و خوف جان
منیژہ کا اک گرد ایران ہے جفت
فراخان نے یہ عرض شہ سے کیا
تو پہر اسمین کیا جای تاخیر ہو
یہ گرشیوز کینہ ور سے کہا
قوی اکثر آن یلان و بندہ کش
لیا گہیر پہر اک طرف سے شتاب
کیا پہر او دہر سے جدہر شک ماہ
بہم بی محابانہ میں بادہ خور
ہوا نعرہ زن یوں کہ ہے کون تو
لگا کہنے کیا کہ وہ پیچ و تاب
نہ ہرگز موافق رہا روزگار
لیا کہینچ خنجر کو موزی میں تہا
شجاعت کی ہستی کا اک قہر
بہت نامدارونکو بس غرق خون
شجاعت کری آدمی کہا قسم
کہ مرنی پہ اب سب نے باندہی کمر

یہ کہکر لندہان رستم وہان
لیی ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جا کر سو دشت بیژن
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کہینچی بہت تونی رنج و تعب
کہا اوسنے معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہین گے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہرچند رستم نی بیر
نہ روکی لیری شتابان جو
سپاہ اونکی ہوگے گرم کین
یہ آواز دی جاکی دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جو ہر استقر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پہر اک نازنین پریچہرہ کو
سوا اسکی کتنی پریچہرگان
سپہ لیکے آیا پی کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پہر کہ ای شاہ افراسیاب
کئی بار دیکہا ہی تونی مجہی
زبون سخت ہین مجہسی پیر سوار
کہ ای نامداران توران ہیر
نہ جانبر ہون سید انسپاب زنہار
سواران توران و ایرانیان
ہوی کشتہ تورانیان بیشتر

رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی وسکی صدمے سی توران زمین
گلی سی شتابی لگایا اوسی
منیژہ کو تب لیکے جایا سی آب
کہا آکر یہان رستم پیلتن
کہ نامرد تہا رستم پہلوان
بچاؤن تجہی چہوڑ کر زینہار
گیا ساتہ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوے
ولیکن ہوے کشتہ یکسر وہین
کہ رستم نے تو ای شاہ بیداد گر
رو کہن کیتا ہی داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پہر اوہانسی لیکر دل ناصبور
گئے تین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا اسکی رستم بہی وہین سوار
کہ ہو ہم نبرد انکی کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہی بیحساب
کہ دی مین نی تنہا شکست تجہی
تو آیا عبث یان پی کارزار
یہ ہی رزمگہ جای عشرت نہیں
نہ ایران کا زندہ رہی اک سوار
ہوی گرم پیکار باہم وہان
رہی غالب ایرانیان بیشتر

گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر تو تین کے رکہا تہا جو سنگ
کہ تین مین جو وہ تہا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سربسر
کرون ایک شبخون مین اسکا شتاب
اسیری سی بیژن کو کردیا رہا
جو مانند دزدان یہان آئے ہم
چلون ساتہ تیری مین ای شیرمرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا پہر روان رستم نامدار
کہ جن مین بیژن گرفتار تہا
ملاقی کو بیژن کی آیا مین ناز
پہونچکر تہمتن نی از روی کین
ہر اک گرد یکتن سی جیال
یلان نی کیا جاکی آرام خواب
ہزار اوسکی ہمراہ تہی پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ولی ساتہ میری نہین تاب جنگ
دلیری و مردی جرات مر
ہوا اسکی شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سواران نی گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز تیغ
ہوا جب سپیدہ انہین کچہ کا نشان

تہمتن نے اوسوقت باندہی کمر
دیا پہینک اوسکو وہ تہا بیژن بند
نکالا اوسی ڈالکر وان کمند
لگا کہنے بیژن سی پہر نامور
لیکے سو شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتہ انکی اب لیگیا
شبا شب ہوا خوف سی رہ بسر
کرون جلکی تورانیان سی نبرد
سوی قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعے مین پہر دبیخوف و باک
سو خانہ شاہ توران و یار
ہوا بند سی آج باری رہا
مرا نام ہی رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سی لیکر گیا خوار سیار
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نی کہینچا بہت انتظار
مگر کچہ نہین ہے تجہی عار ننگ
بہت آزمائی سپہ نے ترے
سوارون سی بولا یہ کرکے عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگجو
ہوی حملہ آور سوی رزمگاہ
کیی قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوی چین و الس افراسیاب

ہوئی اک شب و روز جنگ گراں — کہ جسکا نہیں ہو سکے کچھ بیان

فریبرز اور طوس میدان میں — جو آئی مقابل تو اک آن میں

ہوا شادمان شاہ توران بہت — ہوا غم زدہ خسرو نامدار

ہوا پر غضب رستم پہلوان — لگا کہنے ای خسرو خسروان

فریبرز اور طوس کو گر بتا — تری پاس لاتا ہوں بفضل خدا

کٹی نصف شب کہ پہونچا وہاں — اسیران بند بلا تھی جہاں

ہٹی فوج ایران کو تھی شکست — سواران توران ہو چیرہ دست

اوٹھا رزم سے بزرو اونہیں لیگیا — یہ بند گران ونکو بستہ کیا

طلب رستم نامور کو کیا — یہ احوال خسرو نے اوس سے کہا

تو رکھہ جمع خاطر کہ جاؤں شتاب — سوی پہلوانان افراسیاب

یہ کہکر گیا رستم جنگ جو — وہاں لیگیا ساتھ گستہم کو

یہ سمجھا کہ بزرو کی خرگاہ ہے — جو دیکھا تو بیٹھا وہاں شاہ ہے

نہیں اوسکو بیکار سے خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادہر
مری ہاتہ کو آج پہونچی شکست
نہیں ورنہ آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بتیغ و سنان
روانہ کردن رستم سو ہندوستان
یہ سنکر نہ کچھ تہمتن نے پاسخ دیا
جو بابان ہو خورشید وقت پگاہ
نہیں مجکو زنہار کچھ خوف جان
ہماری ہے قالب میں جبتک کہ جان
مقابل ہوں با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکی جتنے ہیں گردن فراز
دگرگوں ہو تو نگ زمانہ اگر
ولی رستم گرد جنگ آزما
عماری تو اسوقت تیار کر
بلاؤ ہمیں ان جا کی سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سنکر خبر
نہ ٹھہری یہاں گر تو ای پہلوان
تہمتن نے پہر با دل دردمند
مجہی صبح میدان میں آنکہ
ہوا زخم کاری سے بیکار میں
پہر انہنی میں نہ تجہے خبر یہ وہان
بغل میں لیا پیلتن نے دو تن
تو پہونچی مجہی راہ میں یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن

مرا دل ہے اوس پہلوانسی دو نیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
کہ ہو برزوی گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہی سوے ہندوستان
بلاؤں فرامرز کو اب یہان
تہمتن کو بس وہیں رخصت کیا
تو برزو سے میں جا ہوں رزمخواہ
نہ سیدا ہوئے کہ نہیں گر عنان
سو جنگ کیو تبلیے ان دہ کا و غنان
اگرچہ تن ق خو نہیں ہے تنگ
دلیرانہ سات اوسکی ہوں رزم ساز
تو جو دل میں آئی کرے نامور
سرا پردہ میں جبکہ آنہی گیا
کہ ہوں صبحدم میں شتابان ادہر
شتابی ہوں سیمرغ سے چارہ جو
دوان پیش رستم گئی سر بسر
تو قائم رہی پہر کوئی جوان
کہا یونکہ زیر سپہر بلند
کری جب طلب برزوی کینہ ور
سو خانہ جاتا ہوں تا چارہ ہیں
کہ آیا فرامرز جنگی جوان
ولی بوسہ لائی جہ بیم دو حسین
کہ برزو سبب کیکے آیا ادہر
لگا کہنے تب رستم پیلتن

نہیں مجکو معلوم یہ زینہار
ادہر پس خبر جو رستم گیا
مجہی سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز پیر اور لاور پسر
وہ جو پال ہند سے ہی گرم جنگ
نہ پہونچی فرامرز یہاں جبتلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ سر
شتابان سے کردن سفتہ اسکا
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہو تجکو شب دریغ رزم
کرے جنگ تن دست گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان جو ابان کین
کہا سنکے گودرز نے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ ای بہائی جان
پہونچکر وہان آل رستم پہلوان
زوارہ نے سب سے کیا یہ بیان
لگا کہنے ہر ایک سے پیلتن
دراپان سے جنبش نکر زینہار
دبیر گیا اس اوقت جنگ
کرو جنگ کیا دست بستہ ہے
یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
ہوا درد دل سے الم سر بسر
فرامرز بولا کہ ای پہلوان
یہ سنکر وہاں شیخ آمین فرمان
تو آرام کر جا سو خیمہ گاہ

ملی خاک میں کیوں انجام کار
تو با چشم ترشہ سے کہنے لگا
نہیں مجکو مقدور بیکار کا
یہاں آئے جہاندار ہوتا اگر
یہ دل میں ہے اک گرد کو بیدرنگ
ہم جنگ ہو توقف ہو تب تلک
لگا کہنے یوں خسرو نامجو
ملاؤں تہ خاک خون و دد تر
کہ ای خسرو خسروان زمن
کہ حاضر ہیں بندے جنگ و نے رزم
ستیزندہ بیژن ہو مانند شیر
کریں جا کی برزو و بزیر زمین
کہ بہنی کیا اب یہاں جسطرح
ارادہ ہے میرا سو سیستان
سر دست کا اپنے درمان کروں
کہ ہے عزم رستم سو سیستان
تری ہی سبب سے ہی یہ انجمن
یہاں کہ تو پای ثبات استوار
فلک نے کیا مجکو اب جا بتنگ
بنی کام کیا زخمی دستہ ہے
تہمتن نے اوسدم ہوا اشکبار
ہوا شاد رستم اوٹہی یکبیک
ہوا ہیں جمع ہندوستان سے روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان
کہ تا دور ہو سب سر نج راہ

کمند اب مجہی کی ہی کر جنگ   تو کر قافیہ جاکی ترکو تنگ
ہوا دشت مین آ سفیدہ گشت خون   کہ داماں صحرا ہوا لالہ گون
ہنگام شب پیش افراسیاب   گیا جا کے پیران نے شاہا شتاب
ہوا شاد کیخسرو نامور   لگی تہنیت دینے فتح و ظفر
ہوا پیش خسرو شفاعت کنان   سر خونسے گذرا وہ شاہ جہان
سو خانہ رستم اوسی لیگیا   فرامرز سے بیژن یہ کہنے لگا
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر   ہوا گرم پیکار مانند شیر
غرض مرتبان سے اچہ پنہان   گئی تب سو خیمہ جنگ آوران
تو اب بانسی لی ملک توران کی راہ   یہ سنکر روانہ ہوئی سپاہ
پی قتل برزو ہوا حکم شاہ   دلی پہلوان رستم تنگخواہ
لگا کہنے رستم سے پہر شہریار   کہ برزو کو لیجا تو ای نامدار
کہ لیجا اسی سوی زابلستان   وہ برزو کو لیکر ہوا پس روان
رہا بندسی بیژن نے اکدم کیا   گرفتار زنجیر اوسکو کیا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن و رایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرۂ تست

جو برزو کی ماں نی سنی یہ خبر   تو ایران مین آئی وہ خستہ جگر
کہ برزو کو پایا جو ایران نیز   تو وانسی گئی زابلستان نیز
ہی مادر برزو سے نامور   کیا اوسکو راضی بہت دیکے زر
یہ شہرو نی اوس سے کہا اکروز   کہ ای مہربان خواہر دلفروز
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام   دیا اوسنی وہ میں پکا کر طعام
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام   ہوا دیکہ انگشتری شاد کام
زن نیکبخت آئی اک چین سے   یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
کیا تمنے یہ راز پنہاں عیان   ولیکن تم سینی مین کیجو نہان
تو پہر لائے ہوا ز تازی سمند   بہنگام شب پر کاخ بلند
پہر آئی وہ زن وہانسے باصد طرب   کہا آکی شہرو سے احوال سب
گئی لیکی سو من برنج کو پاس   نہ لاتی ذرا دل مین بیم و ہراس
جب آیا وہان برزوی نامدار   تو اسپان ہوا پر وہ سوار
سو راہ پر برزو ہوئے روسیہ   کہ گم تہا اوہ مردان کا گنہ
لگی کرنی اوس دشت پر کارزار   ہم برزو و رستم نامدار
رکہی جنگ موقوف انجام کار   لگا کہنے برزو وہ نامدار
زن مطرب آئی یہ پہلوان   وہ بولی گنہگار ہون پہلوان
اوس آشفتہ خاطر کا شہرو نام   پسر کی جدائی سے غمگین مدام
زن مطرب خانہ پہلتن   رہی تہی یہان وہ بہی با مکر و فن
ہوئی نسبت خواہری باہم   وفور اوس محبت کا تہا دمبدم
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر   تو بہیجون طعام آج تیار کر
رکہی اوسنی انگشتری میں نہان   کہ معلوم برزو کو ہو وہ نشان
لگا کہنے بہیجی ہی کسنی یہ چیز   وہ بولی کہ ای مرد صاحب تمیز
یہ ہے میری ماں ہو نہیں کچہ فکر   تجہی دست اپنا یقین جانکر
درون طعام ایک سوہان تو لا   بریدہ کردن تاکہ زنجیر را
مرا کہنچنا انکو انتظار   کہ ہونگا روانہ میں ہو کے سوار
بہت مال شہرو نی لا کر دیا   بہت اوسکو ممنون احسان کیا
سہ شنبہ کو بہی شب کو لائی وہان   کہ برزو نی اوسکو کہا تہا جہان
وہ شہرو وہ زن اور برزو دلیر   شتابان ہوے سوی توران دلیر
ملا راہ مین رستم نامور   پڑی جبکہ برزو پہ اوسکی نظر
کئی زخم باہم رہا نیشتر   نہ لیکن ہوا ایک بہی کارگر
کہ کیونکر ہوا بندسی تو رہا   سب احوال برزو نے اوس سے کہا
جو کچہ کیجیی اوسکو ہی سزا   کہ مجہپر ہی ہر گونہ ایذا روا

تہمتن کی آگے دیتی تھی پیر مست
ملاؤں فرامرز کو خاک میں
فسونسازی اپنی دکھائی وہیں
وہ سوتے سے رخصت شتابان ہوئے
وہ جب ملک میں جو ایران کے
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
مہیا تھے میوہ و چنگ و رود
ذرا ماجرا اس نئے اک ورق کا
دلیران ایران میں تھے تمام
بہم طوس و گودرز میں تھا عناد
لیا طوس نے خنجر از بسکہ تیز
رہا مرد لاور یہ غصہ کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نامجو
تماشا تو میں جا کے دیکھوں یہاں
تہمتن یہ رستم نام جو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو
تو ہونی ہے یہ جو ہم کارزار
پسندیدہ ہے یہ کہ اب جاؤ پھر
پھر آنا جو اب سے ہو آغاز کار
دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کس کا ہے تب مرد مان
کہ زنا ہے جو کوئی اس میں رہے
اوترا سپ سے باد استاد وہاں
لگا کہنے اوس سے کہ اے دوستان

نہیں پیش جاتا اگر زور دست
دلیر و نکالا ہوں میں ہم ناگزیر
طرف اس کے را دیکھی لاتی اوسے
روانہ سوی ملک ایران ہوئے
تو رستے میں پھر زابلستان کے
تو سوسن کہلاتی تھی اوسکو طعام
شراب و کباب و رباب و سرود
کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا تھے دودہی و رود و جام
لگی کرنے وان گفتگوی فساد
رہا مرد لاور نے اوٹھکے وہیں
یہ پھر بزرگ پہلو انسی کہا
کہ طوس دلاور کو اے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہیں تند خو
کہ دونو کو سمجھا کے لاؤں یہاں
برادر تھا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہوں پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
ملکزادہ کو ساتھ لے انجمن
لگے ہوں جدال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے نو ساختہ
لگی کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
تو اب اوسکو آئین لخواہ ہے
گیا وہ وہیں خرگاہ میں پہلوان
حقیقت کو اپنی ذرا کر بیان

تو دیکھ اب تماشا مری سحر کا
پذیرا نگر یا تھا افراسیاب
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا
یل جنگی اک اوسکی ہمرہ کیا
بنائی سرا ایک اور قلعہ یک
مراتب مسافر نوازی کی سب
مسافر نوازی تھی ہر گز روان
وہاں گیو گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ محفل داستان
زبان پر جو اس وقت گفتار تھے
کف طوس سے چھین خنجر لیا
نہیں جانتا کیا تو رسم ملان
تو اب جا کے لے آ شتابان یہاں
مبادا کہ وان کھینچکر تیغ تیز
یہ کہکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا لے اجازت اودھر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یوں اس کے بعد از ان
سوار اسپ پر ہوکے مانند باد
روان ہو کے پھر طوس کے تجا با ان
پکاتی ہیں اور جیان ان طعام
زن جادو گرے ہے تو رانسی ایک
کہلاتی ہے نقل و شراب و طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہوں میں زن نیکخو

کردن تن سے رستم کا اب جدا
ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
سپہدار توران نے اوسکو دیا
کہ تھا بلیم نام اوس گرد کا
پسندیدہ خوب و دلچسپ و نیک
ادا کرتی تھی وہ زن ماہ طرب
کہ نیرنگ سازی تھی وہ بیکراں
یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سو نالایق و سخت و ناشوار تھی
وہاں سے خفا ہو کے طوس اوٹھ گیا
کہ لازم ہے دلجوئی میہمان
ہوا اسکی گودرز وہ میں روان
بہم ہو وہیں کینہ سے گرم ستیز
ولی ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہے اپنے حضور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
روانہ ہوا از ان فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیکنام
کہ رکھی ہے وہ خصلت خوب نیک
مہیا ہے یان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گلرخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو

کہ تہا مرد سوداگر خوش سیر — رہو ان میں آرام سے اوسکے گہر
بہت مال و زر اوس جوان نے دیا — بہت مجکو سوداگر نے شادان کیا

بہانے جوان لیگیا چہپ کے تب — یہ چاہا سپہدار توران نے تب
کہ اپنی پرستار مجکو کرے — مرا حال سے خوار مجکو کرے

خطر سے میں اوسکی گریزان ہوئے — سوے ملک ایران شتابان ہوئے
پئے خسرو نامجو آئی یہان — رہون اوسکی خدمت میں دونون جہان

جوانی لاورنی دل میں کیا — کہ خسرو کی لایق ہے یہ دلربا
اسی پہلوان بیژن شاہ جہان — کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان

غرض بیٹہ کر طوس عالیجناب — لگا ہاتہ سے اوسکی پینے شراب
ہوا بیخود و مست بیژن جب — کمینگاہ سے بلیسم آگئی تب

پکڑ طوس کو قلعے میں لیگیا — تہ آہنین گج در زندر آزما
گیا بیہش سوسن تو باندہے وہان — ہوا قید مانند طوس اوجوان

جو آیا وہان بعد ازان گستہم — رکہا اوسنے بہی قیدگہ میں قدم
ہوئی جا کے پہر گیو بیژن بہی قید — یہ مہمان سرا تہا وہ تہا دام صید

جو پہونچا وہان دوسرے روز زال — ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
گئی لوگ سوسن کے پہر پیش زال — یہ بولی کہ ای مرد فرخ خصال

تو پیل اب رہے نشاط و سرور — خداوند مہمان سرا کے حضور
مے و میوہ و نغمہ چنگ و نے — جو کچہ ہووے مطلب سو موجود ہے

پذیرانہ اوسنے کیا یہ سخن — نہ ساتہ اوسکی گزر کیا پیلتن
یہ سمجہا کہ نیرنگ ساحر سے ہے یہان — کچہ افسون سے خالی نہیں یہ مکان

پہر آئی ہے بیژن پیل نامور — کسنے کہا کان میں آنکر
کہ یہ زن ہے مکارہ اے پہلوان — گئی جا کے کر اوسنے غایب بیان

رکہی قلعے میں اونکو پا بہ بند — یہ سنکر وہین پیل ارجمند
ہوا غضب اور یک تیغ جو — کہ تہا جا کے زال فرخندہ خو

لگا کہنے اس قلعے میں جلد جا — خبر اوسکی دریافت کر کر تو لا
گیا اور کہو ونکو پیچان کر — حقیقت کہی اوسنے سب آنکر

یہ پہر زال نے سب ارادہ کیا — کہ دیجے زن ساحرہ کو سزا
گریزان ہوئے وانسے وہ حیلہ گر — گئی قلعے میں بادل پر خطر

گیا گرز لیکر پیل کینہ جو — وہان جا کے توڑا در قلعہ کو
مقابل ہوا زال کے بلیسم — لگی چلنے گرز گران دمبدم

بوقت وغا سوے البستان — کسیکو کیا زال نے زر روان
کہ پہونچا دے رستم کو جلد خبر — وہین پہر فرامرز پہونچا ادہر

یہ بولی فرامرز سے مردمان — کہ دروازے پر قلعے کے اے جوان
دلیرانہ دو گرد ہین ہم نبرد — یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد

کہا زال سے یون کنارے تو ہو — تو ہین بلیسم سے ہوتی پرخاش جو
لگی کرنے پہر وہین باہم نبرد — فرامرز اور بلیسم دو گرد

پہر شام تک وہان ہی کارزار — ہوئی جنگ موقوف انجام کار
سحر مرد وہ رستم پہلوان — شتابان ہو زابل سے پہونچا وہان

تہمتن نے بہیجا فرامرز کو — شتابی سے خسرو نام جو
شتابان ہوا وہ پیل نامور — کہ پہونچا دے جا کر یہ سبکو خبر

در قلعہ پر آنکر بعد ازان — ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
لڑا ای بلیسم کے آ ہو گرم جنگ — وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ

ہوئی بارش تیر وان ہمدگر — نہ اک تیر پر گز ہوا کارگر
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان — لگی چلنے پہر ضرب گرز گران

ہوئے کہینچکر تیغ پہر رزم ساز — غرض شام تک پہر دگر دن فراز
رہی گرم پیکار مانند شیر — نہ آیا ولی اسپ سے کوئی زیر

گیا جب سو کوہ مہر منیر — ہوئی تب لڑائی سے جا آرام گیر
سحر بلیسم سے ہوا ہم نبرد — دلیر جوان نیزہ زن شیر مرد

ہوئی گرد سے ایک گرد آشکار — ہوا یہ پدیدار انجام کار
کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب — تہمتن پہ برسنے کو لا تاب

بہر گاہ شیدا دلاور سوار
جو میدان میں آیا بے کارزار
لگا کہنے یوں شیدۂ نامدار
مجھے میل کشتی ہے ای شہریار
کیا زور ہر چند شیدا نے یہ
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
مرتب کے و مقبرہ بھی شتاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
سوی شاہ ایران پہر فرسیاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
بہت جہد تورانیان نے کیا
کہ دلمیں بہر اکینہ شیدا کا تہا
ہوا بحر خون موج زن رزمگاہ
ہوا لشکر ترک آخر تباہ
بیچارا کہ دیکھے دلیرانہ جان
بزور اوسکی مردم ہوئی ناتوان

توکیخسرو مامور بہی ہین
گیا سامنے مثل شیر عرین
اوتر اسپ سے پہرو دونون دلیر
ہم گرم کشتی ہوئے مثل شیر
جہاندار نے اوسکو از روی شیر
پکڑ گردن و پشت پہکا وہین
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
کہ شیدا کی اب تن کو لاؤ وہان
روان ہوکے پہر قارن نامدار
کیا پیش سالار توران دیار
گئی دو ہین شیدا کی ہمراہیان
کیا ماجرا جنگ کا سب عیان
جہانسے ہوا اک علم نا امید
سعادت سے لشکر ہوئی ناپدید
کیا دلمیں ہرگز نہ صبر و قرار
کمر جنگ باندہی پے کارزار
ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
نمایان وہان روز محشر ہوا
لڑی ترک خونخوار دل کہولکر
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر
نہ میدان میں اک گرد توران رہا
جریدہ سپہدار توران رہا
گیا آخر کار افراسیاب
سو ریگ آمو بحال خراب
مظفر ہوا خسرو نامجو
لکھا فرد فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را پیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب
گریزان سوے کشور چین شتاب
بصد عجز خاقان نے بہیجا وزیر
زر و گوہر و گنج و تاج و سریر
کہا تب یہ خسرو نے خاقان سے اگر
کرے شاہ توران کو چین سے بدر
فرستادہ پہر شہ خاقان گیا
پیام شہنشہ مفصل کہا
گیا چین سے پہر سوئے گنگ دز
عقب اوسکی پہونچا شہ پاکدین
جہان جاسے تہا شاہ افراسیاب
پہونچتا تہا وان خسرو کامیاب
ملف فوج ترکان ہوئی سربسر
گرفتار آئے بہت نامور
لگا پہرنے تہا بصد اضطراب
پریشان تہا نہ خور و نہ خواب
رہا جا کو وان شاہ شوریدہ بخت
نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
فریدون کی تہا نسل سے اک عزیز
ملکزادہ ہوم صاحب تمیز

وہان پہر کے خسرو تعاقب کنان
شتابی سے پہونچا بفوج گران
فرستادہ یہ پیشکش لیکے جب
کیا پیش خسرو بفرط و طرب
تو پہر تب سے ورنہ وہ ہوگا تباہ
رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر
کیا شاہ توران کو وہین بدر
وہان سے بہی لی راہ دشت فرار
کہ تاب اقامت نہ تہی زینہار
نہ پائی کہین اوسنے جای قرار
کہ تہا اسکو خوف شہ نامدار
نہ یک تن رہا شاہ توران کے پاس
نہ ہمدم تہا کوئی بجز بیم و یاس
سو شمشیر و درع کے لی ہمرہ تہا
کہ تاریک مثل شب تار تہا
ستم سے زبانی کی ناشاد تہا
شب و روز سرگرم فریاد تہا
منزل امن کو دو نزدیک غار
اقامت گزین تہا وہ لیل و نہار

یہ سنکر وہ دونوں یل ناموَر
برآمد ہوئی انسی باچشم تر

اونھین یکبار حملہ ایرانیان
لگی کرنی فریاد و شور و فغان

یہ زاری و فریاد سنکر وہین
برآمد ہوا خسرو پاک دین

ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی
کہا ان نہ غم ہے او دانائی

نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
کہ ہر رفتنی یہ سرای سپنج

بھلا اب ہین شاہان پیشین کہان
جہان سے گئی ہم بھی جاوین یہان

یہ کہکر وہین خیمہ میں اسکے گیا
شبستان سے سو بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت و دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے فرزانگی
لیے جمع ایرانی سب ناموَر

عطا کی اونھین نعمت بیکران
ہر اک کو جہان مین کیا کامران

فقیران مسکین جو تھے شہر مین
کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین

بداد و دہش شاہ گیتی فروز
رہا دل سی مصروف تا ہفت روز

کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم
رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم

ہوا سب سے فارغ شہ نامجو
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو

ہوا گرد گودرز اوسکا وزیر
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر

کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
کہ دیکھا اوسی لایق کار فوج

کیا ملک تقسیم پھر سر بسر
ہوا صاحب ملک ہر ناموَر

لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
کہ اے سرفرازان ایران زمین

تمہارا ہی لہراسپ اب بادشاہ
اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ

فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا

ہوئی یکبیک آشفتہ ایرانیان
یہ گفتار لائے زبان پر بیان

فریبرز ہی پور کاوس کا
یہ سمدل لہراسپ داماد ہے

جو موجود ہے پور فرخندہ بخت
تو دیجے نہ داماد کو تاج و تخت

سنی جبکہ گفتار ایرانیان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ
یہ لازم ہے ہمکو کہ شام و پگاہ

کرین بندگی اوسکی جو ہین بندگان
یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان

کہ گر خاک کو تو کرے سرفراز
تو ہم سر جھکاوین رہ نیاز

کہا شہ نے جو کوئی ہو دادگر
خردمند و دانا و صاحب ہنر

شجاع و کریم و خلایق نواز
سزاوار شاہی ہے وہ سرفراز

یہ لہراسپ والا ہو ہوشنگ فر
جوانمرد و باداد و فرہنگ ہے

کیا ہے سمجھکر اوسی شہریار
کہ ہے بلند و عادل و ہوشیار

یہ تعریف لہراسپ فرخ نژاد
بزرگان ایران ہوئے سنکے شاد

پرستاری شاہ عالی تبار
دلیران گرد آن کی اختیار

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ جا اب تو شہر اے نامجو

مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر
شتابندہ ہوتا ہون اسکی ادہر

وہان جاکے دونگا مین جان حزین
یہ کہکر روانہ ہوا لشکر مین

جب آ گیا خسرو نامجو
تو رخصت کیا رستم و زال کو

ہوئی وقت رخصت کہ یہ گفتگو
ہوا اشتر و انسے خسرو روان

ولی بیژن و گیو گودرز ہے
وہ گستہم و طوس فریبرز بھی

نہ رخصت ہوے ہمراہ سے نہار
گئے ہمرہ خسرو نامدار

سر چشمہ جسدم کہ خسرو گیا
تو وان غسل شاہ جہان نے کیا

کہا سب سے وقت جدائی ہے اب
خدا سے مجھے آشنائی ہے اب

سو جانا یہاں سے ہی وان ہوتے شب
کہ ہوگی یہان بارش برف و آب

چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوئی برف سے کند ہر یک درخت

یہ کہکر گیا چشمہ آب مین
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین

ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید
تو سب نامداران ہوے ناامید

وہ دندان دی قیصر روم کو | تعجب میں آیا شہ نامجو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر | تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
کہ جسنے یہ کار نمایاں کیا | تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا
کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا | شتابی سے کر تو بھی عہدہ وفا
غرض ہو اہرن نام جو | کیا کتخدا دختر خرد کو
کہ ہے قاتل گرگ و مار سیاہ | ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
کہ گشتاسپ شاہ دلیر و کلان | شجاع و دلاور بہادر جوان
غرض اوس بہادر نے بے خوف و باک | کیا گرگ و اژدہا کو ہلاک
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا | مجھے در اول یہ معلوم تھا
نہ ہو جسکی چنگل سے گاہے رہا | پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

نہ باور کیا پھر سخن زینہار | کیا جانب بیشہ ہوکر سوار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان | نژاد کیان سے ہوا گو عیان
وہ بولا کہ ای شہر انجمن | نہ زنہار تو اب ہو پیمان شکن
بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب | ہوا قیصر روم ناچار تب
کتایون کی تھی اوستاد اک زن | یہ اوس سے لگی کہنے وہ سیم تن
گئی وہ کتایون کی ماں کے حضور | لگی کہنے یوں با فراوان سرور
جو مطلب تھا اہرن کا باور ہوا | تو پھر مدعا اونکا یکسر ہوا
کتایون کی ماں نے یہ قصہ تمام | کیا عرض پیش شہ ذوالکرام
کہ زیر سپہر برین جز کیان | نہیں کوئی ہرگز دلاور جوان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب | بصد جاہ و شوکت بصد عز و طرب
سپہدار سالار لشکر کیا | فزون مرتبہ پایہ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج | ہوئی تابع حکم سردار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو | کہ اب خزر سے دست بردار ہو
شہ کشور خزر الیاس شاہ | کہ رکھتا تھا ساتھ اپنی بیحد سپاہ
لیکے آیا سوی ملک روم | سپہ وہ کہ فولاد جس سے ہو موم
سو لشکر خزر آیا دوان | ہوئی گرم ہنگامہ جنگ اوس آن
ہوا کشت و خون پشتے پر پشتے ادھر | کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
بیکبارگی میدان میں آنکر | کہ الیاس کرتا ہی ہمت اگر
دلیرانہ الیاس آیا بمیدان | ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم جنگ
تو الیاس ہرگز نہ قایم رہا | زمین گیر زین سے ہوکر جدا
ہوا بعد میدان میں الیاس جب | گریزان ہوا لشکر خزر تب
غرض ملک پر خزر کیا | بہت گنج قیصر نے وانسے لیا

نہ محکوم تھا تبھی اوسکی سپاہ | شہ روم کو بھی تھا پشت و پناہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ | جو منظور خاطر ہو کر بے درنگ
حقیقت یہ سنکی ہوا خشمگین | کیا قصد پیکار از روی کین
اودھر سے بھی گشتاسپ لیکے سپاہ | بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقف جنگ | نثار عمود و سنان خدنگ
سپہدار گشتاسپ دلیر | دوان کر کی گھوڑی کو مانند شیر
تو ہو سامنے پھر پہلوان گرم جنگ | نہ ہرگز کری جنگ میں وہ درنگ
جو گشتاسپ نے نیزہ کو زور سے | کمر بند کیا بند الیاس کو
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان | اوسی لے گیا پیش قیصر کشان
کیا مژدہ پہر تعاقب کنان | شہ روم با شوکت و فروشان
پہر خزر سے پھر بفتح و ظفر | سوی روم آیا العبد و فر

دہان آکے ازروی لطف و عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک دن
یہ سنکر وہین پس سلطان روم
نہین خوب لہراسپ کی ساتہ رزم
کہ ہے شاہ لہراسپ پیر ادبر
دلیران ایرانکو یارا کہان
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون
سو شاہ لہراسپ نامہ لکہا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکی قابو مین نامہ وہ آن
یہ کہنی لگا پہر شہ نامجو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ بر نی بیان
کہ بیٹہی مین اک گرگ خونخوار تہا
پہر الیاس خزر کو ہنگام جنگ
مشابہ ہے کسکی وہ جنگ آزما
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
مگر اتنا اک پہلوان پرغرور
نہین خزر ایران نے الیاس ہم
یہ نامہ نویسندہ جب لکہ چکا

زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے ای شہ نیکنام
لگی کہنی یون نامداران روم
مناسب نہین ملک ایران کا عزم
عیان اوسکا احوال ہی سربسر
کہ ہون ساتہ تیری ستیزہ کنان
تجہی صاحب تخت و افسر کرون
یہ مضمون قیصر اوسمین شہ نی کیا
مجہی دی تو ہو صلح ای بادشاہ
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کر سکے فقط خزر کو
حقیقت فی راہ جنگ کے کر بیان
کہ قیصر کا داماد ہے اک جوان
اور اک کوہ پر تہا وہان اژدہا
اوسے مار زین سے لایا جوان بے درنگ
کہ جسنی یہ کار نمایان کیا
کہ پہر پا گیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور
تو اندازی سے رکہ نہ باہر قدم

کیا ملکہ مختار قیصر اسو
تنگ تاراج سے ہی ایران کرو
کہ لہراسپ ہی بادشاہ کریم
جوان دلاور ہوا خشمگین
مری جنگ کی تاب و سکو نہیں
ہراسان ہین گردہ رزم نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نی یہ سخن
کہ ہے ساتہ تیری مجہی عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو تسخیر آب
بجالا کی آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مست غرور
کہ الیاس کا ملک کیون کر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونو کو ہے خوف و باک
یہ پوچہا جہاندار نی پہر کہ ہان
نظر کرکہ اوسنی بسوی زریر
تبہ روم کو نامی کا پہر جواب
ہزارون ہین یہان گرد شمشیرزن
بدستور ہو بجاتا ہی خراج

جوانمرد کو باشاط و سرور
نبرد آزما شاہ ایران سی تو
وہ رکہتا ہے گنج و سپاہ عظیم
شہ روم سے پہر یہ بولا وہ مین
کہان ہے یہ طاقت جو ہو کہ دلیر
تو ارشاد ہو مجکو ای شہریار
تو شاداں ہوا مرد انجمن
نہین جسکا ہے جی مین ہرگز درنگ
تو ہو گا گرفتار رنج و عذاب
ہنسا پڑہ کہ لہراسپ کشور کشا
ہوا فہم دانش سے یکبار دور
اوسی قید قیصر نی کیونکر کیا
بنا ہاتہ سے اوسکی ہیلی کا کام
کیا اوسنے لاو نی جاکر ہلاک
یہ بیٹی ہی زریر بیلان دی جوان
کہا اسکی ہم شکل ہے وہ دلیر
لکہا یون کہ ای شاہ والا جناب
نبرد آزما با ان لشکر شکن
رہی ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
تو قابوس کو شہ نی رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را
از روم و تفویض تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تہا زریر
تو کر صلح ہم سے نہ ہو کینہ خواہ
کہ مینی تری قدر جانی نہ آہ

کہا اوس سے لہراسپ نی ای پسر
کہ بنگی نہ ہم خواہش تاج گاہ
ولی ہو نہین اب جان عذر خواہ

تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
تو پہر پاس گشتاسپ کے جا کے تو
تری یاد مین کیا پریشان حزین

یہ کہ جا کی اوس سے کہ ای نامدار
بخوبی یہ پیغام ہو جب …
بہت دلپریشان پشیمان ہو …

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار
کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ
ماچین و چین بطرف ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار
کار نمایاں بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن

جہاندار کی ایک کی انجمن
ولی تہا وہ بدخواہ اسفندیار
غرور اوسکو ہی زور سرپنجہ پہ
کہ تجکو کری آکر یہان اسیر
ہوا سنکی آزردہ گشتاسپ شاہ
طلب کرکی پہر اپنی دستور کو
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان
مجہی کل کی شب خواب آیا نظر
کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا
ہوئی میری شمشیر سے سرکشا
سمجہتا ہوں اپنا تجہی دوستدار
لگا کہنی یہ سنکے اسفندیار
ملکزادہ رکہتا تہا فرزند چار
چہارم تہا نوشاد رنامجو
روانہ ہوا سوے گشتاسپ شاہ
اوسی قید کرکی کیا پہر وہان
سنا جبکہ بہمن نی یہ ماجرا
گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا بلخ سی عازم سیستان
کیا اختیار اوسنی آئین شاہ
کیا بعد ازان شاہ کو میہمان

ہوئی اوکی حاضر سر انجمن
لگا کہنی شہ سی کہ ای شہریار
کہ ہم پنجہ اوسکا نہین شیر نر
ترا چہین لی ملک تاج و سریر
نہ مایل ہوا پہر سوی بزمگاہ
لگا کہنی شاہنشہ نامجو
گیا پیش اسفندیار جوان
کہی خشمگین مجہسے میرا پدر
ہوا پر غضب شاہ کشورکشا
پرستندہ پادشاہ جہان
جو کچہ مصلحت ہو سو کر اسکا
کہ آزار دیگا مجہے شہریار
بزرگ و نمین تہا بہمن نامدار
ہنرمند دانا و فرخندہ خو
سہ فرزند کو ساتہ لی اور سپاہ
شہنشہ نی سوی دژ گنبدان
بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
ہوا باپ کا مونس و غمگسار
کہ آئین تازہ کری ان دنون
مروج کیا ملک مین یزد شاہ

کوئی ایک تہا گرزم پہلوان
سنا ہی کہ اسفندیار جوان
رکہی ہی وہ دل مین خیال تباہ
سنا تہا جو مین ذرہ ظاہر کیا
گیا اک قلم صبر آرام و خواب
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار
دیا پہر پیام شہ نامدار
وہ بولا کہ ہی راست تیرا جواب
گیا بہنی اک کو آتش بہت
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر
وہ بولا یہ بہتر ہی ای نامور
وہ بولا کہ بہتر ہے جو پدر
دوم پور مہر نوش نامور
غرض کرد بہمن کو اسفندیار
گیا جب حضور شہ نامدار
ستونہای سخت آہنی لاکی جا
وہانسی بسوی دژ گنبدان
گذر جب گیا روزگار دراز
جو نزدیک پہونچا وہ فرزانہ
رکہا ژند و استا کو بالای سر

ندیم شہنشاہ گیتی ستان
رکہی ساتہ اپنی ہی فوج گران
ارادہ یہ اوسکا ہی شام و پگاہ
جو بہتر سمجہیو وہ کہنے لگا
رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب
یہان الشتاب اوسکو اپنی پدر
لگا کہنی پہر وہ یہین اسفندیار
جوانمردی تب کہا یون شتاب
کیا سربلندان عالم کو پست
ہوا خشمگین آہ یون تاجور
کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
نہ بہین اوسکی فرمانبر شہریار
سوم آذر گرد فرخ سیر
بجاہ و حشم کرکی مختار کار
ہوا تب گرفتار اسفندیار
ستونونسی باندہا اوسی آخر
ہوا باتہ پونکو وہ لیکر بدان
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
تو آیا تہمتن ہین پیشوا
کیا اوسکو رائج وہان دو
رہا شاہ گشتاسپ سال دو ان

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ بر آمداد لہراسپ و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نی خبر
کہ اسفندیار یل نامور

روانہ ہوا صبح اسفندیار
دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار
وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ سیمرغ مسکن گزین تہا جہان
تب آیا وہ سیمرغ آدین فراز
کیا اوسنے چنگال و دہن دراز
کہ گردون کو پہنچائی رنج کبیر
سر قلہ کوہسار بر بین
ولی اوسمین رکہے تہی تیغ و سنان
ہوا اوسکی چنگال خمی کی اوان
ہوا خستہ چنگل جو تلوار سے
تو پکڑا اوسے اوسنی منقار سے
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئی پارہ منقار حلق و زبان
ہوا اوسکی تن سے روان بحر خون
زمین پر گرا ہوکی پست و زبون
نکل کر وہین صندوق سے شیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
کئی زخم شمشیر یان تک لگا
کہ سیمرغ کو بس دوبارہ کیا
جو دیکہا تو بجلی لرزان ہوئے
وہین شستان زن کو گریزان ہوئے
جوانمرد کی بازو و دست پر
ہوئی آفرین جو ان سپہ سر بسر
لگا کہنی یون بعد ازان کوہسار
ششم منزل ای سرور نامدار
کہون کیا کہ یہ رنج ہی کس قدر
گذرنا وہانسے ہے دشوار تر
بہت بارش برف و باران ہوئی
چلی باد تند ای جوان ہولناک
تبہ ہو سپہ سخت پہونچی گزند
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
لگی کہنی مردم کہ ای نامدار
خدا سے نہین کر سکی کارزار
مناسب یہی ہے کہ بس پہر چلو
تن و جان و سر پائی برباد دو
وہ کہنے لگا مین نہ پہرونگا دران
رہ ہفتخوان طے بہ بہجت کرون
مگر یان سے پہر جاو تم شوق سے
شتابان سو خانہ ہو دور سے
نہین فوج درکار کچہ زینہار
مددگار ہے میرا پروردگار
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
لگی کہنی ای شاہ آفاق گیر
نہو وین جدا تجھسے ہم زینہار
کرین جان و تن تجہپہ یکسر نثار
وہ بولا یہ سن کر کہ ای نامور
تو بخشون تمہین ملک گنج و گہر

احوال منزل ششم ازراہ ہفتخوان

بروز ششم سرور نامور
دہانسے ہوا عازم شیر نر
ہوا روز جب فتنہ رفتہ تمام
کیا متصل کوہ کی جب مقام
لگی سے چلنے جب باد تند سحر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا اس سبب
ہوئی بارش برف بہی بعد ازان
رہی تہی وہان ایک آفت وہان
نہان زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا
سپاہ و سپہدار اسفندیار
رہ عجز سے ہوکی وان اشکبار
لگی مانگنی یہ دعا سب بہ عجز
کہ ای خالق آسمان و زمین
شتاب اپنی بندون پہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سر بسر
کیا لطف سے سب کو یزدان نے شاد
ہوئی یکقلم دور وان آفت و باد
بجا لا کے پہر شکر پروردگار
سپہدار بولا کہ ای کرگسار
بفضل خدائے جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین
یہان پیش آوے گی اک نئی بلا
وہین راہبر نی یہ پاسخ دیا
کہ ہے راہ مین یک تفتہ تمام
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام
زمین گرم ہے جون تف آفتاب
نہین ہے کہین یک قطرۂ آب
نہ ہرگز گری خاک پر سبزہ جا
کہ طائر اوڑی وان بریان ہوا
غرض یہ خرابی ہے تا سی گروہ
سوا اسکے ای شاہ گردون شکوہ
ذر روئین اتنا ہی محکم کہ بس
کرین جہد و کوشش اگر سو برس
نہ منصور و فیروز ہون زینہار
دلیران ایران و توران دیار
میسر نہو غلہ و علف و گیاہ
سپاہ گران ہوئے آخر تباہ

احوال منزل ہفتم ازراہ ہفتخوان

تو ہرگز نہ کر اب قدم پیشتر
سوی خانہ اب تو عنان پہیر کر
دلیر و جوانمرد اسفندیار
نظر کر کی سوی خداوندگار
ہوا عازم منزل ہفتمین
سر اک گام پر ہے دریائی زمین
وہین راہ بر سے یہ بولا جوان
نہین یک نفس کا یہان کچہ نشان
سراسر تہی باطل تری گفتگو
یہ سنکر وہ بولا کہ ای نامجو

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
اثر برف کا اس مین پر ہوا

ہوا پر غضب دیکھ نامدار
کہا راہبر سے کہ ای نابکار

عبث تونی سیو بچا کی بیم و گزند
کیا فوج میری کو اندیشہ مند

کیا دشمنی پیان زر سے جفا
گرفتار زنجیر مجھکو کیا

کری تا اعطف عنان یانسی تو
بر آوی مری دلکی بہر آرزو

توقع قوی ہی کہ میری خطا
معاف اب ہو یکسر زروی عطا

گذر بحر ذخار سی بعد ازان
کیا خیمہ با شوکت و فر و شان

سپہدار جنگی یہ بولا وہین
کہ تدبیر تسخیر حصن متین

اگر تم دو صد سال کوشش کرو
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو

کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
دلیرانہ لون کینہ لہراسپ کا

یکایک ہوا تند وہ شوربخت
کہی و سنی شوخی سے گفتار سخت

بیک خم شمشیر زہر آبدار
قلم کی وہین گردن گرگسار

بنایا وہ روئین دز آہن سے تہا
نہیں نام تہا وان گل و خشت کا

کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
نہ پایا وہان کام تدبیر کا

اوٹھا کر بہت رنج آیا بیان
دریغا کہ محنت گئی رایگان

غرض سبکے ہو مایوس ایسے بہرا
ہمیشہ خاطر و دل پراگندہ تہا

کہ کیفیت دز ذرا کر بیان
وہ درویش بولا کہ ای پہلوان

سدا غلہ پیدا ہو ان بیحساب
روان ہین بہت چشمہ و جوی آب

گذر مردم غیر کو وان نہین
ولی ان پہ ہی حکم سپہدار چین

یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار
کہا پشوتن سے یون آشکار

تو رہنا خبردار شام و پگاہ
کہ تیری حوالے ہی یکسر سپاہ

تو اوس وقت لشکر سے جنبیر
دلیرانہ آنا در قلعہ پر

وہانسی جو لشکر گیا بیشتر
تو اک بحر ذخار آیا نظر

تو کہتا تہا ہرگز نہین قطرہ آب
جلا دیگی سبکو تف آفتاب

خجل ہوکے کہنے لگا گرگسار
کہ ہون تجہسی آزردہ ای نامدار

سخن آگی تیری دروغ ایکبار
کیا مینی اسواسطی آشکار

رہائی ہو جیسے مری بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

ہنسا پہر سپہدار عالیجناب
اوسی بند سے دی رہائی شتاب

وہانسے وہ دز ایک فرسنگ تہا
کہ تسخیر کا جسکی آہنگ تہا

بتا زود تو مجکو ای گرگسار
دیا اوسنی پاسخ کہ ای نامدار

وہ بولا کرون فتح اگر ان مرز
مین گھوڑیکو دوڑا کی سپہدار نہین

زن و دختر و خواہر شاہ چین
کرونمین گرفتار از روی کین

ہوا پر غضب سنکی سالار چین
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و کین

گیا شکو لیکر سے گئے پہلوان
سو قلعہ اسفندیار جوان

سہ فرسنگ بالا و پہنا جبل
ہوا دیکھ حیران جوانمرد یل

یہ بولا کہ کہتا تہا ہیچ گرگسار
کہ یہ دز نہ تسخیر ہو زینہار

میسر ہوئی کچہ نہ راحت مجہی
ہوئی حاصل آخر ندامت مجہی

ہوا ایک درویش وہین دوچار
یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار

سپاہ گران ہی درون حصار
بتر دار بالای خنجر گذار

نہین جز ان کوئی چیز مطلب سے
مہیا ہے اس سرزمین ایک شی

کہ آوی کہین سے جو بازارگان
تو آنی دوا اوسکو ہیان بیگمان

کہ جاتا ہو نمین بنکی بازارگان
درون دز روئین ای پہلوان

تہونا تو زنہار اندیشہ مند
ولی جبکہ ہو دز مین آتش بلند

ز دو کشت و ان آنکہ جو
جدا تن سے سر کو کئی سیر کیجو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در روئین دز و کشتن ارجاسپ و کہرم سرش را و فتح یافتن

مہیا وہیں کرکے یکصد شتر — کیا جانب کارواں سب ہنر
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق دو دو رکھے
ہوئی سارباں صد بل کینہ جو — ہنر واں آیا پر خاش جو
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہاں — کہ آتا ہے ایران سے اک کارواں
جو پہونچا در قلعہ پر کارواں — نہ ہرگز مزاحم ہوئے پاسباں
بارجاسپ کو جا کے بھیجا پیام — کہ ای شاہ نام آور و ذو الکرام

وہ اشتر تہی باقی وہی رہے — وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و در
صد و شصت گردان جنگ آور رہے — کیئے مرد جنگی وہ از زمیں نہاں
غرض اسطرح سے ببوی حصار — گیا مرد روئین تن اسفندیار
کیا جا بجا ہر گذر باں کو — کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند — خوشی سے درون حصار بلند
رہ دور سے با متاع گراں — مسافت کو طے کرکے آیا یہاں

یہ ہے خواہش بندۂ خاکسار
کہ آوے حضور شہ نامدار

دیا شاہ نے حکم اوسے یہان لاؤ
کیا پیش ارجاسپ بازرگان

متاع گران پیشکش کی ہین
ہو جس سے مرو شاد سالار چیز

کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا
کہ خراد ہے نام میرا شہا

یہ پوچھا کہ ہے مرد بازارگان
تو ایران کے ہم سے خبر کر بیان

کہ کس مصلحت مین ہین اپنے بتا
جاننار گشتاسپ و اسفندیار

یل گرگسار نبرد آزما
سلامت ہے یا قتل اوسکو کیا

دیا اوسنے پاسخ کہ اے بادشاہ
ہوئی منقضی مدت پنج ماہ

کہ ایران سے عازم ہوا مین ادہر
نہین ہے وہانکی مجھے کچھ خبر

ولیکن یہ تہا راہ مین شہسوار
کہ بیعزم رکہتا ہے اسفندیار

کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادہر
ہنسا شاہ ترکان یہ سنکر خبر

کہا یونکہ کیا تاب اسفندیار
رہ ہفتخوان سے کرے ہر گذار

وہ خراد رخصت ہوا بعد ازان
کیا شہ نے ہنگام رخصت نیاز

کہ یان آتیو چاہے جسوقت تو
مزاحم نہوویگا دربان کبہو

غرض لیکے بازار مین اک دکان
لگائی دکان مین متاع طراز

لگی آنی ہر جنس کی مشتری
ہوا گرم بازار سوداگری

دلاوسکی دو خواہر مہروش
شہ چین کے مطبخ مین تہین اسیر

سنی یہ خبر جبکہ دو نو جوان
کہ آیا ہے ایران سے بازارگان

سوی کاروان و شتابان چو تیز
یہ خراد سے آکے پرسان ہوئین

کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار
تجہی گر ہے معلوم کر آشکار

وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
نہین واقف حال شاہ دلیر

یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
وہ بیچاریان رونے لگکر کہتین

دلی وہ نہین واقف ہوئین راز سے
لیا اوسکو پہچان آواز سے

بہنگام شب پیش اسفندیار
کہتین پہر وہ ہمین ہے عذاب

لگین کہنے اوس سے کہ اے نوجوان
کرین کچہ عیان راز خلوت ہوکر

جو آئی ہے پہچان اونکو لیا
فلک کی خلوت مین دونو گیا

تمہاری رہائی کو مین آیا ہان
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان

وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
کہتین پہر وہ در مطبخ شاہ چین

گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ

تباہی مین آیا تہا مہر جہاز
قبول اوسگہڑی کی تہی نیاز

گر کشتی تباہی سے نکلے اگر
کرون جشن ترتیب مین نو بہ نو

عنایت سے بہرانہ دیا کی
کنارے پہ کشتی مقصد لگی

یقین ہے اب نذر کیجی ادا
غرض شہ ہو مجلس مین اونکے نوا

یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
کہ محفل مین آونگی ہم صبحگاہ

کہا شہ سے خراد نے بعد ازان
کہ مسکن ہین ... جہان وہ سکان

نہایت ہے تنگ اب شہ نامدار
یہ لطف شہی سے ہون میں ادا

بلندی پہ پہونچکے خیمہ زنان
کرون یک آترتیب ان انجمن

کرون روشن آتش بغرض طرب
شہ چین نے پروانگی اوسکو دے

وہان پہر رسیدہ کری پابند
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند

ہوا محفل آرای عیش و نشاط
دم صبح شہ از سر انبساط

ہوا رونق افزای بزم طرب
گئی نامداران ہے ساتہ اوسکی

طعام لطیف و مئی رود و جام
مہیا تہا سامان عشرت تمام

شہ چین بیکدست ترکان شتاب
ہوئی مست و مخمور بیکر شراب

ہوئی روشن آتش وہان بعد ازان
کہ فرزند اوسکا بہو نجادہ خان

نشستن ... دیکھا تو پیکر سیاہ
در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ

وہان جسکو پایا اوسے بیدریغ
کیا کہینچکر قتل برندہ تیغ

نوشندہ پہر ہوئے مانند شیر
کہا مین ہون اسفندیار دلیر

ہوا شاہ ارجاسپ جب آشکار
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار

وہ مجلس مین تہا بسکہ مست شراب
یہ سنکر کیا سوختہ نشتاب

سپہدار کہرم کہ فرزند تہا
اوسی تین شاہ ارجاسپ نے یون کہا

کہ لشکر سواران تو پنجہ ہزار
کہ ارجاسپ کی بدخواہ ہی کارزار
سپاہ ارزان لیکی کھرم گیا
ہوا جا پشوتن سی جنگ آزما

سواران چینی دہ پنجہ ہزار
تعین جا بجا تھی درون حصار
سپہ پیش ارجاسپ کے تہری
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی

تو لشکر ہند و تبعت مردان کا
جوانمرد روئین تن اسفندیار
گیا وقت شب سوی ایوان شاہ
دلیران چین سی ہوا رزمخواہ

بہت کشتہ و خستہ ترکان سے ہو
جو باقی رہی سو گریزان ہوئے
گئین وہ ہنرپیشہ ہیچ از اہران
دیا اوسکو مشکوی شہ کا نشان

یہ لشکر گئین سرو و لالہ عذار
ہوئی متصل گرد اسفندیار
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
سو خوابگاہ شہ چین گیا

خروشان ہوا جا کی مانند شیر
اوٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
لگی کرنی باہم وہیں کارزار
سپہدار ارجاسپ و اسفندیار

کبھی خنجر آب گون گاہ تیغ
رہا رزم باہم کیے بیدریغ
ہوا کشتہ ارجاسپ بدنام کا
مظفر ہوا گرد اسفندیار

زن و دختر و خواہر شاہ چین
گرفتار ساتھ اوسکی وہ بھی ہوئین
بہرادان سے پہر وہ دلاور جوان
لبوی در قلعہ آیا دوان

کئی قتل گردان چین بیشمار
یکایک یہان یہ ہوا آشکار
کہ بدخواہ نی ہوئی پرخاش جو
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو

وہ کھرم پسر شاہ ارجاسپ کا
کہ تنہا ساتھ پشوتن کے گیا جنگ آزما
سنی جب یہ آواز حیران ہوا
وہیں جانب دژ شتابان ہوا

گیا جبکہ کھرم درون حصار
ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار
پشوتن بہی دنبال کھرم چلا
ہوا گرم بازار پرخاش کا

دلیران توران و گردان چین
ہوئی لشکروان کشتہ تیغ کین
در دژ ہوا غرق خون سر بسر
پڑی نعش پر نعش اید ہر اود ہر

زبون آخرکار ترکان سے ہو
ہراسیدہ وان سے گریزان ہوئے
ولیکن نہ زنہار کھرم ہٹا
دلیرانہ میدان میں قائم رہا

لگا کہنے کھرم سے اسفندیار
کہ اب کیا ہے ای کھرم نامدار
مری ساتھ ہوا گی گرم نبرد
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد

وہ مرد توانا و چستہ دلیر
ہوئی گرم پیکار مانند شیر
پکڑ کر کمربند کھرم وہین
دلاور نی پٹکا بر روی زمین

کیا تیغ سے پہر سر اوسکا جدا
خوشی سے وہان حکم پہر دیا
کہ جو کوئی حاضر ہو یان انکے سنگ
کرو ان وسپہ لطف اکرم نشین

حضور اوسکے حاضر جو ترکان ہی
تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے
بہت دن جا قلعہ میں نامور
مسخر ہوا ملک چین سر بسر

سران نواحی توران دیار
ہوئی آگی محکوم اسفندیار
ہوا وان جو کوئی نہ فرمان گزر
تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر

نکوئی رہا چین میں اک نامدار
نہ توران میں کوئی رہا تاجدار
سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
دلاور نے گنج فراوان دیا

زنان و پسر ہای ارجاسپ شاہ
رکھے اوسنے اونکو مین با عز و جاہ
ولی دختر و خواہر شاہ چین
ہر اک پور کی کی حوالہ وہیں

لکھا نامہ فتح گشتاسپ کو
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
یہ اسفندیار جوان کو لکھا
کہ ای نامدار نبرد آزما

تو بالفعل ہے وان قاسم گنج ہی
بنصرت میں لا ملک ماچین و چین
سپہدار نی پہر لکھا یہ جواب
کہ ای تاجدار ثریا جناب

مسخر کیا ملک توران چین
یہان ہم و اندیشہ ہرگز نہیں
بس اب آ بزودی وہ سوی شاہ
ہمیں ہے شب و روز شام و پگاہ

دگر بارہ جب نامہ پہلوان
پڑھا شاہ نے جب لکھا تھا اونہان

آمدن اسفندیار در ایران و ملامت کردن

رہ ہفتخوان سے پہر اسفندیار
روانہ ہوا سو ایران دیار
وہاں جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد
ہوئی تھی جہان باب رستم کی یاد

وہ بس وہیں با تمام و کمال
بزرگان ایران گئی پیشوا
کیا آفرین اور کی یہ دعا
اوسی یاد رکھے اپنی ہر کردے
کیا کشتہ جسطرح ارجاسپ کو
کہ گفتار رستم ہے بی اعتبار
برابر تھا کسی یہ اسفندیار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
جو دیکھی یہ بہبری شہریار
کہ بیٹی کیا قتل ارجاسپ کو
اوٹھائی بہت محنت و رنج سخت
کہا یوں تجے یہ سنکی از روی پند
مبادا اگر ہو گرفتار بند
کہ محکوم ہین تیرے سردار فوج
کریگا تو شاہی یہ شہر کی شاہ
کہا اکدن وقت سنی ہر
جو کچھ کام اس جا نقصان نے کیا
بظاہر بد تجو ئی پہلوان
طلب کی جاماسپ کو اپنی پاس
کہ ہے کسطرح مرگ اسفندیار
زبردست ہے وہ اسفندیار
ولی پہلوان رستم نامدار
بہت کی ہی تعریف اسفندیار
یہ کہکر لسوی ... سپاہ
کہا بیٹی یہ رستم گرد کو

تلی برف کی تگیا تھا جو حال
وہاں سے جو نزدیک ایوان گیا
کہ عالم شنان ہو صبح و مسا
کئی آپ ہی بادشہی ہے
تو کچھ مجھ سے نادل ارشاد ہو
سخن کر مفصل کرون آشکار
جو آئے حضور شہ نامدار
ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
بفرمان شاہنشہ نامجو
کہا شاہ بخشی مجھی تاج و تخت
کہا یونکہ ای سرور ارجمند
روا رکھی پھر شاہ تجپر گزند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہو وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ ساری خدائی کو معلوم ہی
نہ ہر گز کسی پہلوان نے کیا
ہوا او وہیں مصروف شاہجہاں
کہا یونکہ ای مرد اختر شمار
یہ سنکی خردمند نے ایکبار
کسیکو نہیں طاقت کارزار
کریگا اوسے کشتہ انجام کار
لگا کہنے اوس سے کہ ای نگار
نگہ کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب چلکی میرا مددگار ہو

کیا جبکہ نزدیک شہر پدر
تو آیا جہاندار گشتاسپ ہے
کیا ایک ترتیب جشن نشاط
کہا شاہ نے ہر کہ ای پہلوان
وہ بولا کہ اسدم ہوا ہوں خراب
جہاندار گشتاسپ رو زود گر
مفصل کہا قصہ ہفتخوان
نہ ہر گز دیا اوسکو دیہیم و تخت
کہا یون جو تہی در میان
گرفتار تہیں ونکی ان خواہران
بر ایفای عہدہ مین یا قصور
تو یہ بات ہر گز زبان پر نہ لا
پدر کی ہے تارک پہ تاج مہی
مگر اضطراب آ ایل بی نظیر
خوش آئی نہ یہ پند اوسکو ذرا
کیا قتل دشمن کو ای بادشاہ
ولی حیف ایفائے وعدہ ہنوز
ولی دلمین ناخوش ہو شہریار
ذرا دیکہ احوال اسفندیار
نظر کر سو گردش مہر و ماہ
جہانبین ظفرمند و فرزند ہے
ہوا شاہ شادان یہ سنکر جواب
مبارک تجہی تخت و تاج شہی
کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مری ساتھ ہر گز ادھر

تو وہ وہین بحکم شہ نامور
بغلگیر ہو کر لیا با خوشی
پیی جام می ازرہ انبساط
بیان کر ذرا قصہ ہفتخوان
کہون کیا مین ای شاہ گردون جناب
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
کہ تہا شاہ کو اوس سے وعدہ سو تخت
حضور اوسکی جاکر یہ بولا جوان
رہا کر کی لایا مین اونکو یہان
تو ابجا کہ انصاف سے ہی ... دور
کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
ولی فی الحقیقت ہے تجکو شہر
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اوٹھا ہو کی دلگیر اسفندیار
رکہا بینی ناموس تیرا نگاہ
نہ تو نے کیا ای شہ نیکروز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھسے راز فلک آشکار
کہا یونکہ ای شاہ گیتی پناہ
مسخر کری ہفت اقلیم کو
وہین ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تجکو کلاہ مہی
ہو تیری خزان زنان ...
نہ لی اتنی مدت مین تیری خبر

بہت اوسنے کار نمایاں کیے | زبون سرداران توران کیے
نہ ایرانیاں نے ڈر روی تخت | تہمتن نکرتا اگر کار سخت
زبون سے ہے نزدیک ان باپ کے | کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
مخالف ترا تھا اگر پور زال | تو مہمان ہوا کیوں تو اوسکا دو سال
مگر مجکو اندیشہ کچہ اوس سے ہے | سہلایا ہی شاہا کوئی طور سے
مجھے بھیجتا ہے سوے سیستان | مری حق مین ہی یہ سگالش نہان
نہیں خوب شاہا ہونسے یہاں سست | یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
بہ گشتاسپ بولا کہ ای پہلوان | بلا ہے اگر رستم پہلوان
بزرگوں کی خدمت مین جان نثار | کہ کوئی مری ساتہ اوسنے کیا
نہ لا درمیان عذر ای نامور | تمنای اورنگ دل میں ہے گر
رہ سیستان لی بفوج گران | گرفتار رستم کو کر جا کے وان
بنیاد وہ اوسی ایمان کر کی بند | پڑی ہو سے گردن مین اوسکے کمند
کہ عبرت ہو اور ونکو پھر زینہار | نکوئی کری سرکشی اختیار
وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان | بہانہ تو کرتا ہی بس بیگمان
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو بانسے دور | رہون مین نہ زنہار تیرے حضور
مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے | جہان ہے بس ایک گوشہ مجھے
یہ کہکر جوان ہوگئے جبین پر جبین | شتابان ہوا سوی خانہ وہیں
لگا کہنے جاماسپ سے شہریار | کہ جا ڈر تو بتیں اسفندیار
خبر لا کہ اوسکا ارادہ ہے کیا | یہ سنکر وہ دستور دانا گیا
ہوا جا کے جب اوس سے پرسان حال | وہ بولا کہ ای فرخ خصال
جو کچہ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا | خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
بجا لا شتابی سے حکم پدر | نہ پھر پھیر زنہار ای نامور
وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ | سوے سیستان جا تن وانہ بگاہ
حضور شہنشاہ کشورستان | کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان
کہ راضی ہے رو تین تن اسفندیار | بجنگ یل رستم نامدار
ہوا شادماں شاہ گردون جناب | کیا پہر وہ بیش کتابون شتاب
کتابوں سے بولا شہ نامجو | کہ اسفندیار جوان گرد کو
کرون مین ان نین رخصت سوے سیستان | پی جنگ رستم بفوج گران
رضامند ہے گرچہ وہ نامور | ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کہ رستم کو جب لاوے کر کی اسیر | تو بخشون مین پھر وہین تاج و سریر
کتابون ہو سے سنکے اندوہگین | ہمان ہے کہا جا کی اوسنے وہین
زبردست ہی رستم نامدار | نہ کر قصد رزم اوس سے تو زنہار
نہ جا اوسطرف ہرگز ای ہوشمند | ذرا گوش جان سے تو سن یہ پند
کتابون سے بولا یہ اسفندیار | کہ رستم سے ڈرتا نہیں زینہار
دلی قصد بیکار اوس سے تہا | کہ ہے وہ نکو خواہ سرکار کا
کرون کیا کہ ایجان فرمان شاہ | کہ ہوں رستم گرد سے کینہ خواہ
پذیرا کیا مین نے اس بات کو | اگر بعد اقرار انکار ہو
تو پہر مرنے سے نہایت ہے دور | بجا لاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار بطرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان | ہوا شہ سے رخصت سوی سیستان
دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر | ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
وہ اشتر روان تہا جو پیش قطار | گیا بیٹھہ وان اور پہر زینہار
نہ وان سے اوٹھا اوس ولی تب نہ [illegible] | کیا قتل اوسکو ز روی غضب
لگی کہنے مردم ہوئے فال بد | مبادا کہ بیٹھ آوے کچہ حال بد
سنا سب سے ہے کہ اب بیکبار | سوی خانہ پہر چلیے ای نامدار
وہ بولا یہ موقع ہے اوس سے بجا | ولیکن جہاندار کشور کشا
کہیگا کہ لایا بہانہ جوان | یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان

گیا متصل سیستان کے جو وہ
تو پھر زال نے با فراوان سُرُور
کیا ہے طلب رستم گرد کو
وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان
اوسی مثل گشتاسپ لالانے کر
وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
یہ کہکر گیا بہمن نامدار
خبر سنکے اُنکی تیرے یہاں
اوتر رخش سے رستم پہلوان
کرامی ارث تخت و تاج کیان
وہ ہے نیک طالع جو ہے ستے حضور
ہمیشہ جہان میں تو جگ فیروز ہو
فزود آکی گہوڑے سے اسفندیار
سنا اور تحسین و صد آفرین
وہ بولا کہ مجکو سرفراز کر
دہن ہے ستم گرد کو لیکے
بس اب تو بہی اپنی ہو بات پر
نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند
کہ راضی نہیں ہے اگر بند پر
بسان شہنشاہ فرخندہ خو
وہ بولا کہ آیا تہا یان شہریار
اگر میری فرمانسے پہر جائے تو
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤں گا
سپہدار نے پہر دیا یہ جواب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہوں اب

روانہ کیا اپنے بہمن کو تب
ادب سے جہکا یا سر اوسکی حضور
یہ بہمن سے سنکر بل نام جو
رہے ہم کمر بستہ پیش کیان
تکلف سے مہمانی اوسکی تو کر
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
کہا جاکے یون پیش اسفندیار
مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان
جہکا کر سر عجز چون بندگان
سرفرازان گیتی ستان
پرستش کنان ہو بطرز شُرُور
طرح مہر کی عالم افروز ہو
ہوا رستم گرد سے ہمکنار
جہانمیں تو جبکا ہو یار و معین
تو رونق فزا جلکی ہو میر گہر
وہان جاکر رستم سے کہنے لگا
کہ وان لیچلون تجکو پابند کر
نہ پہونچاؤں ہرگز تجھے گزند
تو بس مجکو رخصت تو جا اپنے گہر
مرے گہر تو مہمان ذرا جلکے ہو
بطور دگر اے ستودہ شعار
سر جنگ اسنے روی کین ہے تو
تو کیا قدر پاؤں حضور پدر
کرے اور دے مجکو صہبائے ناب
کہون ال سے جا کے احوال سب

کرے آدمی یان رستم گرد کو
لگا کہنے یون بہمن نامدار
گیا پیش رستم کہا ماجرا
تو جا شوق سے پیش اسفندیار
کہا جبکہ یہ زال زر نے بیان
توقف کنان ہو تو اے نامور
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
گیا پہر سپہدار اسفندیار
جو کچھ شرط خدمت ہے لایا بجا
تری قد پہ زیبا قبائے ہے
کرے کشتی تجہسے جو شور بخت
یہ آئین و رسم ادب دیکہکر
لگا کرنے رستم کی پہر یون ثنا
قوی اوسکی ہو پشت لیل و نہار
پذیرانہ اوسنے کیا زینہار
یہ ہے حکم گشتاسپ شاہ دلیر
پہونچکر حضور شہ کامگار
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
یہ لایا زبان پر بصد پیلتن
جو کچھ مجہسے فرمائے تو بعد ازان
ولیکن میں آیا بعزم دگر
تو میں کسطرح کہاؤں نان و نمک
وہ بولا کہ زنہار یہ ہے یہان
طلب کی پہر جام و مینا تیز
جو کچھ مصلحت دے مجہے ال زر

گیا جبکہ وان بہمن نام جو
کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا
بجا لاکے رسم و رہ انکسار
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان
کرون باپ سے آپکے جاکر خبر
مروت میں او خلق میں فرد ہے
جریدہ سو رستم نامدار
پہر آغاز کے یہ دعا و ثنا
تری سر پہ شایان کلاہ ہے
شتابی گرفتار خواری ہو سخت
ہوا شادمان سرو نامور
کہ اے نامور گرد زور آزما
نہو وے اوسے کچھ غم روزگار
ولی اپنی لشکر میں اسفندیار
کہ رستم کوئی آنو کرے اسیر
کرو تمین ہاتھ کو اے نامدار
کیا پہر سپہدار نے یہ بیان
کہ یکبار اے سرور انجمن
بجا لاؤں فرمان ترا بیگمان
بہلا کیونکہ مہمان ہوں اب تیری گہر
کرون تجہسے پیکار زیر فلک
نکہا و نگاہ اب سپہدار زمان
کئی نوش باہم کئی ساتگیر
گزارش کرون میں یہاں آنکر

دلیران ایران مین چند بار کیا چاہتی تھی مجھی شہریار
یہ کہتی تھی رکھ سر پہ تاج مہی تو کہ ملک ایران مین شاہنشہی
پذیرا نہ زنہار مینی کیا نہ خواہان ہوا افسر تخت کا
دگر نہ یہ ہوتی تجھی تہمین شہی میسر تری تی بلند ماندہی
دلیری پہ اپنی نہ مغرور ہو کیا تو نی لہراسپ ارجاسپ کو
تو مانند میری دلاور نہین دلیری و گردی ہمہ ہیچ ہین
گئی شاہ کھینچی تہ تیغ تیز کیا قتل دونو کو وقت ستیز
شکستہ کیا مینی وہ ہفتخوان نگذری جہان مین بہ شیر ژیان
وہ دیو سپید اور اکوان دیو کہ تھا گرد عالم مین جنکا غریو
ملاقی وہ دم مین تہ خون و خاک کیا شاہ مازندران کو ہلاک
چہوڑا یا شہنشاہ کاوس کو بل گیو و گستہم اور طوس کو
سپہدار توران تھا افراسیاب کسیکو نہ تہی جنگ کی جسکی تاب
گئی بار دی مینی اوسکو شکست کیا بیش اوسکا تکہ جزو رو دست
کیا مینی خاقان چین کو اسیر مری تیغ بران سی افغان گیر
نکر جنگجوئی جو کچہ ہی نہین نکہو رایگان اپنے جان عزیز
سپہدار جنگ آور و کینہ جو ہوا پر غضب سنکی سانکو
یہ چاہی تہا اوسدم کہ وار زند تہمن کو اب کھینچے زیر تیغ
ولیکن یہ سوچا کہ ہی مہمان یہ گرداب سی یعنی آیا یہان
ستم گر روا رکھیے مہمان پر تو لطف مروت سی ہی دور تر
یہ بولا کہ مینے سنے حرف نرم تو کیون مثل آتش کی ہوتا ہی گرم
فلک تب ہی گرچہ تو لیکن نہی پرستندہ بادشاہان کے
جو کی بندگی تو نی شاہون کی گاہ تو حاصل ہوا تجکو یہ عز و جاہ
تو کیا بارہا روز شب چاکری شہی مینی کی بلکہ ہمسری
کہ ایران سی تا روم و توران و چین مروج کیا تازہ آئین و دین
کیا ایک عالم کو آتش بدست کیا مینی گردن فرازون کو پست
بسان ذر روتین ہی مدان تہا حصن مازندران استوار
غضب بلا تہا مرا ہفتخوان کمان سقدر تہا ترا ہفتخوان
وہ بولا سہ ہفتخوان وہ نزار گئی تہی تری ساتہ جنگی سوار
مرادان کوئی مددگار تھا فقط رخش و گرز گران یار تھا
وہ دیوان جو تہا جنگ آوران کہ مینی کئی کشتہ تہا اوہان
تری ساتہ ہوتی اگر وہ بلا دلیران جنگی و مردان کار
نہ ساتہ اونکی ہوتی تجھی تاب جنگ گر زندہ ہوتا تو بس بی درنگ
کرون کیا مین اپنے زبان سی بیان کہ ہی اس حقیقت سی واقف جہان
کہ گشتسپ عدل گستر جب رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج جب
دلیران نی ہرگز رضا نہ دی بزرگان ایران نہ خرسند تہی
یہی تہی تمنای خرد و کلان فریبرز ہو بادشاہ جہان
وہین ہی مینی معقول سبکو کیا عزنہار پر خاش ہونی دیا
ہوی جبکہ ہم باور ان مدر ہوا شاہ لہراسپ شہریار
تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر نکر فخر آئین گشتاسپ پر
کری بند مجکو یہ چاہی ہی تو یہی ہی تری باپ کی آرزو
یہ مقدور ہرگز کسیکا نہین کہ میری طرف دیکھی از روی کین
ہوا کودکی سی مین بنا بند ولیکن سخنہای نا دلپسند
کسی سی نی مینی ابتک نہین قیامت ہو گر مونہین چین جبین
ہوا تہ مین بسی کاوس شاہ کلہ گوشہ تہا جسکا تا اوج ماہ
سمجہنا کہ دشوار لیکن اوٹہا ہوا یہ نہ مقدور اک گر کا
کہ مجلس مین گئی کری مجکو اگرچہ دہان تہی بہت زور مند
مری کر کی دلجوئی انجام کار فزون تر کیا شہ نی مہر و وقار
غرض ساتہ میری نہ ہو کینہ جو یہ سنتے ہی دو تیزی نکر مجہی تو
سپہدار نی سن دیا یہ جواب کہ ای رستم افسانہ کیا ہیچ تاب
نہو اب ثناخوان کاوس شاہ مری زور دہر تجہ پہ کر نگاہ

ولیکن یہ تہا ہاجراج کا
شست اوسکی ہی آہن و سنگ ہی
ولیکن نکوئی ہوا کارگر
یقین ہی کہ جانبر نہو وقت شب
گیا جبکہ ایوانمین دیکہ زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
گیا البتہ زخمون کو مرہم لگا
قوی بازو و سخت ہی زورمند
مرا تیر سندان سی کرتا گذر
اگر زور کرتا مین کہسار پر
نہ وہ جنگجو پشت زین سی گرا
ہوئی جنگ سو قوت ہنگام سام
کہ پہر ہاتہ آوی نہ تیر از نشان
تو پہر آگی ایوان مین اسفندیار
جو ہونا یہان آج وہ شیر مرد
بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مری تو جلا نا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آنکر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوئی گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہی کیا خطر
پیا خون کو اور ملی اپنی پر
لگا کہنے سیمرغ سی نامجو
وہ بولا کہ ہی وہ یل ارجمند
سو ہفتخوان جوان جب گیا

خدا جانی کل پیش کیا آئیگا
مجہی اوسکی اندیشہ ہی جنگ کا
کسی سی نہ عاجز ہوا نامور
سیاداری زندہ گر ہی غضب
اور اوسنی تہمتن کا دیکہا جو حال
ہماری نصیبو نمین تہا ہی ستم
تہمتن نی پہر زال سی یون کہا
تنومند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچہ کارگر
تو پرکندہ کرتا اوسی ای پدر
کہون کیا کہ اس قوت و زور کا
دگر نہ مرا کام کرتا تمام
کری جستجو گرچہ جنگی جوان
کری ہمکو یکسر گرفتار خوار
تو بدخواہ کی ساتہ کرتا نبرد
تری واسطی اوس سے ہوون چارہ جو
کہ فی الفور پہونچونگا تیری حضور
گذارش کیا یونکہ اپنی ال زر
ہوا آگی پرتاش کا خواستگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کرون چارہ اسکا مین اب رو و دست
ہوی زخم اچہی ہین سب سر بسر
کہ ای شاہ مرغان مددگار ہو
توانا و گردنکش و زورمند
مرا جفت و ان یک سیمرغ تہا

اپشوتن سی کہنی لگا بعد ازان
بہت زخم شمشیر و گرز گران
کیا تیر سی اوسکو آخر زبون
ادہر تہا تردد مین اسفندیار
کہ مجروح دستہ ہے سر تا بپا
برادر پدر مادر و پور و زن
کہ روئین تن اسفندیار دلیر
مری تیغ بران تہی خارا شگاف
نہ شغلوت آب یا بد اندیش ہای
پکڑ کر کمربند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار
لبس اب تاب پیکار مجکو نہیں
کہا زال زر نی یہ سنکر سخن
کرون کیا کہ ہی اندیون سو عجب
نہیں اسقدر فرصت ای دلربای
کیا اوسنی وعدہ یہ مجہسی کہ ہاں
بلندی یہ کر آتش افروختہ
مجہی سیلی اب کیا تونی یاد
نیاز اوس سے ہمنی کیا پیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریشتر
طلب رخش و رستم کو کرکی وہاں
ہوا رستم و رخش پہر تندرست
یقین ہے اگر تو مرا ہوی یار
مجہی اور تجہی ہی یہ قدرت کہان
مقابل جو ساتہ اوسکی آکر ہوا

کہ آدم نہین رستم پہلوان
رہا منہ اوسپر کہی ای جوان
ہوا جوشن کالبد غرق خون
اودہر پہلوان رستم نامدار
جراحت پر اوسکی تاسف کیا
لگی رونی سب دم انجمن
مقابل نہین جسکی عفریت و ببر
سنان توڑتی تہی ل کوہ قاف
نہ کچہ زور بازو کیا پیش پای
کیا زور ہر چند پر زینہار
لکین مینی دیکہا نہین زینہار
نکل جاؤن ناچار یا اسکی پیر
کہ گر تو نکالی ای پیلتن
یل نامور پر زمین پر ور
کہ اوس پہلوان کو کرون ان طلب
جو پیش آوی مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ ای مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر رستم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری یہ آئی ہی پیش
جو دیکہا تو ہی خون بدن سی رواں
توانا و زور آور و جان و جست
تو ہوی دونون گرد اسفندیار
کہ ہون ساتہ اوسکی تپیرہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا

تو گراوس سے بھی ان سے رہی ورز
کمین ور جادوی تو اسفندیار
وہ بولا کہ ای رستم نامدار
نفس محل گز اک نیستان مین تھا
تھا اسکا تو اک وشاخہ خدنگ
کری جو کوئی کشتہ اوس کو
ولی کور کرتی ہے اوسکی ضرر
وہان تیر مینہی بحکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگاتی دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان مین آیا سوار دلیر
ذرا خواب نوشیروان سے بیدار ہو
مری لمبی تھا وقت تیشب گیان
ندا دی کہ احوال اسکا ہی کیا
ابسوی بہمن لشوتن گیا
سوا اسکی کہ زخم کاری تھا
دلیری سے اسکی مجہی ہے خطر
خفا ہو لشوتن یہ اسفندیار
نہین زخم کا اب اثر زینہار
تجہی آج خستہ کرون استعدر
مری جسم پر اسے پیل نامور
کہ مت رزم جو ہو مری صف آرا
قسم ہے نہ پہر عذر ہرگز کرو از
وہ بولا کہ اب آتش دور سے
مری قید کر ذمہ اب رکدر

تو مہتر ہی ای رستم نامور
کریگا ہمین بندہ ابحت کور
مری ساتہ چل رخش پر ہو سوار
تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
سحر جا کی میدان مین ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے رہا بیخبر نہو
نہ پہونچی ذرا تشویق سے گو گزر
یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے سو آشیان
ہوا فتح نصرت کا امیدوار
پیل نامور رستم شیر گیر
کہ آیا پہر اب رستم جنگجو
کہ جانبر نہو ویگا یہ پہلوان
مگر اوسنے زخمون کو بستہ کیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکہی ہے کیا
لشوتن نے جا کر جوان سے کہا
مناسب ہے ایسے نہ کر ای نامور
گیا وہین میدان مین ہو کر سوار
ترا باپ شاید کہ ہی سحرکار
کہ ہو پہر گزال زرد نگہ
نہ ہرگز کرے تیرے تیر اثر
تو بخش از رہ لطف میری خطا
تری ساتہ بیٹہین شہنشہ جاو از
اگر زندگی تجکو منظور ہے
عوض اسکی لی مجہسے تو گنج و زر

یہ سنکر ہوا زال اپنے کمان
بنا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کرکی دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر
پہر اوس تیر کو ای پیل نامدار
نہین خوب ہے قتل اسفندیار
یہ خاصیت اسمی ہے بیشک کہ ہان
پہرتی وہ دونون ہین پیش زال
جوان مرد رستم نے پہر بیدرنگ
نہ نکلا ابھی تہا ہنوز آفتاب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان
اٹہا سنکی آواز اسفندیار
کہون کیا مین کاری تہا زخم
وہی رخش ہی یا ہی رخش دگر
رکہون ہو بہمن وہ دارو جان
کہ دیروز سے چاق ہی پہلوان
تو پہر خاک کو دیسی کر اپنی دور
تہمتن سے بولا کہ ای پہلوان
کیا اوسنے جادو سے پہر تندرست
وہ بولا کہ جیسین نر گستہ تور
کرونگا تجہی کشتہ انجام کار
مری گہر ذرا چل کی مہمان ہو آج
کرے لطف یا قتل یا محاب بند
تو پابند ہو کر مری پاس آ
دونی بہا تاج گوہر نگار

کہا یون کہ او رستم ملوان
تو دام غم و رنج سے ہم رہا
لگی اک بستان مین تون ہم
ابہی است کر انکی آنکہ تک
رہا کر سو چشم اسفندیار
خرابی دو قاتل کی انجام کار
تمنا ہو ناوک فگن کی تمام
ہوا زال سے رستم شادمان تہا
مرتب کیا اک وشاخہ خدنگ
حریف جفا کیش تہا گرم تاب
کہا میر دا اسفندیار جوان
لشوتن سے بولا کہ ای نامدار
تعجب کی ہی ہوشمند و دلیر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر
کہ پہر زخم کا پل مین جا رہا
نہین زخم کا اوسکی تن پر نشان
تہمتن کی ساتہ آتی ہی فر
ہوا تہا تو کل خستہ ای نوجوان
کہ آیا تو میدان مین پہر چاق و چست
اوٹہا یہ خیال اپنی دلسے تو پہر
گذارش یہ کرتا ہون پہر نیاز
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
جو چاہی کری خسرو ارجمند
تہمتن نی اسکو یہ پاسخ دیا
کہ ایران بہ طلعت ہی کا خدا

تجہی پیشکش دون زر روی نیاز
خدا کی یہی فرمان ہے حکم شاہ
وہ بولا کہ ای گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار ای پہلوان
تہمتن نے اوسدم یہ مانگی دعا
پذیرا یہ کرتا نہین یہ بہانا
عقوبت نہ کر یہ تو مجہہ پر روا
رکہا مردے سر کو زین پہ نگون
ولیکن تو ہرگز گرا ای جوان
یہ دیکہا تو تسودن بہمن تیز
کیا چارہ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر شادکام
کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
جہان آفرین ہر زمان یار ہو
بہر روز دگر پیش اسفندیار
لکہا تہا یہی کلک تقدیر کا
سکہا پہلوانکو سارے ہنر
رکہون اسکے تارک پہ تاج و کلاہ
روانہ کرون سوے گشتاسب شاہ
ہوئی بار ہی تب یہ جا صلح اور
مری مانسی کہنا کہ ہو دی صبور
کیا پہر وہین کہینچکر سرد دم
لگی رونی تسودن بہمن ہا
اودہر آئے بہمن گولی انپی کہہ
کیا باپ اسکی لوزی ہلاک

تو کر رحم ای سرور سرفراز
زیادہ تر ای رستم کینہ خواہ
نہ جان دے نا امید تاج و سریر
یہ کہکر وہین لیکی تیر و کمان
کہ کرتا ہون مین عاجزی یا خدا
کیا چاہتا ہی مجہی سخت خوار
نکر مجہہ پہ ثابت گناہ و خطا
روان تیر سے آنکہونسی تہی جوی دراز
ہوا مین تہ زنہار نالہ کنان
ہوی سخت غمناک و اندوہگیں
ہوا کچہ نہین فائدہ زینہار
ہوی خرم و شاد مردم تمام
نہ زندہ رہی دیر تک زینہار
شب و روز تیر اندگار رہے
گیا زال اور رستم نامدار
تہی کیونکہ لوح جبین کا لکہا
تبارسم دولت اوسی سے سپہر
کرون تبہ اوسی بعد گشتاسپ شاہ
یہ کہا کہ ای خسرو دین پناہ
تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
کرے دل سے اپنی غم و رنج دور
کہ گشتاسپ سے مجکو پہونچا ستم
ہوی رستم و زال گرم فغان
یل نامور رستم و زال زر
دل اسکا نہو دیگا کینہ سے پاک

کیا اوسنی بیہودہ گوئی بس
تجہی اپہلوان سست و یاوہ گو
ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کیا سوے رستم روان ایک تیر
زر و گوہر و تاج اور گنج و کنیز
تو باور ہو تیرے کہ ہون بیدرنگ
یہ کہکر کیا تیر گز کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کہا کہ ہوا دردمند
کیا اپنی آنکہونکو غمسی پر آب
تہمتن گیا پہر حضور پدر
ولی زال بولا کہ ای نامور
تری جانکا ہی خطر اب مجہے
وہ بولا کہ میری نہین کچہ خطا
ہوی دونون جاکر دبار نکوخواہ
مرا پور ہے بہمن نیک جوان
تہمتن نے وہ وہین پذیرا کیا
یہ تسودن سے بولا پہر اسفندیار
مجہی تونے بہیجا ہی قتل بان
ولیکن بروز خرابی گمان
نہین فائدہ گریہ سی زینہار
کیا طائر جان نی پرواز پہر
اودہر لیکی تابوت اسفندیار
زوارہ یہ بولا کہ ای نامدار
بہادر بہی سکی ہوی قتل مرد

نہین چاہیی مجکو یہ گنج و زر
کہ بخشی مجہے تخت و افسر پدر
کہا یون نہ کر اور یہ گفتگو
بطرز پسندیدہ و دلپذیر
خوشی سی مین بیتابون ہر ایک چیز
مخالف کی آنکہین نشان خدنگ
سہی چشم اسفندیار جوان
صد و شصت لہاتہی تمنی خدنگ
رکہا زین پہ سر تونے ای ارجمند
اسی لیکی سوے خیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
یہ اختر شناسون نے دی تہی خبر
رکہی رنج سے دور ایزد تجہی
کیا جو کچہ اوس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہین کچہ تمہارا گناہ
اسی کا تو ہی ای رستم پہلوان
ز روی نشاط و مسرت کہا
کہ گور و کفن کا ہون اب خواستگار
ہوتی تیری دولت سی برباد جان
کرے اور ہی داور داوران
قضا پر کسیکا نہین اختیار
ہوا نالہ و گریہ آغاز پہر
وہ تسودن گیا سوے ایران و زار
یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
عجب کیا جو وہ تجہسی ہو ہمسر

ہنا سنب تھی بہت اسکی بیان — کہ مذہب اوسنے ہے بیگمان
زوارہ کو رستم نی پاس دیا — کہ لاوین بہت مکو نکو بجا
جو تسوین حضور شہ نامدار — گیا لیکی تابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسب کے کنار — لگین کینچنے رو رو کے یون خوم ایران
نہ رستم نے سیمرغ نی زال نے — کشندہ ہے تو پدر کا ای پدر
روا رکہی جان پسر پر ستم — عبث ہو یہ ہر مکو اندوہ غم
جہالت سے تہا بادشہ ہی فرزند — کہ نفرین تھی بہت سے ہر سہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار — کیا نعش کو دفن انجام کار
کیا نامہ رستم نی بہ شاہ کو — ایہون نے جو خطا ای شہ نامجو
حضور سپہدار اسفندیار — کیا بہنو جون بندگان انکسار
بہت دسکو دیا تہا بہن گنج در — یہ کینہ ابتدا ہے ہر دم کہ ای نامور
جلو میں پسر کی سلطان کشور کشا — نہ ہرگز جوانی پذیرا کیا
نہیں چارہ تقدیر سے نہار — ہوا اوبہمن کو تہا انجام کار
کیا تربیت پور کو اسکی آپ — ہنر اور آداب سکہلای سب
جو کچھ حکم ہو مجکو لاؤن بجا — کہ ہون اب شاہ کشور کشا
جو نامہ پڑہا شاہ نے سر بسر — تو تسوین ہے کینہ لگا تا جور
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان — وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان
تہمتن ہے اس امر میں بیخطا — درست و بجا ہی جو اوسنے لکہا
اوسی ہیچ نے بہتی ہی چند بار — اگرچہ وہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز — نہیں ہے ترے تقصیر کچھ زینہار
اجل ز اوہی جہت جاہل کیا — بہمن کو نامہ لکہا
کہ رکہہ جمع خاطر تو ای نامدار — نہیں ہے ترے تقصیر کچھ زینہار
بہانہ تہو جب کہ وہ نہیں طلب — روان کر تو بہمن کو بافعل آب
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار — روانہ کیا سوئے ایران دیار
ہوا دل بلکہ شاہ فرمان روا — ولیعہد بہمن کو شہ نی کیا
یہ قصہ تو میں کرچکا اب بیان — شغاد سے کہون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشته شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکہی ہے یہ فردوسی بے نظیر — کہ آزاد مرد ایک تہا مرد پیر
یہ کہتا تہا وہ پیر و سترگ — کہ سام و نریمان تہی ہی بزرگ
اوسی قصہ خوان اوسے یاد تہا — کہا اوسنے مجہسے یہی ماجرا
کہ رستم سے اسفندیار جوان — ہوا اسطرحسے ستیزہ کنان
کہی بعد ازان داستان شغاد — تہی جد آزاد کو خوب یاد
پہر اوس قصہ کو نظم میں نے کیا — غرض اسطرحسے ہے یہ ماجرا
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا — اور اوس سے فرزند حاصل ہوا
رکہا زال نے نام اوسکا شغاد — نجومی یہ بولا کہ ای خوش نہاد
یہ طفل نکو بخت جب ہو جوان — کرے تخم نیمان ستمب کہ گمان
مناجات کی زال زر نے وہ بہر — کہ یا کردگار جہان آفرین
بدی اسکی طینت سے ہو دور تر — بسوئی نکوئی تو ہو راہ بر
ہوا جبکہ القصہ جب وہ جوان — کیا زال نے سوی کابل روان
وہاں کا جو تہا شاہ نیکو سیر — قرابت سے رکہتا تہا زال پر
ہوا جبکہ کابل میں داخل شغاد — تو اوس شاہ نے تہہ جب مراد
اوسی یک ہی دختر دلستان — کیا کتخدا اوسکو با عز و شان
حضور یل رستم کینہ خواہ — صدا آج بہی تا کابل کا شاہ
سپہدار کابل سے بولا شغاد — کہ ای بادشاہ خجستہ نہاد
ہوا ہیں تہمتن سے ہر شاد آب — نہ آئی اوسی قدم ہے عجب
قرابت یہ میرے کی کچہ نظر — لحاظ اوسنے بس کم کیا سربسر
یہ جیتی ہے رستم سے ہوں کینہ ور — کروں قتل اسکو یہ دل تہا نہ

ولیکن سوار ایک باقی رہا
سو وہ سیستان میں شتابی گیا

کہا اونے یہ ماجرا سربسر
یہ سنکر ہوا زال زر نوحہ گر

لگی رونی رستم کی ماں زار زار
یہ بولی کہ دنیا ہی انجام کار

ہزار و صد سیزدہ سالہ مرد
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا
غرض زال زادوس سے پہرن گیا

کہ جاوے سوے کابل تو لشکر سپاہ
سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ

فرامرز جنگی ہوا پہر روان
سو شہر کابل بفوج گران

ولی شاہ کابل سے آسان نہ تہا
سو لوہو دیتے گریزان ہوا

فرامرز کو جب ہوئی آگہی
ہے شاہ سے شہر کابل تہی

گیا لاچرا جانب صید گاہ
جہان پہلوان سب جگہ تہے تباہ

بیان کیجے کیا صورت کشتگان
نہ تہا نام کو گوشت جز استخوان

وہ دام کہانی تہی سر صبح و شام
بیابان میں گوشت وکہا تمام

زوارہ کی اور رستم گرد کی
وہ لیکر گیا اشخوان دشت سے

گئی فوج کابل میں جا کر وہین
پہر آیا وہ کابل میں زیر زمین

ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ
ہوئی فوج کابل سراسر تباہ

گرفتار پہر شاہ کابل ہوا
منظم سپہدار زابل ہوا

فرامرز نے اوسکو از روی کین
کیا ہاتہ سے قتل اپنے وہین

سو شاہ گشتاسپ آگاہ ہوا
خبر شاہ ایران کی اتنا ہو تبہ

رحلت شاہ گشتاسپ بملک فانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایکروز
کہ ہے نامور بہمن نیک روز

کلاہ مہی کی سزاوار ہے
سو اسکی شاہی کا حقدار ہے

ہوا کشتہ اسکا پدر بیگناہ
اسی جا ہے تخت و تاج و کلاہ

یہ کہکر بٹھایا اوسی تخت پر
رکہا سر پہ بہمن کے دیہیم زر

کیا پہر پشوتن کو اوسکا وزیر
کہ تہا دانش و فہم میں بے نظیر

ہوا پہر روان سوے ملک عدم
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم

جہانمین وہ شاہ ہمایون خصال
رہا حکمران یکصد و بیست سال

جہاندار بہمن شہ نامور
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر

لگا کرنے داد و دہش صبح و شام
ہوئی خرم و شادمان خاص و عام

ارادہ کیا پہر ز روی غضب
کہ زال و فرامرز سے جلکے اب

لیا چاہیے کین اسفندیار
سواران غم لیکے یکصد ہزار

ہوا عازم سیستان بادشاہ
جو نزدیک وان آیا پہونچی سپاہ

یہ پیغام بہیجا سو زال زر
کہ آیا ہوں میں بہر کین پدر

بیابان میں اب لیکے تیغ و سنان
کرون بحر خون از سر کین روان

فرستادہ نے جا کے جب نزد زال
کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال

کہا زال نے ہر عبث ہے یہ کین
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں

ہوا جمع رونق فزا تاجور
کرون پیشکش اوسکی گنج و گہر

مرا قتل منظور ہے اب اگر
تو حاضر ہوں بیشک نہ زنہار

یہ کہکر بہت مال اوسکو دیا
فرستادہ پہر سوے رخصت کیا

ہوا جب یہ بہمن ثنا خوان زال
منفصل کیا شاہ سے عرض حال

کہ جز طاعت خسرو نامدار
نہیں کچہ ارادہ اوسی زینہار

ہوئی آتش قہر شاہی فزوں
کہ گشتن نہ پایا در زال کو

ہوا جانب شہر بہمن روان
وہین سے نہ زال آیا وہ ان

گیا زال کی گہر شتہ نامدار
زر و گنج وان سے لیا بیشمار

یہ پوچھا فرامرز نے اب کہاں
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہاں

گیا ہے فرامرز سب تنگ کار
ہوا یہ غضب سنکے شہریار

کیا ہے وہ بہمن نے زال کو اسیر
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر

کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا
اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا

نہیں تخم نذہ اب ستم نامدار
کہ تو جس سے لے کین اسفندیار

برائے خدا مجھ پہ اب رحم کر
مری عاجزی پر ذرا کر نظر

کہ میں آج جوں کمتریں بندگان
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان

روا رکھ نہ بیداد و انصاف کر
کہ رستم نے مجکو سکھائی ہنر

ہوا بہمن اس بات سے خشمگیں
رکھا زال کو بند از روی کین

یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پئے کارزار

سواران ایران و زابلستان
ہوئے از سر کین ستیزہ کنان

رہا تین دن گرم بازار جنگ
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

بروز چہارم چلی باد سخت
ہوئی تیرہ گردان ایراں کی بخت

ہوئی چشم تیرہ پری تند خاک
ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک

دلیران ایران تھے فیروز و شاد
کہ اونکی پس پشت تھی تند باد

ہوئی حملہ آور جو ایرانیان
گریزان ہوئے فوج زابلستان

ولیکن فرامرز جنگ آزما
دلیرانہ میدان میں قائم رہا

ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج
یہ سمجھا کہ بس عمر آخر ہے آج

اوٹھایا نگاہ ور سو خیلگاہ
کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ

ولی پہلوان کی تھی بخت یار
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار

پیاپی بسوی سوار دلیر
دلیران ایران نے برسائے تیر

ہوا خستہ توسن فرامرز کا
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما

دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین
گئے قتل گردان ایران زمین

فرامرز خستہ ہوا بعد ازاں
یہاں تک بہا خون تن سے روان

رہا ہوش میں اوسکو نہ کچھ زینہار
ہوا پھر گرفتار انجام کار

سر دار کھینچا اوسی پیش شہر
شہنشاہ بہمن نے از روی قہر

کیا حکم پھر یوں ز روی غضب
کرو مردم شہر کو قتل اب

وہ پشوتن کہ دستور تھا شاہ کا
شہنشہ سے یہ کہنے لگا

نہیں کچھ مردم سیستان کی خطا
روا رکھ نہ زنہار اونپر جفا

رہا زال کو بھی تو کر بند سے
کہ کینہ تھا رستم کی فرزند سے

بجا لائیے شکر پروردگار
کہ حاصل ہوئی فتح اے شہریار

یہ گفتار سنکر ز روی عطا
رہا بند سے زال زر کو کیا

بدستور پھر اوسکو با عز و شان
کیا شاہ نے حاکم سیستان

بفتح و ظفر خسرو دین پناہ
گیا سیستان سے سو تختگاہ

شبستان میں یکدن اتفاق گو
گیا تھا شہ بہمن نامجو

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

پڑا تھا کہیں راہ میں اژدہا
شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا

فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر

یہ سمجھا وہیں بہمن نامدار
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار

ہما اوسکی دختر خردمند تھی
دیا اوسکو اورنگ و تاج شہی

وہ تھی حسن میں رشک شمع و قمر
تصرف میں لایا تھا اوسکو پدر

مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ ہمخواب تی تھی دختر کو بھی

غرض اوس سے بچہ کا حمل تھا
جہاندار بہمن نے یوں پھر کہا

کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر
کلاہ شہی اوسکی ہو زیب سر

وصیت یہ کرکے سوی عدم
شتابان ہوا شاہ انجم حشم

جہاں میں بصد عز و جاہ و جلال
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

بر تخت نشستن ہما دختر بہمن

بفضل خدا فتح پاوینگے ہم — تصرف میں ملک لاوینگے ہم — ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان — تو پھر رومیان و ایرانیان

ہوئی کی میدانمیں گرم ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز — جہانگیر داراب مرد دلیر — ستیزندہ میدانمیں تھا مثل شیر

تیزان ایران کیے غرق خون — ہوا لشکر روم خستہ زبون — نہ ہاردیونگا نہ زنہار کام — یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام

زبان اونکی ہین پشیمان ہوا — پریشان ہوا سخت حیران ہوا — جو کچھ چاہیے مجھسے اب لیجیے — نہ پرخاش پھر خدا سے کیجیے

غرض صلح کرکی وہین پھر گیا — سوے روم فرمانروا روم کا — مظفر ہو داراب فرخ نہاد — جب آیا تو شادان ہوئی [illegible]

ہما کو لکھا قصہ داراب کا — وہ یاقوت بھیجا حضور ہما — ہمائی یہ سمجھا کہ ہان بیگمان — مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان

کیا پھر طلب اوسنے داراب کو — حضور اوسکی آیا جو وہ نامجو — تو وہ وہین ہمائی بصد ابتہاج — حوالی کیا تخت زرین و تاج

جہانمیں بصد جلوہ و حشمت ہما — رہی تھی تو دو سال فرمانروا

جلوس داراب بہمن بر تخت ایران

ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر — جہاندار داراب فرخ سیر

بہت خلق پر لطف و احسان کیا — سپاہ و رعیت کو شادان کیا — طلب کی گاذر کو پھر زود تر — عنایت کیا خلعت و اسپ و زر

کیا پھر یہ اوسنے بلطف و نظر — تو کہ پیشہ گاذری ترک اب — یکایک سپاہ گران پھر کہین — شتابان ہوتی سوے ایران زمین

شعیب اور سپہدار تھا — سپاہ عرب کا وہ سالار تھا — سواران تازی تھی یکصد ہزار — یہ لشکر جاندار گردون وقار

ہوا وہ وہین لیکر سپاہ گران — شتابان سوے لشکر سیستان — ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوے — نیاز دم تیغ کین سر ہوے

رہی جنگ باہم سہ روز و سہ شب — بروز چہارم شعیب عرب — ہوا کشتہ میدانمیں وقت وغا — سب اسباب لشکر کا غارت کیا

ہوا لشکر تازیان سب خراب — دلیران ایران ہوے فتحیاب — شہنشاہ داراب نے بعد ازان — کیا جانب روم لشکر روان

سپہ لیکی آیا تہ فیلقوس — خروشان ہوے ہر دو سو بوق و کوس — ہم ہر دو لشکر ہوی کینہ خواہ — ہوئی بحر خون یکقلم رزمگاہ

دلیران ایران ہوے سخت کوش — لیے دمیونکی پراگندہ ہوش — شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ — گریزان ہوئے بی قبا و کلاہ

نہ تنہا ہو کشتہ تیغ و تیر — زن و بچہ بھی اونکی آتی اسیر — ہوا فیلقوس تنگ آ قلعہ بند — کہ میدانمیں تھا اوسکو بیم گزند

پذیرا کیا اوسنی دینا خراج — کہ قائم رہی ملک و اورنگ و تاج — دیا شاہ داراب کو بیشمار — زر و گنج و در از رہ انکسار

کسینے کہا ای شہ ذو الکرام — شہ روم کی دخت ناہید نام — پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے — سزاوار ہم بزمی شاہ ہے

کیا وہین پیغام شاہ جہان — کرو بیجی مجھی دختر دلستان — شہ روم نے بادل پرصفا — کیا دخت کو شاہ سے کتخدا

جہاندار گیتی ستان بعد ازان — ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ بہ ناہید ہمکنار — تو آئی نہ بوی دہن خوشگوار — ہوئی جا بہ گرانی اسکی انتشار — ہمائی وہ لیکن ہوی ہان

ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ
ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ
شبستان میں اپنے نہ ہرگز لیا
سو تی فیلقوس اوس نے غنیمت
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
عیاں حمل اوسکا نہ ہرگز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
سیا خلع اوسنے لایا عجب
سکندر رکھا نام اوس طفل کا
سکندر تھا مانند رستم دلیر
جوانمرد زور آور آفاق گیر
علیموں کا وہ تربیت کردہ تھا
کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
ہنر اوسکو ازبسکہ تھی خوب یاد
وہ علم و ہنر میں ہوا اوستاد
ارسطوی دانای فرخ سیر
لقب پایا جس نامور کا پسر
کہ تھا عقل و دانش سے مشہور عام
سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہانکا یہاں چھوڑ دے
سمند قلم کی عنان موڑ دے
بس آگے یہانسے یہ بارہ گہر
سو شاہ داراب فرخ سیر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
مرخص سوی قیصر نامجو

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

تو اک اور بیاہی زن گلعذار
ہوئی وہ جہاندار سے باردار
ہوا شاد دل شاہ داراب کا
ملکزادی کا نام دارا رکھا
تو پھر شاہ داراب کشور کشا
روانہ ہوا سوی دار البقا
رکھا سر پہ دارا کی پھر تاج زر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
لیا خسرو نامور نے خراج
دیا اوسکو ہر تاجور نے خراج
غرض نوح مہینے گئی جب گذر
ہوا ابطن سے اوسکی پیدا پسر
دلیر و خردمند دارا ہوا
ولی جب وہ بارہ برس کا ہوا
رہا چار دہ سال وہ بادشاہ
نگہبان عالم شہ دین پناہ
فزوں جاہ تھا مہر اوج ماہ سے
بدستور داراب ہر شاہ سے
سو شاہ اسکندر آتا ہو یمین
اوسی تخت پر اب بٹھلا ہو جبین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہاں سے گذر
سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
فقط روم میں کچھ نہ تھا حکمراں
سکندر ہوا بادشاہ جہاں
ارسطوی دانشور بے نظیر
ہوا شاہ کشور ستانکا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
خردمند دانا و صاحب وفا
بافزونی لشکر و ملک و مال
سکندر جہاں میں تھا فرخندہ حال
فرستادہ دارا کا ایران گیا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
جو اب تک نہیں تو نے بھیجا خراج
مناسب ہے یہ جلد بھیجو خراج
نہ دی بات سے راہ و رسم پدر
ہماری اطاعت سے پھیرا ہے سر
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
شہ فیلقوس اب جہاں سے گیا
جو دیتا تھا ہر سال تجکو خراج
ولی مجھسے مت تو خواہان ہو باج
خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم
سر چرخ پہنچاونگا میں علم
مری پاس ہے لشکر بیکران
زر و زور و شمشیر گیتی ستان
مجھے عزم یہ ہے کہ اے نامجو
مسخر کروں ہفت اقلیم کو
یہ لازم ہے تجکو تو بھیجے خراج
رہی ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
خبردار کرتا ہوں تجکو خبر
سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
ہوا ایلچی لیکے نامہ رواں
سکندر نے ہمرہ سپاہ گراں
چلا لیکے اقصای ایران کی سمت
چلی تیر جیسے نیستان کی سمت
یہ دارا کو جسوقت پہنچی خبر
وہ ہمراہ بھی فوج کو جمع کر
سکندر جہاندار گیتی ستان
یہیں کر لیا اس فرستادہ کا ن
گیا پیش دارای فرخ تبار
کیا جاکے دارا سے ہی تہیہ

کئیں بند دیبت کو اکیبار — جدا اپنی لشکر سے تھا شہریار
یہ ہنگام وحشت جو پایا لقط — تو ہر ایک نے شاہ کے سینے پر
لگی زخم کاری تو ہر نا چور — گرا پشت زین سے وہیں خاک پر
گیا پہنچ شہنشاہ عالیجناب — سو مقتل شاہ دارا شتاب
سکندر نے گھوڑے سے وہیں اوتر — رکھا اپنی زانو پہ دارا کا سر
سکندر کو دیکھا جو بالین پہ — تو کھینچی ہی آہ دارا نے سرد
کہ دیکھوں تجھے اس طرح سے مگر — تن خستہ تھا غرق خون

تھا پاس دارا کی کوئی سوار — فقط تھی وہی دو لعین نابکار
روان تیز خنجر کیا بید رنج — رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
خبر کی سکندر کو یہ لعبازان — کہ دارا کو ہم نے کیا قتل یان
ہنوز اوسکی قالب میں تھی نیم جان — کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان
لگی چشم سے اپنی آنسو روان — جو اودر دہی اوسکی نالہ کنان
سکندر یہ بولا کہ ای تاجدار — نہ یہ تھی تمنا مجھے زینہار
یہاں سے میں لیجاؤں اب تجکو گھر — تجھے مہد زرین میں کر جلوہ گر

غرض تھی حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھی شش ہزار
نہ ہمراہ تھی صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ تو وہ ہین
ارسطو کو کرکے طلب وہ دم
تمام اوسکا یکدست خالی کیا
وہ اسپ سوار اوسپہ قایم کیا
تو اب خوب سے اسمین آتش لگا
بسوی سپہر بدین یکبارہ
بنائی پہر ارسطو جلی یکہزار
جو دیکھا وہ گردون اسپ و سوار
دہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اوسکی ذرا ہوشیار
ادہر سے جوانون نے اکبلی گی
سواران ہند و پیلان مست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پہر فوج جنگی سوار
ادہر تو ہی جنگ آور و پیلوان
جو پہر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب ہے ای شہ سرفراز
سپہدار ہندی نے بہیجا جواب
ادہر سے سکندر غرض مثل قہر
نہ لیکن ہوتی کارگر زینہار
دوبارہ ہوا گفت سے ناگہان
جو تہی نامداران ہند و تہان

سواران ہند و ستان دہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بہی تہی نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہو چارہ جو خسرو نامور
سر اودہی نفط سی پر کیا
لگی لبنہ گردون سے پہر باد پا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اوڑا اودہین گردون کو اسپ سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا لبس ہین فور حیران کار
کہ یہ توپخانہ ہی انکا مدار
نہ واقف تہی از بسکہ ہندی سوار
غضب سے جو گردون کی آن آگ
گریزان ہوے کہا کہ یکسر شکست
سر و سینہ تہا وقف تیغ و خدنگ
سپہ سے لیکے آیا ہے کارزار
ادہر ہین جو ان مرد دلیر و جوان
تو ہو وے ہلاک یک عالم وہین
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز
کہ بہتر ہی ای شاہ عالیجناب
ادہر سے گیا فور ہندی لپر
گمدار تہا شاہ کا گرد کار
گرا فور ہندی نگون خاک پر
فلک شب نے اوسکو کیا بعد از ان

نکل فور ہندی بہی مع فوج
پی کینہ خواہی تہی یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئی نظر
مخالف کے ہاتہی ہین جنگ آزما
ہنر اوسنے وہ ہین کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد از ان
ہوا جبکہ میدان گرد و رواز
وہ آتش لگی اوسمین جسدم دہان
ہوا تیرہ روی سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار وان
خبر لائی والو نسی پوچہا کہ ہان
حکیمون نے اوسکو مہیا کیا
ہوی سو گردون مہ حملہ کنان
جو پہر لبسہ نفط روشن ہوے
فراہم دلی کر کی پہر فوج کو
ہوی جنگ مع فوف ہنگام شب
سکندر نے اوسکو یہ بہیجا پیام
ہزاران سواران پیکار جو
لب اسپ جینی لبن ابہ سے ذرا
کری جسکو میدان فیروز بخت
جدا ہوکی لشکر سے میدان مین آ
وہین کہینچکر فور ہندی نے تیغ
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز
مظفر ہو اخسرو ارجمند
دلا سا بہت نے یکی اونسی کہا

مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویاے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
سبلا کسطرح جنگ کیجے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا ایک تیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جو انسی کہ ہان
خروش عظیم اک وہمانا کہان
ہوا دیکہکر جوشش سرارجمند
لگی کشتہ و خستہ ہونی جوان
یہ کیا ہی کر و سے اگی بیان
یہ اسباب ہی رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دلمین کچہ خوف جان
زمین یکقلم شل گلگون ہوے
سپہدار ہندی ہوا رزم جو
دلیران گیتی پہر سو خمیہ سب
کہ تو ہی شجاعت مین مشہور عام
ہوئی کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
کہ ضایع ہون کیون بندگان خدا
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت
کہ تنہا ہو نمین تجہ سے جنگ آزما
روانگی سو بادشہ بیدرنگ
رہا فور پر خشم شمشیر تیز
کہ تہا یار اقبال و بخت بلند
کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

گروان فو نبدی سے مین منتشر | مراعات و الطاف ہر ایک پر
ہوا ایسے گرگی ہندوستان | کسو کی گرو نہین پانسے روان
سپہ سنگ ہوی سر سپہ نامدار | ثنا خوان شاہنشہ کامگار
سخنہای شیرین سے سر در ہو | وہین لیگئی تہے وہین شاہ کو
در گنج و لعل و گہر وا کیا | فشان خسرو وا او گر کو دیا
زروی کرم شاہ نے سر بسر | عنایت کیا اونکو وہ گنج و زر
سر رزک ایک سردار کا نام تہا | کہ سالار تہا فوجکی فوج کا
تہایا اوسی تخت زر کا گہر | کیا اپنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن بمصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ | رہا شہر قنوج مین تا دو ماہ
کسی نے کیا شاہ سے یوں بیان | تہا یا خلیل اللہ نے اک مکان
کہ کعبہ ہے نام اوسکا مشہور عالم | پرستش گہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سکندر ہوئی آرزو | روانہ ہوا خسرو نامجو
سماعیل مرد خجستہ سیر | اگر کنزرا بے منیب نامور
تہیرا تہا اوسکا جو نصر قتیب | شریف اوس مکان کا تہا وہ نجیب
سکندر جو پہونچا تو امیدور | وہ نصر قتیب اوسکی آیا حضور
سکندر نے نذر و نیاز اوسکے لا | بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی
زیارت کو پہر ساتھ اوسکے گیا | پیادہ جہاندار کشور کشا
سماعیلیان پہر ہوے دادخواہ | کہ نسل جراعہ نے ای بادشاہ
لیا چہین ہمسے حجاز و یمن | تو ہو دادرس ہیچ ہم کچہ کمی
شہنشاہ عالم نے پہر زود تر | جراعہ کی اولاد کو قتل کر
سماعیلیان کو حجاز و یمن | دیا اور وہین بادشاہ زمن
سو کشور مصر وانسے گیا | ملا آن سے کے بادشہ مصر کا
سکندر رہا مصر مین یکسال | ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان | سو ملک اندلس آیا دوان
زن ہوشمند ایک قیدافہ نام | پریچہرہ و رشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس سے تہے | رکہی سر پہ تہی تاج فرماندہی
فراوان تہا اوسکا حشم اور جاہ | گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو | تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو
سکندر سے بولی زن ہوشیار | تو ہے شاہ اسکندر نامدار
مری چنگ سے آرہائی نہیں | شہنشاہ پانچ یہ بولا دلیر
کہ مین بندہ شاہ آزادہ ہون | سکندر نہین ہون فرستادہ ہون
شبیہہ جہاندار کی کی طلب | سکندر کی وی ہات مین سے تب
سکندر ہوا دیکہکر سہمگین | ہوا رنگ چہرہ کا پران زمین
دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن | یہ بولی کہ ای بادشاہ زمن
کہین اور اسطرح مت خائف ہو | بلا سر پہ اپنی تو مت لائیو
کہ پنہان نہ ہرگز ہو آفتاب | رخ بادشاہان عالی جناب
مگر خاطر اپنی تو رکہ جمع یان | نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
نہ آسیب پہنچاؤن مین کچہ تجہے | تو فرمان بر اپنا سمجہ اب مجہے
اگر کینہ ہو کچہ تو کر دل سے دور | تو سوگند کر یاد میرے حضور
کہ ہرگز نہ مجہسے کرے کچہ بدی | نہ چہوڑے تو رسم و رہ نیکوی
لگا کہنے پہر شاہ کیوان علم | کہ دین و ایمان کی مجہکو قسم
ترا مین بد اندیش ہرگز نہین | تو رکہ جمع خاطر کو ای مہ جبین
نہ دون ہاتہ سے رسم و راہ وفا | کرون تجکو مین ہون لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اتنی جور | مری گہر تو کر آج شب کو سحر
سکندر ہوا اوس سے رخصت طلب | رہا وان نہ زنہار ہنگام شب
بہت تحفے اوس ماہ وش نے دئیے | سکندر نے یکسر پذیرا کئے

ستانیدہ ہو نسل باد حسرت
نمایان ہوئے غیب سے مرد و
یہ سنکر ہوی جلد وہانسی روانہ
کہ ٹھہری تھی یان سوار آنکر
فرود آئی ناچار اوس چشمہ پر
ہوا اردوان سختتاند وگہیر
شہنشاہ عالم ہو با کرو فر
سپہدار بہمن تہا پور کلان
سپہدار اصطرخ کو ناگہان
جوانمرد کا نام ہی اردشیر
تو لاشرط خدمت بجا بر بجبر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدانی دیا اوسکو نیز ذی بخت
سر اہین اقامت گزین تہا جوان
سنادی جو القصہ پہونچا وہان
جوانمرد کو اپنی گہر لے گیا
وہ بولے دل جانسے حاضر ہین ہم
جدہر جاہی عازم ہوئے بانشاہ

گر نزندہ پہونچی تہی اک حسرت بر
یہ بولی توقف نہ یان تم کرو
الٹی سوی اصطرخ پارس روانہ
روان اس کا نسی ہوی سستہ
باندوہ غم رات کی وان بسر
یہ اختر شناسونسی پوچہا وہین
تجہی ہا ہے اوسکی پہونچی خبر
گیا سوے اصطرخ اوسکو روان
ہوئی خواب مین تبار گیہان
سنر اوار دیہیم و زرین کمر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہی ری سی بیاز
نصیب اوسکے ایرانکا ہی تاج و تخت
بتایا تہا ہر ایک کو نام و نشان
بتایا ہر اک ذی نشان جوان
بہت عز و اکرام اوسکا کیا
کرین اسکے فرمان سے یک قلم
پی جانفشانی ہی حاضر سپاہ

یہ جا ہین تجہے یان فقط دوست آئے
سوے شہر اصطرخ اب جاؤ تم
سر چشمہ جب ردوانکی سوار
ہوی تہی جو درماندہ و بیلوالا
گئی صبحدم پہ سوا او وہان
کہ ہین کسطرح طالع اردشیر
کری منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہوی بنا ہی فواردشیر
ہوا اوراد اک مرد فرخ نہاد
کری ملک ایران مین فرمان دہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اوسکی پہونچا دہمکو شتاب
کرین اوسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تہی صغیر و کبیر
خبر یہ کہہ کے حاکم سے جب
بزرگان اصطرخ کو کر طلب
غرض اردشیر جوان سے کہا
توہی وارث ملک و تاج و سریر

در اردوی ہین شہر جا بجز
وہان انکو جلد پہونچا تم
گئی تب اونکو ہوا آشکار
نہ طاقت تہی اونکو کہ ہو سکے روان
کیا جا کی احوال یکسر بیان
وہ بولی کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا اسکی غمگین بہت ناصبور
شتاب اوسکو آئی کرکے اسیر
دلیر و جوانمرد و ارانزاد
نصیب اوسکی ہی تخت و تاج ہر
منادی کیے شہر مین اوعجب
کہ او تراک کہان ہے وہ جابجا
اطاعت گزین خلق ہو یکقلم
ہوئی تہی تمام اوسکی فرمان بر
وہ آیا حضور اوسکی با صد طرب
کہا یونکہ طاعت کرو انکی سب
کہ جا کہ ہین ہم توہی فرمانروا
بہت اونسی شاد انجمن اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطرخ پارس

ہوی جب ضیا سند سپہر منور
رکہا سر پہ دیہیم گوہر نگار
سو ملک سی کہینچ اب سپاہ
نہ لائی کوئی پہر ذرا تاب جنگ
ادہر لشکر آتا ہی فوج گران

کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
کمربستہ حاضر تہی سب نامدار
وہان بہیجی اردوان کو تباہ
تصرف ہو سب ملک مین بیدرنگ
ارادہ، فاسد او بدگمان

مہیا کیا ایک زرین سریر
ہوا خطبہ و سکہ شہ روان
شہ اردوان کو جو پہونچی شکست
بہر آئین پہونچے یہ اوسکو خبر
یہ سنکر ہین لیکی جنگی سپاہ

کہ اوس پر ہوا جلوہ گر اردشیر
یہ ٹہرا وہان مشورہ بعد ازان
تو فرمان روایان بجا ہو الست
کہ بہمن شہ اردوان کا نبیر
روان سوے بہمن ہو ابا دستام

ہوے پہر تباک ایک گرد دلیر
صف آرا ہوی جب ہر دو سو
یہ بہمن کو جسوقت پہونچی خبر
شتابان ہوا پہلی کارزار
ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک
پہر اوسکی سپہ اور سران سپاہ
جہاندار عازم ہوا بعد ازان
جوانان جنگی و مردان مرد
ہوا یاربخت شہ ارجمند
سپہ اردوان کی گریزان ہوے
ولیکن بحکم شہ کامگار
ہوی وگرفتار اردوجوان

سپہ ساتھ لیکے آیا سوار وشیر
نہ کوئی [illegible] اوسی رزم جو
تو غمگین ہوا بہمن نامور
سوے لشکر شاہ عالی وقار
ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
ہوئی چاکر شاہ گیتی پناہ
سوے شہر بابسپاہ گران
رہی تا چہل روز گرم نبرد
غرض جنگجویان فیروزمند
خراب و تباہ و پریشان ہوگئے
ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار
گریزان ہو سوی ہندوستان

اوسی عہدنامہ دیا شاہ کا
دلاور تباک وزیر سپاہ
لکہا اردوان کو یہ حوال سب
تباک دلاور [illegible] شاہ
خدنگ یک ناگاہ آکر لگا
انہیں شہ نے مرہون احسان کیا
شہ اردوان جمع کرکے سپاہ
لگی چلنی پہر باد صرصر یہان
ہوی حملہ آور سوار اردوان
شہ اردوان زندہ آیا اسیر
پسر چار اوسکی کہ تہی نامجو
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام

ادہر دل سے وہ پہلوان لگ گیا
ہوئی شامل لشکر بادشاہ
کیا پہر امداد لشکر طلب
مقابل ہوا اوسکی لشکر سپاہ
کہ بہمن کو میدان میں خیمے کیا
زر و سیم و گنج و جواہر دیا
ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
بسوی رخ لشکر اردوان
کیی قتل گردان جنگ آوران
نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہانمیں نصیبت اردشیر
رہا سی و دو سال فرمانروا
پسر تہا وہ سلطان شاپور کا
پسر شاہ بہرام کا بعد ازان
ازان بعد بہرام فرخ جوان
ہوا بعد ازان ترسی اوسکا پسر
پہر اوسکا پسر اورمزد دلیر
ازان بعد شاپور اورمزد تہم
پہر اک بہائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
ہوا یوں شاپور پہر بادشاہ

چہل سال تہا تاج فرق سرش
سپاہ و رعیت کو راضی کیا
اک یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
ہوا مالک تخت با فرو شان
کہ تہا یعنی وہ ابن بہرامیان
خداوند اورنگ با کر و فر
ہوا مالک ملک تاج و سریر
جہان جسکے انصاف سے شاد کام
شہ اردشیر نکوکار تہا
کہ شاپور تہا نام مرد جوان
جہاندار بہرام با عز و جاہ

ہوا ملک پرانکا پہر تاجور
شہ اورمز نوجوان بعد ازان
پہر اوسکا پسر تہا جو بہرام شاہ
ولی نام اوسکا بہی بہرام تہا
باقبال و دولت ہوا بادشاہ
نصیب اوسکی نہ سال فرماندہی
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازان
سر تخت بیٹہا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزای تخت شہی
ہوا مالک فر و ملک و مال
جہانمیں جہاندار فرخندہ بخت

سپہدار شاپور اوسکا پسر
ہوا رونق افزای تخت کیان
رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ
رہا نوزدہ سال فرمانروا
ولی سلطنت اوسنی کی چار ماہ
بہ نیروی اقبال و دولت بہی
جہاندار شاپور خورشید سان
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال
رکہا سر پہ وہ سال تاج مہی
نصیب اوسکی شاہی ہی پنجسال
رہا چار دو سال با تاج و تخت

پهر اوسکا پسر یزدگرد جوان
هوا مسند آرا بصد فر و شان

سر پر خلا[illegible]
میسر رہا اوسکو بیست و دو سال

هوا بادشه پهر جو بهرام گور
خداوند نخوت خداوند زور

رہا شه[illegible]
رکها کام عدل و کرم سے سدا

پهر اوسکا پسر یزدگرد جوان
اٹھا [illegible] تک با حکمران

هوا بعد ازان جانشین پدر
دلیر و جوان هرمز نامور

دو سال اوسنے کی سلطنت بعد ازو
برادر [illegible] کا حکمران

سپهدار سلطان فیروز نام
جوانمرد و فرخنده خو ذوالکرم

رہا یازده سال وه حکمران
هوا بادشه [illegible] بلاش جوان

نصیب اوسکی تهی سلطنت چار سال
قباد جوان پهر بجاه و جلال

هوا مسند آرا ہے آسا نشتهے
چهل سال کی اوسنے فرمان دہی

ازان بعد کسری شه دادگر
سر تخت بیٹها بجای پدر

بصد عشرت و عیش و جاه و جلال
رہا مسند آرا چهل و ہشت سال

ازان بعد نوشیروان کا پسر
سپهدار هرمز دو الاگهر

هوا مالک ایران کا بادشاه
ولیکن رہا حکمران چند ماه

پهر اوسکا پسر خسرو ذوالکرام
جهاندار پرویز خسرو بنام

هوا جلوه فرمائے تخت شہی
سنی ہشت سال اوسنے کی خسروی

هوا بعد ازان جلوه گر تخت پر
سپهدار شیرویه اسکا پسر

ولی شاه شیرویه کو ہفت ماه
میسر رہا تاج و تخت و کلاه

هوا بادشه آخرش اردشیر
رہا تخت پر چهه مهینے دلیر

گر ازنکو اختر و ظلم سوز
رہا حکمران تا به پنجاه روز

هوئی بعد سلطان پوران دخت
ده شش مه رہے زیب دیہیم و تخت

سیش تخت آرزم تا چار ماه
رہی لک تخت و تاج و کلاه

ازان بعد فرزند نوشیروان
شه زاد فرخ خجسته جوان

هوا مسند آرای فرماندہی
نصیب اوسکے یک ماه شاہی ہوئی

هوا مالک مملکت بعد ازان
شه نامور یزدگرد جوان

یه پرویز خسرو کا فرزند تها
جهاندار سلطان کشورکشا

غرض یزدگرد نجیبه خصال
رہا دهر مین حکمران بیست سال

کیا مینے ختم سخن کا بیان
که بس لکهه چکا نام ساسانیان

جو شمشیر خانی مین تسطیر تها
سو وه بهی کم و کاست مینے لکها

خاتمۂ کتاب

سپاس خدای جهان آفریں
برآرنده آسمان و زمین

که نخل تمنا هوا بارور
هوا گلشن آرزو تازه تر

هوئی مشکل آسان ہے استاد دل
هوا بند محنت سے آزاد دل

مراد دل منشی مستمند
برآئی بزیر سپهر بلند

هوا گوہر کامرانی نصیب
هوئی بهجت و شادمانی نصیب

غرض نظم دلکش ہے با انتظام
بخوبی هوا شاهنامه تمام

نہیں ہے کسیکو ثبات و قرار
یه نامه جهان مین رہا یادگار

الهی [illegible] شاه و آل گهر
که یه نامه جسکے هوا نام پر

خرد پرور و قدردان سخن
شه نامور بادشاه زمن

سر تاجداران گردن فراز
جهاندار عادل عنایت نواز

ابو نصر اکبر خدیو زمان
جهان مین رہے جب تلک ہے جهان

خاتمة الطبع

حمد و سپاس بیقیاس اوس مالک الملک کو سزاوار ہے که جس نے سلاطین زمان کو تاج بخشی و